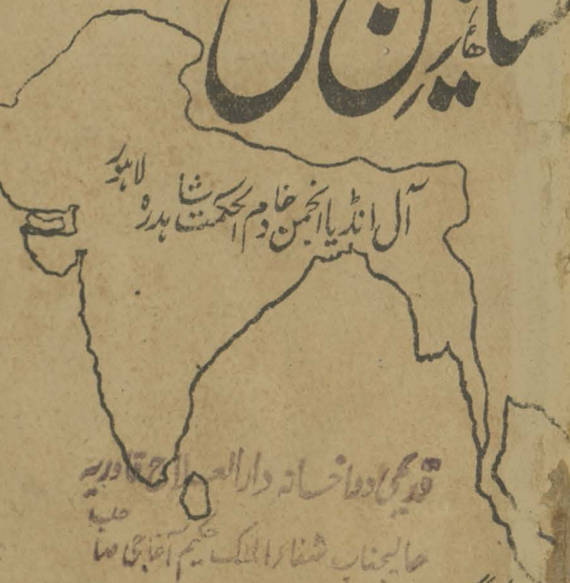
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۲

طبِ جدید کی اشاعتِ خاص



شاہینِ عمل



آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

قدیمی دواخانہ دارالعلاج قادریہ
عالیجناب شفاءالملک حکیم آغا جی صاحب

قدیمی دواخانہ دارالعلاج قادریہ
عالیجناب شفاءالملک حکیم آغا جی صاحب



"وہ کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور"

تیرنا سیکھے بغیر

جو شخص بھی دریا میں کودے گا۔ اسکے ڈوب جانے میں کسی کو بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور سانپ کے پکڑنے کے فن سے آشنائی حاصل کئے بغیر جو نادان کسی ناگ پر ہاتھ ڈالے گا۔ اسے وہ ناگ ڈسے بغیر نہیں رہے گا۔

بس اسی طرح

عورت کی فطرت اور شادی کے فرائض سے پوری پوری واقفیت حاصل کئے بغیر جو شخص شادی کرے گا۔ اسکی زندگی کبھی خوشگوار نہ بن سکے گی۔ مرد و عورت کے پوشیدہ تعلقات کے متعلق صحیح واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں نوجوانوں نے اپنی زندگی کو تلخ اور ناگوار بنا لیا

ہمارا مشورہ ہے

کہ اس حقیقت کو جاننے کے لئے ہر نوجوان کو ادارہ طب جدید کی اہم تصنیف کتاب **ذوق شباب** کا مطالعہ بے حد فائدہ مند ہے

بیسویں صدی کی شاندار تصنیف قیمت ۱۲؎

طب جدید بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء

کی اشاعتِ خاص

شاہین عمل

جس میں آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ کے سالانہ جلسہ ۱۹۴۰ء کی مکمل روئیداد درج ہے۔ اکابر اطبار کے علمی مضامین کے علاوہ ماہرین فن کے بہترین مجربات درج ہیں

مینجر دفتر طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

تمہید

کسی تحریک کے قائد و رہنما کا حادثۂ ارتحال و سانحۂ انتقال جہاں تحریک کو ایک جان کن دور سے متصادم کرتا ہے۔ وہاں اپنے متبعین میں سے بہی خواہ و فلاح پسند افسانوں کو صد گونہ مصائب و نوائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بعض شاطر مہرے اپنی انتہائی بے بضاعتی و بے بساطی کے باوجود مخلصوں کو مات دکھانے اور تحریک کو آغوشِ لحد میں سلانے کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور عمل صرف کر دیتے ہیں۔ گویہ دور، تحریک، اور اسکے بے لوث خادموں کے لئے بے حد روح فرسا و جانکاہ ہوتا ہے۔ مگر استقلال و ثبات کے بندے اپنی دھن میں سرشار جس ہمت و ایثار سے مصروف عمل رہتے ہیں۔ اس سے یقیناً یاس و بیم کی گھٹائیں چھٹ کر رہ جاتی ہیں۔ تلبیس و تصنع کی سحرکاریاں فریب تخیل نظر آتی ہیں۔ رخ حقیقت پر کے پردے جو مشاق اداکارانِ فریب نے بلند بانگ دعاوی اور خوش آئند تعلیبوں کے ڈوروں سے باندھ کر لٹکا رکھے ہوتے ہیں۔ کسی مجنوں کے چاکِ گریباں کی طرح تار تار نظر آتے ہیں۔ واقعیت کچھ اس شان و طمطراق سے تجلی ریز ہوتی ہے۔ کہ کوتاہ اندیشوں کا خرمن امید خاکستر بن جاتا ہے۔ جس کا آخری جنازہ دوش سموم پر آتشکدۂ جہنم کی راہ لیتا ہے۔ اب بارانِ کرم کا نزول بے پناہ ارزانی و فراوانی سے ہوتا ہے۔ گلشنِ تحریک کی خزاں زدہ پتیوں میں از سر نو دلکش انقلاب حیات رونما کرتا ہے بدگویانِ شانِ تحریک کے بیخ کن عزائم فاسدہ، ساون کی پردار چیونٹیوں کی طرح آخری آرام گاہوں کی تلاش میں سرگرداں ہو کر ان تمام مخاطر کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔ جو کہ لازماً مخالفانہ سرگرمیوں کے محدود مگر خوفناک عرصۂ حیات

ہیں دامنگیر رہتے ہیں۔

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے محبوب بانی حضرت حکیم احمدالدین قبلہ جب مشیت ایزدی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے دنیائے طب کو داغ مفارقت دے گئے تو جاں سپاران طب جدید کے قلوب پر آتش درد و کرب نے کباب سیخ کی کیفیت طاری کر دی۔ دور بین نگاہیں ایک طرف اس صدمہ عظیم میں اشکبار تھیں۔ تو دوسری جانب بعض جلد از جلد پیش آنے والے خطرات کے رد عمل کے لئے مضطرب و بے قرار تھیں۔ چنانچہ ادھر ہمارے رفیق محترم جناب حکیم مختار احمد صاحب ممتاز نے فطری و موروثی جذبۂ خدمت فن سے مجبور ہو کر تحفظ و تقدیس انجمن کا عہد صمیم لے لیا۔ ادھر محض چند دن کے صبر و سکون کے بعد احباب ثلاثہ نے جن کی حرص کی نگاہیں سالہا سال سے گردش چرخ نیلوفری پر کسی سعید ساعت کی متلاشی تھیں۔ فضاء ماحول کو ان تلخ بیانات کی روشنی میں سازگار بنانے کی سعی ناکام کی۔ جن کا اجراء وقتاً فوقتاً ان کی شاطرانہ چالوں نے محض مستقبل کی خود غرضانہ سرگرمیوں کو فروغ دینے کی غرض سے کرایا۔ مگر اپنے سحر تدبیر پر نازاں ہونے والے فریب خوردہ انسان فولادی پنجۂ تقدیر کی دست برد سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ جو ایسی نوعیت کے شرمناک مقاصد سیئہ کی تخریب و تباہی کے سامان فراہم کرنے میں کچھ زیادہ تاخیر و تعویق سے کام نہیں لیا کرتا۔ چنانچہ آغاز کار سے ہی ہماری مخلصانہ التجاؤں کو ان کی ریاکارانہ تمناؤں پر غلبہ حاصل ہونے لگا۔ آناً فاناً ارادت و عقیدت سے لبریز خطوط سینکڑوں کی تعداد میں موصول ہونا شروع ہوئے۔ جن میں ہماری تائید و حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھا گیا۔ عقیدت مندان قبلہ مرحوم و عاشقان انجمن خادم الحکمت نے یاران ثلاثہ کو انجمن کے جسد سے مواد فاسدہ کی طرح خارج کر کے پھینک دیا۔ اور پھر

کسی نے امکانی شورشیوں کے باوجود منہ تک نہ لگایا۔

برعکس اسکے ہماری انجمن پوری سرعت سے اپنی ارتقائی منازل کو طے کرتی ہوئی اثرونفوذ کے لحاظ سے غیر معمولی رفعت پر پہنچ گئی۔ آج بفضل تعالےٰ مرکزی جماعت کے ارکان کی تعداد ایک ہزار سے بھی متجاوز ہو چکی ہے نیز مختلف مقامات کی چالیس ماتحت مجالس کا الحاق منظور کیا جا چکا ہے۔ جن کی کارگزاریاں مستحق تحسین و قابل آفرین ہیں۔

علاوہ ازیں بعض دیگر طبی ادارے جو انجمن خادم الحکمت سے کبھی بھی متفق نہ ہو سکے۔ بلکہ ہمیشہ متحارب رہے۔ ہماری مخلصانہ و شریفانہ مساعی کی طفیل نہ صرف ہمارے ممد و معاون بلکہ مداح ہو گئے۔ ملک کے اکابر اطباء کرام نے ہماری انجمن کے کارناموں کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے اسکے نظم و نسق کو باعزت الفاظ میں سراہا۔ ہم بخوف طوالت محض چند اقوال درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ مکمل مراسلات و خطبات میں ملاحظہ فرمائیں۔

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت اپنے ارکان کی انتہائی عقیدت اور شاندار نظم و نسق کے اعتبار سے قابل مبارکباد ہے۔ یہ پہلا طبی اجتماع ہے۔ جس میں پابندی ضبط بلا اختلاف تمام مسائل حل ہوئے

علامہ حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی لاہور

اور مجھے آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے حلقہ اثر کی غیر معمولی وسعت پر تعجب ہوتا ہے یقیناً یہ ایک بلند پایہ اور ٹھوس کام کرنے والی مخلص طبی جماعت ہے۔

علامہ حکیم عبدالمجید صاحب عتیقی لاہور

مجھے انجمن کے مقاصد سے پوری ہمدردی ہے۔ دعاءِ کامیابی کرتا ہوں۔ جو خدمت اراکین انجمن سپرد کریں گے۔ بسر و چشم تعمیل کروں گا۔ مجھے بے حد مسرت ہے آل انڈیا انجمن خادم الحکمت طبی اداروں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ حاذق الملک

حکیم سید ظفر یاب علی صاحب وائس پریذیڈنٹ پنجاب طبی کانفرنس لاہور

اتحاد بین الاطباء کا مقصد نہایت مبارک ہے۔ اور جو حضرات اسکے لیے کام کر رہے ہیں وہ سب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

جناب حکیم محمد حسن قرشی پرنسپل طبیہ کالج لاہور

مجھے انتہائی مسرت ہے۔ کہ انجمن پورے انہماک سے خدمت فن میں مصروف ہے جس کا اجتماع جو حکیم صاحب مرحوم کی یاد کو تازہ کر رہا ہے۔ دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ تمام احباب کھڑے ہو کر حکیم صاحب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں

فدا ملت حضرت مولانا سید حبیب صاحب۔ مدیر روزنامہ پیام جدید لاہور

اتنے بارونق طبی اجتماع کو دیکھ کر بہت متعجب و مسرور ہوا ہوں۔ اس سے پہلے کبھی اتنا کامیاب اجتماع نہیں ہوا

ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس لاہور

انجمن خادم الحکمت کی کوششوں اور کامیابیوں کا کون ہے جو معترف نہ ہو مختار احمد اور سلیمی صاحبان نے کثیر التعداد ارکان کے تعاون سے جماعت کو زندہ کر دیا۔ مختلف طبی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کرنے کی قابل تعریف خدمت سرانجام دی

حکیم شمس الحسن خان صاحب پرنسپل ویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج امرتسر

میرے دوستوں کا کام اتنا مسلّم و معروف ہے۔ کہ کسی مزید تعریف کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ خدا انہیں جزاء خیر دے۔

جناب ابو تراب حکیم محمد عبد الحق خانصاحب صدر یونانی اینڈ ویدک کانفرنس امرتسر

حکیم مختار احمد صاحب صدر انجمن خادم الحکمت جیسے شریف و خلیق ہمدرد طب..... ..... مجھے اس جماعت کی ترقی دیکھ کر بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔

شفاء الملک حکیم دلبر حسن خانصاحب دہلوی

ان زعماء طب کی شاندار آراء حوالہ قرطاس کرنے کے بعد ہم ارباب ثلاثہ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں مطعون کیا کرتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ کسی کا اشتراک و تعاون نہیں۔ کیا یہ سب کچھ بعینہٖ مادر پدر آزاد مجرم حال کے سان

کی طرح آپ پر ہی صادق نہیں آتا۔ اگر باور نہ ہو۔ تو موری دروازے کے اس چوراہے کا معائینہ کریں۔ جہاں ملتانی ہنڈیا اپنے ظاہری نقش ونگار اور ٹیپ ٹاپ کے باوجود ایسی بری طرح پھوٹی تھی۔ کہ راہگیر انگشت حیرت بدندان رہ گئے تھے کیسی ملامت کی ڈگڈگی جس سے صدا اول دو درجن لونڈوں کو فراہم کر سکتی ہے، استہزا آمیز قہقہوں سے ملامت کر رہی تھی۔ آہ اتنے بڑے دعاوی کا یہ انجام مقام عبرت ہے

جلسہ کا اعلان

انجمن کی سی سالہ روایات کو دہرانے اور قبلہ مغفور کے مشن کو کامیاب طریق پر چلانے کے لئے سالانہ اجتماع کی ضروریات سے ہم غافل نہ تھے۔ خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ طبیبوں کا مستقبل مرگ وحیات کی کشاکش میں مبتلا تھا۔ خادمانِ طب کو کہاں یارا تھا۔ کہ جمود مرگ اختیار کئے رہتے۔ چنانچہ اپنے آرگن طب جدید میں جلسہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اگرچہ کوئی مستقل فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے سخت اضطراب وتشویش کا سامنا تھا۔ لیکن چونکہ کسی کام کے آغاز پر ہی ہمیں یقین حاصل کے جذبات میسر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہم بنام خدا اس اہم ترین ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مستعد ہو گئے۔ ہمیں صدر و جانشین محترم جناب حکیم مختار احمد صاحب کی فیاضی کا بے حد احترام واعتراف ہے۔ کہ انہوں نے بے طلب جملہ مصارف برداشت کرنے کا وعدہ فرمایا۔ جسے بطریق احسن نباہ دیا۔ غالباً یہ کفرانِ نعمت کے مترادف ہوگا۔ اگر آپ کی خدمت گرامی میں جماعت کی طرف سے ہدیہ تشکر واشتیاق پیش نہ کیا جائے۔

ایک چال

ہمارے خوانِ شہرت کے ریزہ چینوں کو یہ کہاں گوارا تھا۔ کہ ہم ایک ایسے

اہم کام کو خیر و خوبی سے سرانجام دے سکیں۔ جسکی تکمیل انکی تمام تعلیوں اور کبروں کو گرد راہ بنا کر اڑا دیگی۔ چنانچہ انہوں نے ہماری جد و جہد کو ناکام بنانے اور غیر معمولی شہرت و مقبولیت سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایک اعلان کا اجرا کیا۔ جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا۔ کہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کا سالانہ جلسہ برکت علی محمڈن ہال میں بتاریخ ۲۸ اپریل منعقد ہوگا۔ اعلان کے نیچے محض سیکرٹری انجمن خادم الحکمت کے الفاظ مرقوم تھے۔ گویا کہ نام دینے سے یا تو عمداً اغماض برتا گیا یا اصلی سودہ پر نام دے کر ایسی صورت پیدا کر لی گئی۔ کہ اس کا اظہار نہ ہو۔ تاکہ خدام انجمن اسے اصلی انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور تصور کر کے جوق در جوق شامل جلسہ ہوں۔ اور یوں کسی کی شہرت و مقبولیت سے ان کی پیشانی کو زیر خندگی کی سعادت نصیب ہو سکے۔ مگر حضرت ممتاز ایسے چوکس و بیدار مغز بزرگ کسی سفید ریش مرد خسیس کے تانے بانے سے کہاں ناآشنا تھے۔ چنانچہ انہوں نے انتہائی دانشمندی سے بامید منظوری مجلس عامہ حکیم فتح محمد صاحب جبوال حکیم حاذق سابق پراپگینڈہ سیکرٹری کے نام سے ایک باطل شکن اعلان کرایا جس سے صابر الجنسی کا طلسم، طلسم ہوشربا کا بوسیدہ ورق بن کر فضا البسیط میں روپوش ہوگیا۔ اغیار کے رنگ کسی ناکام قمار باز کے سوسنی چہرے یا ملتانی مٹی کی مانند زرد پڑ گئے۔ ہم قارئین کی معلومات کے خاکوں میں دلچسپیوں کی رنگ آمیزی کرنے کیلئے اپنے اعلان کو من وعن درج ذیل کرتے ہیں

مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۰ء:-

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کا **سالانہ جلسہ**

اپنی مقررہ تاریخوں اپنے اصلی قدیمی مرکز

شاہدرہ میں مورخہ ۸، ۹ رجون ۱۹۴۰ء کو ہی ہوگا۔ بعض لوگ (ڈاکٹر دوست محمد صابر ملتانی

حکیم فضل حسین رمداسی وغیرھم، جن کو بانی انجمن خادم الحکمت کی وفات کے فوراً بعد انجمن کی رکنیت سے انجمن کی اکثریت علیحدہ کر چکی ہے۔ انجمن کے وقار کو نقصان پہنچانے کے لئے اسی نام سے ممبران انجمن کو غلط فہمی میں ڈالنے کی ناکام سعی کر رہے ہیں۔ پس تمام ممبران انجمن خادم الحکمت محتاط رہیں کہ ان لوگوں کو آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ اور حضرت موجد طب جدید کے مشن سے کوئی تعلق نہیں۔

نیز عام آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے

کہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ ایسی ہمدرد فن طبی برادری کا یہ نام اور اسکے دار العلوم (طبیہ کالج شاہدرہ) کی ڈگریاں باقاعدہ طور پر گورنمنٹ آف انڈیا سے عالی جناب سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب صدر آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے نام پر رجسٹرڈ ہیں اگر کوئی فرد یہ نام استعمال کر کے انجمن کے وقار اور دار العلوم کو بدنام کرنیکی کوشش کریگا۔ تو ایسا فرد ہمارے ہر قسم کے نقصان کا ذمہ وار ہوگا۔

المشتھر: حکیم فتح محمد جسوال حکیم حاذق موہنی روڈ لاہور مجریہ پیگنڈہ سیکرٹری آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

ہمارے اس اعلان سے خواہ کوئی کسقدر بھی آتش بہ نعل کیوں نہ ہوا ہو۔ ہم کسی حالت اور کسی صورت میں بھی اپنے حقوق کی پامالی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم فحش گالیاں سنکر خاموش رہ سکتے ہیں۔ مطاعن سنکر زبان میں جنبش نہیں آنے دیتے۔ مگر انجمن کے مفاد و منافع کو کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کے قائل نہیں۔ کسقدر دیدہ دلیری ہے کہ باوجود بے یار و یاور ہونے کے محض چند ایک آدمی جنہیں آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے دندیہ جاریہ سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ ایک ایسی مخلص و کارکن جماعت کو متواتر جل دینے کی کوشش جاری رکھیں۔ جن کی ہمہ گیری اور کارکردگی کا اعتراف بلند مرتبت و مسلّم طبی شخصیتوں کو ہے۔ جس کے حلقہ اثر کی وسعت کا ناقابل انکار ثبوت موجودہ فقید المثال سالانہ اجتماع نے پیش کر دیا۔ حالانکہ ”صابرین“ کے مفروضہ جلسہ

کی حاضری کسی والی بال ٹیم کے کھلاڑیوں سے کچھ زیادہ نہ تھی۔ اور وہ بھی جن اسباب ووجوہ کی بنا پر ہوئی اس کا حق اظہار کسی دوسری تقریب کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔ یار زندہ صحبت باقی

جلسہ کا پروپیگنڈہ

اس حقیقت باہرہ سے کسی کو مفر نہیں کہ جلسہ کی کامیابی کا انحصار و مدار جہاں جماعت کے اثر و نفوذ پر ہوتا ہے۔ وہاں پروپیگنڈہ بھی بے حد لازمی ولابدی چیز ہے۔ ہم نے پراپیگنڈہ کے لئے تمام ضروری وسائل و ذرائع کو نہایت شد و مد سے اختیار کیا۔ پوسٹر، ہینڈ بل۔ دعوت نامے، مراسلات اور اخبارات کے ذریعہ دور افتادہ دیہات تک بھی اپنی آواز کو پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر پراپیگنڈہ بدیر شروع ہونے کی وجہ سے وہ احباب جن کے روزانہ ڈاک نہیں جاتی یا تو تاریخ معینہ تک اطلاع سے محروم رہے یا عین وقت پر اطلاع پانے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ اس ضمن میں چوہدری غلام حیدر صاحب جنرل سیکرٹری انجمن خادم الحکمت منڈیالہ کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ ہمیں اپنی اس کوتاہی پر جھکتے ہوئے ہمارے پاس کافی دلائل و براہین ہیں بجد تعلق ہی جمعیت مجالس اطبار پنجاب نے بھی پراپیگنڈہ میں ہماری استقامت و استمداد فرماتے ہوئے ایک پوسٹر شائع کیا۔ جس کے لئے ہم سپاسگزار ہیں۔

جلسہ گاہ

ایم۔ بی ہائی سکول شاہدرہ کی بلڈنگ بمنظوری صاحب سکرٹری ایڈمنسٹریٹر لاہور بطور جلسہ گاہ استعمال کی گئی۔ اس کے کھلے صحن میں دریوں، شامیانوں اور کرسیوں وغیرہ کا نہایت معقول انتظام تھا۔ چنانچہ شرکار جلسہ کو ہر طرح آرام و سکون میسر رہا۔ جلسہ گاہ میں جابجا کپڑے کے ماٹو آویزاں تھے۔

چونکہ سکول میں برقی رَو کا انتظام نہ تھا۔ لہٰذا دستی پنکھوں پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ مگر بایں ہمہ شامیانوں کو ایک دیرینہ سال برگد کے سائے میں کچھ اس صنعت سے نصب کیا گیا تھا۔ کہ ہوا کے دخل اور دوگونہ سائے کی طفیل گرمی کا احساس نہ ہوا۔ جگہ کی منظوری، سامان کی فراہمی اور اس کا اہتمام ہمارے بزرگ حکیم محمد عاشق صاحب کی بے لوث، مستحقِ مبارکباد خدمات کا شرمندۂ احسان ہے۔

طبّی نمائش

ہمیں طبی نمائش کے سلسلہ میں جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیّر واسطی اور مولانا عبد المجید صاحب عتیقی اپنی قابل قدر آرا سے متواتر مستفید فرماتے رہے۔ نمائش گاہ طبی کتب، تصاویر، ادویات، طبی رسائل عقاقیر اور آلاتِ طبیہ سے مزیّن تھی۔ مقامی و بیرونی حضرات نے نمائش کا معائنہ کرنے میں انتہائی شغف اور بلند ذوقی کا ثبوت دیا۔ حکیم محمد شریف صاحب کے خود ساختہ آلات جراحی قابل تعریف تھے۔ چنانچہ عالیجناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس لاہور نے بعد معائنہ اظہار تحسین فرمایا۔ بہرحال ہم ان تمام حضرات کے جنہوں نے کسی نہ کسی صورت میں اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹایا بہ اخلاص قلب سے شکر گزار ہیں۔

اجتماع

اس سے قبل کہ ہم قابل رشک اجتماع کا ذکر کریں۔ بعض ان مشکلات کا عرض کر دینا بھی شائد بے جا نہ ہو۔ جو کسی حد تک ہمارے راہ میں سنگِ گراں رہیں۔ (۱) انتہائی گرمی اور بادِ سموم (۲) پنجاب کے اکثر مقامات پر میلوں کی بھرمار (۳) لاہور میں جوڑ میلہ کی وجہ سے راوی روڈ پر آمد و رفت میں دقتیں (۴) پراپیگنڈہ کی تاخیر (۵) لاہور کی ناخوشگوار فضا کے متعلق بیرونجات میں غلط افواہیں (۶) ہمارے بعض حاسدوں کا غلط پراپیگنڈہ۔

محولہ فوق مولفات کی موجودگی میں کسی اجتماع کا کامیاب ہونا اس جماعت کی ذمہ داری و ہمہ گیری کا ایسا بدیہی و صریح ثبوت ہوتا ہے۔ جس سے کسی کو کبھی انکار نہیں ہو سکتا۔ محض آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کو ہی یہ فخر حاصل ہے۔ اسکے وابستگان دامن عقیدت کسی مشکل کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اکناف و جوانب پنجاب و بیرون پنجاب سے تشریف لاکر اپنی جماعتی عظمت و تقدیس کا ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچا دیا۔ جلسہ گاہ حاضرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ ارکان انجمن خادم الحکمت، دیگر طبی انجمنوں کے نمائندے۔ طبی رسائل کے ایڈیٹر۔ مشہور مصنفین شعلہ بیاں مقرر اور جادو رقم ادیب تشریف فرما تھے۔ ڈاکٹر صاحبان نے بھی شرکت سے سرفراز فرمایا۔

کل رات اجلاس منعقد ہوئے۔ مکمل کاروائی بالاتفاق سرانجام پذیر ہوئی اس سلسلہ میں انجمن کا ٹھوس نظام اور ارکان کا باہمی اعتماد سزاوار آفرین ہے

طعام و قیام

چونکہ بیرونجات سے تشریف لانے والے بزرگ شاہدرہ ایسے قصبہ میں ذاتی طور پر قیام و طعام کا کوئی ایسا انتظام کرنے سے قاصر تھے۔ لہٰذا انجمن نے بذریعہ پوسٹر و دیگر طریقہائے پیغام رسانی شریک جلسہ ہونے والے احباب کو یقین دلا دیا۔ کہ ان کے آرام و طعام کے لئے ادارہ بلا معاوضہ ذمہ دار ہوگا مگر بجلدِ ضرورت بستر ہمراہ لائیں۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ہمارے قابل احترام مہمانوں نے دیہاتی مراسم کے مطابق بستر لانے کی زحمت گوارا نہ فرمائی۔ لازماً مہمان و میزبان کو قدرے تشویش و تکلیف کا سامنا ہوا۔ مگر جلد ہی حضرت ممتاز نے بستر مہیا کرا دیئے۔ یوں ہم ایک ایسے امتحان کے تلخ نتائج سے

جس کا امکان دوستوں کی معمولی سی فروگزاشت نے پیدا کر دیا تھا۔ محفوظ ہے ہم نہائیت بے تکلفی سے درخواست کریں گے۔ کہ آئیندہ سالانہ اجلاس کے موقعہ پر کوئی صاحب بغیر بستر تشریف نہ لایا کریں۔ قیام کا انتظام جلسہ گاہ میں تھا۔ جو اس امر کے لئے بے حا موزوں جگہ تھی۔ مہمانوں کے بے پایاں طبعی ذوق و استغراقِ فن کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ وہ کس قدر آزادی اور بے تکلفی کے ساتھ باہم مبادلۂ افکار کر رہے تھے۔ گویا کہ ایک ہی جگہ قیام کا انتظام ان کی افکار آرائی اور باہمی روابط و مراسم پر نتیجہ خیز صورت میں اثر انداز ہوا۔

طعام کے سلسلہ میں ہم تین ایثار پیشہ شخصیتوں کے اسمائے گرامی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اول حضرت ممتاز جنہوں نے ۸ رجون کی شام ۹ر کی صبح کو وسیع پیمانہ پر پلاؤ اور سوڈا، لسی اور چار وغیرہ سے مہمانوں کی تواضع کی۔ دوئم قبلہ نیرؔ واسطی صاحب جن کی چار کے نا کرے اب نیر منزل سے نکل کر "رسالہ گیر" شہرت حاصل کر رہے ہیں ممدوح نے روائیتی فراخدلی سے کام لیتے ہوئے بیرونی مہمانوں کو ایک وقت کا کھانا نیر منزل پر تناول فرمانے کی دعوت دے رکھی تھی۔ ہم نادم اور متاسف ہیں کہ لاہور و شاہدرہ کے بعد و فصل اور حدت و شدت گرما کے نتیجہ میں پیش آنے والی تکالیف کے پیش نظر آپ کے دولتکدہ پر حاضری کا خیال ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ نیرؔ صاحب نے بلا عذر و اصرار ہماری مجبوریوں اور معذوریوں کو حق بجانب یقین فرماتے ہوئے اس امر پر اظہار رضامندی فرما دیا۔ کہ آپ کی طرف سے مہمانوں کو شاہدرہ میں ہی کھانا پیش کر دیا جائے گا۔ ہمیں آپ کی گرمئی عمل کا ناقابل انکار اعتراف ہے۔ کہ آپ نے "تمازت بریاں" میں جہاں شاہدرہ کے کئی جگر کاٹتے وہاں نوجون کی شام کو جلسہ گاہ میں ہی مہمانوں پر بریانی کی

وہ ارزانی کی۔ کہ ہم شکر مجسم بن کر رہ گئے۔ گو ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ شاہدرہ میں آپ کو مہمان جانتے یا میزبان۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ مہمانی و میزبانی کا ایک جدید و یقینی مرقع تھے

تیسرے میزبان جناب حکیم ست پال صاحب جالی ہیں۔ جن کا اسم گرامی نوک قلم سے ٹپکتے ہی ہمارے لئے مسرت و فرحت کے سامان فراہم کر دیا کرتا ہے۔ آپ کے ایثار پیشگی اور شاید ہمارے مکتوبی مخاطب جناب کلب علی صاحب شاہد کو بھی محظوظ کر سکیں۔ آپ نے اس غلام آباد ہند میں جہاں شومئی قسمت سے آب و دانہ بھی تسبیح و زنار کے جھنجھٹ سے آزاد نہیں ہو سکا۔ ہندو مہمانوں کے لئے اثناء قیام میں جس فراخدلی اور علو ہمتی سے "شدھ ہندو رسوئی" کا اپنی گرہ گراں سے اہتمام کیا۔ وہ یقیناً ہمارے دلی شکریہ کا مستحق ہے۔ اگرچہ ان کے مصارف کی فہرست نہ ہمارے سامنے ہے اور نہ ہو گی۔ تاہم اپنے قریب رس دوست حکیم سنت رام صاحب شرما ایسے مہمانوں کا تن و توش جناب جالی صاحب کی "کشادہ روی" کا بدیہی ثبوت ہے۔ ہم ایک بار پھر آپ کی خدمت میں اظہار تشکر کی سعادت حاصل کرتے ہوئے سچی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ "گر قبول افتد زہے عز و شرف"

خادم الحکمت والی بال میچ

طب کا منشا حفظ و ارتقاء صحت ہے۔ چونکہ ارتقاء و قیام صحت کے وسائل میں ورزش کو نمایاں دخل ہے۔ لہٰذا طبی اداروں کا فرض ہے۔ کہ کھیلوں جیسے دلچسپ طریقہائے ورزش کی تحریک و تشویق میں عملی حصہ لیا کریں۔ ہم نے اسی جذبہ کے ماتحت ۴ رجون کی شام کو اعلان کروا دیا کہ صبح ساڑھے چھ بجے خادم الحکمت والی بال میچ ہو گا۔ چنانچہ صبح جلسہ گاہ کے قریبی میدان میں مشاق کھلاڑیوں نے اپنے کمال فن کا عملی اظہار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ

رکھا۔ بابر کلب غالب اور جہانگیر کلب مغلوب رہی۔ حضرت سلیمی نے ان کی قابلقدر مشق سے متاثر ہو کر فریقین کو انعام تفویض کئے جانے کی سفارش کی جسے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ ہم ہر دو کلب کے عزیز نوجوانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے متوقع ہیں کہ وہ بہمہ وجوہ آئندہ بھی انجمن سے اشتراک تعاون کیا کریں گے۔ کیونکہ کسی جماعت کے لیے جہاں پختہ کار رہنماؤں کی ضرورت ہے۔ وہاں نوجوانوں کا سراپا عمل وجود بھی بدرجہ غایت مفید ہوا کرتا ہے

مراسلات

اکثر اکابر اطبا ر نے جو شدید موانعات کے باعث شریک جلسہ نہ ہو سکے اپنے مکتوبات سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ہم بخوف طوالت محض جناب حاذق الہند حکیم سید ظفریاب علی صاحب، جناب زبدۃ الحکماء محمد حسن صاحب قرشی۔ حکیم محمد رمضان صاحب نور اور جناب شفاء الملک بہادر حکیم دلبر حسن صاحبان کے مراسلات گرامی درج کرتے ہیں۔

عالیجناب شفاء الملک بہادر حکیم دلبر حسن خانصاحب صدر آل انڈیا یونانی کانفرنس دہلی

محترم جناب حکیم مختار احمد صاحب

اسلام علیکم! آپ کو یاد ہوگا۔ جب آپ مجھے اسٹیشن پر چھوڑنے آئے تھے۔ میں نے آپ سے کہا تھا۔ کہ آپ کل ہی کانفرنس کی تاریخوں سے مجھے مطلع فرما دیں مگر دس روز تک آپ کا کوئی والا نامہ صادر نہ ہوا۔ تو یہاں "پاکستان کانفرنس" میں مجھے مجبوراً شامل کر لیا گیا۔ اسکی تاریخیں ۷-۸-۹ جون قرار پائیں۔

اور مجھے اسمیں جنرل سیکرٹری نامزد کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ کی جانب سے ۸، ۹ رجون کی کانفرنس کا اعلان ہوا۔ اور مجھے اطلاع پہنچی۔ میں نے کل تک یہ کوشش کی کہ اس ذمہ داری سے علیحدہ ہو کر آپ کے ہاں جلسہ میں شریک ہوں۔ مگر افسوس کہ میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں کل ۹ رجون کو بھی آپ کے ہاں شریک اجلاس نہ ہو سکوں گا۔ آپ میری ذمہ داریوں اور مجبوریوں کا خیال فرماتے ہوئے مجھے موردِ الزام نہیں گردانینگے۔ کیونکہ صحیح پوزیشن میں نے آپ کے روبرو بیان کر دی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ طب قدیم کے احیا کی پوری کوشش فرما رہے ہیں۔ برائے مہربانی تمام ممبران انجمن سے میری معذوری کا اظہار فرما دیں۔ اگر کوئی ایسی ترکیب ہو سکتی کہ میں آپ کے اجلاس میں شرکت کے لبعد یہاں دس بجے رات کے واپس آ سکتا۔ تو میں اس پر ضرور عمل کرتا۔

کل سے کانفرنس کے اجلاس شروع ہو گئے ہیں۔ بیرون جات سے بہت سے ڈیلیگیٹ اور معزز مہمان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ایسی حالت میں میرا یہاں سے نکلنا بالکل ناممکن ہے۔ بارِ زندہ صحبت باقی۔ انشاء اللہ تعالےٰ جو خدمت طب قدیم کے متعلق میں کر سکتا ہوں کبھی دریغ نہ ہوگا۔ اور اسوقت عدم حاضری کی معافی چاہتا ہوں۔

حضرت شفاء الملک کا دوسرا مراسلہ جو کہ حضرت نیرؔ صاحب کی معرفت موصول ہوا

محترمی و مشفقی جناب حکیم صاحب

اسلام علیکم! کل رات کے دس بجے جب میں پاکستان کانفرنس میں گیا ہوا تھا۔ آپ کا تار پہنچا۔ آج صبح میں نے اس کا افسوس کے ساتھ جواب دیا۔

یہاں پاکستان کانفرنس ہو رہی ہے۔ کل ۷ رجون کو اس کا پہلا اجلاس تھا۔ ۸، ۹ رجون کو اور اجلاس ہوں گے۔ اہل دہلی نے چونکہ تمام جلسہ کا اہتمام و انصرام

میرے سپرد فرما دیا تھا۔ اسلئے میرا ان دنوں یہاں سے غیر حاضر ہونا نہایت مشکل ہے۔ تمام پروگرام کو باقاعدہ ترتیب کے ساتھ انجام دینا پڑتا ہے۔ چونکہ عہدہ خاص ذمہ داری کا ہے۔ اسلئے ان دنوں یہاں سے باہر جانا ناممکن ہو رہا ہے۔ مجھے جو افسوس ہے۔ کہ میں مجبوری میں مدعو آپ کا ارشاد کیسے ٹالا جاسکتا تھا۔ حکیم مختار احمد صاحب صدر انجمن خادم الحکمت جیسے شریف و خلیق اور ہمدرد طبیب سے آپ میری جانب سے معذرت فرمادیں۔ میں ہر اس طبی جماعت کی جو طب قدیم کی خدمت کر رہی ہے۔ ترقی کا دل سے متمنی ہوں۔

آپ ممبران انجمن سے بھی میری اس مجبوری کا اظہار فرمادیں۔ مجھے اس جماعت کی ترقی دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ اور مجھے اپنی اس عدم شرکت پر ہمیشہ افسوس رہے گا۔ غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ میں اپنے ارادہ کے باوجود اس ضروری جلسہ کی شرکت سے معذور رہا +

عالیجناب حاذق الہند حکیم سید ظفریاب علی صاحب وائس پریذیڈنٹ پنجاب طبی کانفرنس لاہور

بخدمت شریف جناب جنرل سیکرٹری انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

جناب والا! میں نہایت ندامت و انفعال سے عارض ہوں کہ بوجہ بیماری حاضری سے قاصر ہوں مجھے انجمن کے مقاصد سے ہمدردی ہے۔ اور دعاء کامیابی کرتا ہوں۔ اور جو خدمت اراکین انجمن میرے سپرد کریں گے۔ بسر و چشم تعمیل کروں گا۔ مجھے بے حد مسرت ہے۔ کہ خیر خواہ و ہمدرد فن معزز ترین ہستیاں شریک اجلاس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرماوے۔

عالیجناب زبدۃ الحکماء حکیم محمد حسن صاحب قرشی پرنسپل طبیہ کالج و صدر پنجاب طبی کانفرنس لاہور

مکرمی۔ سلام مسنون! استفسار زحمت فرمائی کا شکریہ! میں دو تین روز سے علیل ہوں۔ اسلئے شرکت سے معذور ہوں۔ اتحاد بین الاطباء کا مقصد نہایت مبارک ہے اور جو حضرات اس کیلئے کام کر رہے ہیں وہ سب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں جناب حکیم نیر واسطی صاحب، مولانا حکیم ابوتراب صاحب، حکیم عبدالمجید صاحب عتیقی و دیگر احباب تک پیام سلام پہنچادیں۔

اجلاس اوّل

زیر صدارت عالیجناب حکیم مولوی غلام محی الدین صاحب چغتائی مدیر مجلہ الحکیم لاہور

تعارف

جناب کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔
آپ موقر جریدہ الحکیم لاہور کے مدیر شہیر اور کہنہ مشق طبیب ہونیکے علاوہ ہمدرد خلائق و رقیق القلب بزرگ ہیں۔
جن کی خاموش مگر ٹھوس طبی خدمات کیلئے دنیائے طب معترف ہے۔

"سلیمی"

جناب صدر عین وقت معینہ پر تشریف لے آئے۔ جلسہ گاہ کے صدر دروازہ پر ارکان مجلس استقبالیہ نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ صدر مجلس استقبالیہ کی درخواست پر کرسیٔ صدارت کو زینت بخشتے ہوئے اپنے بصیرت افروز خطبہ سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ اسکے بعد جناب حکیم فتح محمد صاحب جسوال صدر استقبالیہ نے اپنا خطبہ پڑھ کر سنایا۔ جناب صادق شاہدروی نے ایک مخصوص انداز میں پنجابی نظم پڑھ کر سنائی۔ پھر حضرت جانشین و صدر انجمن نے انجمن کے قیام کی غرض و غایت پر فاضلانہ تقریر فرمائی۔ جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ ازاں بعد صادق سلیمی صاحب جنرل سیکرٹری نے سالانہ رپورٹ کے موضوع پر ایک معرکہ آرا تقریر کی۔ ممتاز الاطبا حضرت سید محمود گیلانی صاحب کا فرستادہ مضمون "خواتین اور حفظِ صحت" ممتاز الاطبار جناب حکیم محمد افضل صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اب نماز و طعام کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔

خطبہ صدر استقبالیہ کمیٹی

عالیجناب حکیم ایف۔ ایم صاحب جیوال حکیم حاذق صدر استقبالیہ کمیٹی

اطباء کرام و معززین جلسہ :-

عہدِ حاضرہ کے برق رفتار دورِ ارتقا نے اقوامِ عالم کو جس سرگرم جد و جہد میں مصروف کر رکھا ہے۔ اس کے تاثرات ہمارے دیسی اطباء پر بھی بہت حد تک منفعت خیز اور حیرت انگیز ثابت ہوئے ہیں۔ آج سے تیس برس پہلے محض لکھنؤ، دہلی اور لاہور میں ہی دیسی طب کی درسگاہوں کا قیام و اہتمام تھا۔ مگر اب صرف پنجاب میں ہی ان کی تعداد دس تک پہنچ گئی ہے۔ مزید براں پرائیویٹ درس و تدریس نے ہزاروں کی تعداد میں ادویات دیسی کے پیشہ وروں کی تخلیق کر دی ہے۔ اس انقلاب انگیز ارزانی پر قابو پانے کے لئے گورنمنٹ پنجاب نے طبی انکوائری کمیٹی کی ضرورت کو محسوس کیا۔

یہ کمیٹی ایک بورڈ کے اشخاص کو ان پیشوں کی ترتیب دینے، رد کرنے اور ہدایت دینے کے لئے منظور کرے گی۔ اور ایک قانون اندراج فہرست کا اجراء کرے گی جس سے صرف منظور شدگان کو کام جاری رکھنے کی اجازت دیگی۔ یاد رہے۔ کہ یہ اگست ۱۹۳۸ء میں مقرر کی گئی۔ اسنے اس عرصہ میں تمام آٹھ مجالس منعقد کیں۔ جن میں سب سے آخری مجلس ۹ مئی ۱۹۴۰ء کو منعقد ہوئی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ کا خاکہ سول ہسپتال کے انسپکٹر جنرل پی۔ بی بھروچہ تیار کر رہے ہیں۔

سول ہسپتال کے انسپکٹر جنرل کے علاوہ مندرجہ ذیل اشخاص بھی شامل تھے:-

راجہ نریندر ناتھ۔ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو۔ ڈاکٹر مہال چند سیکرٹری۔ خان بہادر

مشتاق احمد گورمانی اور چند وید اور حکیم۔ ان حکیموں میں ہمارے شفاء الملک حکیم دلبر حسن صاحب بسٹی بھی شامل تھے۔

کمیٹی کی سب سے بڑی منظوری ایک دیسی ادویات کے بورڈ کی ہے۔ جو کہ ان دیسی ادویات کے طریقوں کو ترتیب دینے، روکنے اور ہدایت دینے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ سنا ہے۔ کہ اس بورڈ کے جملہ ممبران حکومت کی طرف سے دو سال کے لیئے چنے جائیں گے۔ اس کے بعد بورڈ میں منتخب شدہ ممبروں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس بورڈ میں دو ممبر اسمبلی کے اور دو نمائندے لوکل بورڈ کے دو ویدوں اور حکیموں کے ہوں گے

کمیٹی کی دوسری منظوری یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ ایک قانون اندراج فہرست کا اجراء کرے۔ اور ایک رجسٹر دیسی ادویات کے پیشہ وروں کا بنایا جائے۔ کسی خاص انجمن اشاعت علوم کے سند یافتہ اور پیشہ ور جنہوں نے دیسی ادویات کا مقررہ کمرہ امتحان پاس کیا ہو۔ اندراج فہرست کے حقدار ہیں

کمیٹی کی تیسری منظوری یہ ہے۔ کہ دیسی ادویات کے رجسٹر شدہ پیشہ ور وہی حقوق رکھیں گے۔ جو کہ ایلوپیتھی کی ادویات والے رکھتے ہیں۔ یہ علم اخلاق کے قوانین پیشہ اور اشتہار بازی کے متعلق بھی عائد ہوتے ہیں۔

چوتھی منظوری کمیٹی کی یہ ہے۔ کہ بنیادی سائنس کا علم جس میں کیمسٹری باٹنی اور زوآلوجی یعنی علم معدنیات، علم نباتات اور علم حیوانات شامل ہیں۔ دیسی ادویات کے طلباء کے لئے جبراً قرار دیا جائے۔

یہ ہے انکوائری کمیٹی کی رپورٹ اور اس کی سفارشات جو کچھ کہ معلوم ہوئیں آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ میرے خیال میں مجھے اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ اس کی مفصل تفصیل جناب شفاء الملک

صاحب سے سن لیں گے۔ جو کہ انکوائری کمیٹی کے اجلاس میں حصہ لیتے رہے ہیں۔

یہ بات روز روشن کیطرح واضح ہے۔ کہ ہمارے ملک کی قدیمی طب "ویدک" ہے۔ بعدہٗ طب یونانی کا دور یونانی حملوں کے ساتھ شروع ہو کر اسلام کے حملوں کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ مگر یہ یونانی طب بھی اس ملک کی ہی طب بن کر رہ گئی کیونکہ اس کی ادویات بجائے یونان سے آنے کے اس ملک میں تیار ہونے لگ گئیں سینکڑوں برس تک دونوں طبوں (یعنی ویدک اور یونانی طب) نے مل کر ملک کی خاطر خواہ خدمت کی۔ بلکہ جنگوں میں جب کہ توپ اور بندوق کا رواج شروع ہوا۔ تو اس وقت بھی ان دونوں طبوں کے عامل گولیوں اور چھروں کو انسانی جسم سے نکالنے اور زخموں کی مرہم پٹی کے فرائض ادا کرتے رہے۔ جب سے ایلوپیتھی نے اس ملک میں قدم رکھا جس کو عروج پکڑے اس ملک میں تقریباً سو برس گزر چکے ہیں۔ ابھی تک اس کی ادویات تو درکنار بلکہ روئی اور پٹیاں تک یورپ سے چلی آرہی ہیں۔ جن کا خرچ کروڑوں روپیہ اٹھتا ہے۔ اگر یہی ادویات ہمارے ملک میں تیار ہونے لگ جائیں۔ تو ہزارہا آدمیوں کی بیکاری دور ہو جائے۔ اور دوسرے ادویات وغیرہ کا نرخ ارزاں ہو جائے۔ تجربہ انسان کا شاہد ہے کہ دیسی علاج کی نسبت ایلوپیتھی کا علاج گراں پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ۸۵ فی صدی مریض دیسی طبیبوں کے زیر علاج رہتے ہیں۔ چونکہ ہمارا ملک بہت ہی غریب ہے۔ جس کی فی کس آمدنی کا اندازہ روزانہ چھ پیسے سے زیادہ نہیں لہٰذا وہ چار آنے، چھ آنے یا بارہ آنے کہاں سے لائے۔ اس کو مجبوراً دیسی طبیبوں کی طرف رجوع ہونا پڑتا ہے۔ اور پڑتا رہے گا۔ میں گورنمنٹ سے پُرزور استدعا کرتا ہوں ہو۔ کہ وہ دیسی طبوں کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے

جو کہ ایسے ملک کی خدمت کر رہی ہے۔ جو دوسرے ملکوں سے غریب ہے۔ جس طرح قدرت نے بیماری کی کئی ایک ادویات پیدا کر دی ہیں۔ اسلئے کہ اگر ایک دوائی نہ ملے۔ تو دوسری سہی۔ اگر دوسری نہ ملے تو تیسری لے کر کام چلایا جائے۔ اس طرح میرے خیال میں جس قدر بھی علاج کے طریقے ملک میں ہوں۔ بہتر ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب مریض ایلوپیتھی کے علاج سے ناکام رہا۔ اور اسنے دیسی طب کی طرف رجوع کیا۔ تو وہ صحت یاب ہو گیا۔ اس طرح جب کسی مریض دیسی طب سے صحت یاب نہ ہو سکا۔ تو ایلوپیتھی سے اس کو صحت مل گئی۔ کبھی کبھی ہومیوپیتھک علاج کو بھی کامیابی حاصل کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ لہٰذا علاج کے جتنے طریقے ملک میں ہوں اچھے ہیں۔ کسی نہ کسی وقت ان سے کام نکل ہی آتا ہے۔

(۳) جس طرح لاہور کے وید صاحبان اور ایلوپیتھی والے اپنا اپنا ایک ہی پلیٹ فارم رکھتے ہیں۔ اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اپنی بہتری کی تجاویز سوچتے ہیں۔ اور اپنی ایک ہی آواز گورنمنٹ کے کان تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح میری دلی آرزو ہے۔ کہ لاہور کے یونانی طبیب بھی اپنی نئی اور پرانی شکر رنجیوں کو خیرباد کہہ کر ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہوں۔ کیونکہ جماعت میں برکت اور کرامت ہوتی ہے۔ اور اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

اے ماہرین فن! دیسی طب کا ہماری ہستی سے وہی واسطہ اور تعلق ہے جو جان کا جسم سے ہے۔ دیسی طب کے متعلق اہل ملک کا تجربہ اور مشاہدہ متقاضی ہے۔ کہ اسکی گزشتہ عظمت کو بحال اور برقرار رکھا جائے۔ کیونکہ صرف اسکی برکات ہی اہل ملک کی حقیقی بہبودی اور اصلی ترقی اور سرسبزی کی کفالت ہو سکتی ہے۔ یہ سہل اور عام فہم اصول ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر ملک کی حاجات و ضروریات کو اس ملک میں مہیا کر رکھا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی

غفلت اور لاپرواہی سے اس سے مستفیض نہیں ہوتے۔ تو گویا ہم قدرت کے عطیے سے محروم ہونے کے گنہگار ہونے کے علاوہ کفرانِ نعمت کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پس اس اصول کو سمجھنے اور دیسی طبابت کے روزمرہ کے بے حد فوائد اور سہل آسان و ارزاں ترین حالتوں پر غور کرنے سے اس ضرورت کو بخوبی محسوس کر سکتے ہیں۔ جو آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے قیام سے پوری ہو رہی ہے۔

صاحبان! انسان کے بے شمار فرائض میں سے ملک اور اہلِ ملک کی خدمت گزاری سب سے زیادہ قیمتی فرض ہے۔ ہمارے اطبا ہی کی ہستی ہے جو صرف اس فرض کی ادائیگی کے لیئے وقف ہے

کس طرح اس خوشی کا اظہار کیا جائے۔ جو اس امر کے دیکھنے سے ہوتی ہے۔ کہ جالینوس اور دھنونتری کے نقش قدم پر چلنے والے اسقدر مدید اور حکیم صاحبان جو تکلیف فرما کر اور زحمت سفر اٹھا کر تشریف لائے ہیں۔ اگرچہ اس میں اپنے مقدس فرض کو ادا کرنا مرکوز ہے اور بنی نوع انسان کی بہتری اور خیر خواہی پیش نظر ہے۔ تاہم پھر بھی استقبالیہ کمیٹی کے اراکین کا اخلاقی فرض ہے کہ آپ کا خیر مقدم کیا جائے اور صدق دل سے آپکی تشریف آوری پر خوش آمدید کہے۔ پس صاحبان میں استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے آپکی تشریف آوری کا شکریہ ادا کر کے صدق دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ اور آپ سے امید کرتا ہوں کہ ہماری ناچیز خدمات کو نظرِ کرم اور اپنی فروگزاشتوں کو معافی کی نظر سے دیکھیں گے۔

صاحبان قبل اسکے کہ میں اس گزارش کو ختم کروں ایک ضروری اور نہایت اہم فرض ادا کرتا ہوں یعنی جن اصحاب نے اس کانفرنس کے اہتمام اور کام میں امداد کی ہے۔ میں استقبالیہ کمیٹی کیطرف سے انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب میں جناب حکیم غلام محی الدین صاحب چغتائی مدیر رسالہ الحکیم لاہور سے گزارش کرونگا۔ کہ جناب کرسیٔ صدارت کو زینت بخش کر کاروائی جلسہ شروع فرمائیں

جذباتِ صادق

ازجناب صادق صاحب

اول حمد ہزار خدا تائیں جیہدی شان ہے جل جلال بے شک
اوہدے حکم سوا دم مار سکے کسے بشر دی نہیں مجال بے شک
ساڈی رہبری واسطے بھیج دتا ایہے نبی نوں شان کمال بے شک
جیویں رب دی صفت نہ ہو سکے ایویں نبی دی کرن مجال بے شک
استھیں بعد سوال ہے دوستانہ ذرا اوسدے ول ہن آدناں میں
یادگار مرحوم دی یاد آئی سنو نال دھیان سناوناں میں
احمد الدین حکیم رائی چنگا اچھی زندگی خوب نبھاہ گیا
خدمت طبِ یونانی دی بہت کیتی واہ وا اپنا نام ودھا گیا
خوش طبع تے نیک سلیم بندہ ڈھٹھے کیاں نوں فیض پہنچا گیا
درس طب جدید دا کھول کے تے لکھاں رب دے نام پڑھا گیا
دور دور تک شہرہ حکیم داسی کئی غریب آکے فیض پاوندے سے
پبلک جاندی اے درسگاہ اندر آن حکمت پڑھ کے جاوندے سے
بیشک طب علیہ دا بادشاہ سی ہر اک مرض نوں خوب پچھان داسی
دنیا سن دی سی ہار سگی منادی بھی شہرہ جیویں حکیم لقمان داسی
صحت پان مایوس مریض آکے ایسا فضل رحیم رحمان داسی
ہندوستان، پنجاب، کشمیر بلکہ ہر اک ملک حکیم نوں جان داسی

درس طب جدید دا کھول کے تے کئی غریب حکیم بنا گیا
بے روزگار کئی روزی دے سرے چڑھ گئے اللہ واسطے فیض پہنچا گیا

اس تھیں بعد حکیم مختار احمد فرض سمجھ کے بھار نوں چایا اے
انتقال حکیم دے بعد ڈٹھا ہرگز کم وِچ فرق نہ آیا اے
خادم الحکمت انجمن تائیں دے ترقیاں غضب ودھایا اے
نائیں کم نوں اوس نے گھٹن دتا بلکہ اگے تھیں دون سوایا اے
جیکر زندگی رہی مختار سندی دانشمند سارے اے فرماوندے نے
رہے لائق فرزند جو وچ دنیا خاندان دا نام ودھاوندے نے
نیر واسطی بڑا حکیم اعلےٰ جس تے فضل اج رب غفار دا اے
کرفی مرض دی ختم تشخیص اس تے بچہ بچہ اسے پیا پکار دا اے
دور دور دے آون مریض بے شک کوئی کابل تے کوئی قندھار دا اے
موئے آون زندہ ہو کے جان واپس ایسا حکم اے پروردگار دا اے
خادم الحکمت ہے مشکور بے شک نیر واسطی بڑا احسان کیتا
دلی خواہش دے نال امداد کردا اے جنھیں نیک ہے اساں وکھیان کیتا
طب مشرقی طب یونان بدلے کیاں لوکاں دا ایہہ خیال ڈٹھا
دِکھو وکھ رہے سمجھدے وہاں تائیں سمجھن وچ ایہہ فرق کمال ڈٹھا
اکو چیز اے الگ نہیں اے اساں دور تک نظر دے نال ڈٹھا
اصلاح طب یونانی دا نام وجا اساں طب جدید نوں بھال ڈٹھا
طب مشرقی طب یونان بے شک آپس وچ دونویں کھیر کھنڈ یارو
صادق نال اشارے دے دس دتا دانشمند کرسن آپے ونڈ یارو

خطبہ صدارت

حضرات! رسم زمانہ کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ میں صدارت کی اس عزت افزائی کیلئے اپنے عجز و انکسار اور آپ کی بندہ نوازی اور ذرہ پروری پر ایک قصیدہ تحریر کروں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ میں اس نوع کی دلفریب رسمیات میں اُلجھ کر نہ اپنے نفس کو دھوکا دینا چاہتا ہوں۔ اور نہ آپ حضرات کو بلا وجہ مغرور نہ تعلی کی ایک ایسی سطح پر لے جانا چاہتا ہوں۔ جو اخلاقاً ممنوع اور مذہباً قابل مواخذہ ہیں۔ آپ حضرات نے ایک اہم ترین فرض کو میرے سپرد کیا ہے۔ اور میں اپنی گوناگوں مصروفیتوں اور پریشانیوں کے باوجود اپنی خداداد استطاعت کے مطابق اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کروں گا۔ یہ محض تکلف نہیں بلکہ واقع یہ ہے۔ کہ یہ سطور قطعی طور پر آخری وقت میں تسوید کی گئی ہیں۔ لہٰذا اگر میرے خیالات اور الفاظ کے ربط و ضبط میں کچھ نشیب و فراز نظر آئے۔ تو آپ براہِ کرم مجھے معاف کر دیں۔

حضرات! آپ میں سے جن لوگوں نے بٹالہ میں میری تقریر کو سُنا ہوگا ان کو اسبات کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔ کہ میں الفاظ و تراکیب کی بندشں سے کس قدر بے نیاز ہو چکا ہوں۔ عہد حاضرہ کی ضروریات اور رفتارِ زمانہ اسبات کی داعی ہیں۔ کہ میں طب قدیم کے محاسن و مناقب اور طب ڈاکٹری کی خامیوں اور نقائص پر فصاحت و بلاغت کے دریا بہانے کے بجائے آپ کو ان ٹھوس حقائق سے روشناس کرانے کی کوشش کروں۔ جن پر فوری توجہ کی ضرورت ہے گزشتہ نصف صدی کے اندر ہندوستان کی آئینی اور سیاسی زندگی میں اسقدر انقلابات آچکے ہیں۔ کہ ان کی تاریخ کسی خاص تعارف کی محتاج نہیں۔ لیکن دیدۂ عبرت کے لئے اس آئینی جد و جہد کے اندر ایک ایسا سبق بھی موجود

ہے۔ جس پر اطبار کرام کی نگاہ بہت ہی کم پہنچی ہے۔ مَیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ملک کی اس سیاسی ترقی کے مختلف مدارج میں آپ کو یہ چیز بھی نظر آتی ہے کہ ہندوستان کی کسی سیاسی یا غیر سیاسی جماعت نے کبھی علم طب کی ترقی کے وسائل پر بھی کوئی توجہ کی ہو؟ یہ صحیح ہے۔ کہ ملک کی ایک غیر ملکی حکومت نے ایک غیر ملکی طریقِ علاج کی حمایت و سرپرستی میں اب تک روپے کو پانی کی طرح بہایا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کی میراث کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے؟ اس سوال کے حل اور مسئلہ کے جواب میں ہماری زندگی کا راز پوشیدہ ہے۔

حضرات! آپ کو "الحکیم" کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ گزشتہ پانچ چھ برس کی مدت میں ہم نے علم عقاقیر اور سیاسیات طب پر کس قدر توجہ کی ہے۔ اول الذکر کی طبی اور اقتصادی حیثیت ظاہر ہے۔ اور ثانی الذکر کی آئینی اہمیت پر ہماری سیاسی زندگی کا انحصار ہے۔ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ ہم نے متواتر و پیہم ان مسائل کی وضاحت کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے ہیں۔ اور میری اس تمام جد و جہد کا اگر کوئی خوشگوار نتیجہ پیدا ہوا ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ دنیائے طب کے اندر علم عقاقیر کی اہمیت اور اس کے مطالعہ کا ایک شوق پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس صوبے کے مقتدر اطبار کرام نے میری بے بضاعت آہ و فغاں اور فریاد سے متاثر ہو کر "جمعیت مجالس اطبار پنجاب" کے نام سے ایک ایسا مرکزی سیاسی ادارہ قائم کر لیا ہے۔ جس کی کارگزاری اور خدمات سے آپ حضرات نا آشنا نہیں۔

گزشتہ سال حکومت پنجاب نے ایک سرکاری طبی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر کے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اطبارِ پنجاب سے استفسار کے بعد ایک ایسا قانون نافذ

کر دیا جائے۔ جس کی بناء پر ان کو مراعات و حقوق کی ایک دلکش فہرست پیش کر کے ان کی آئندہ ترقی کے امکانات کو بالکل روک دیا جائے۔ جب تحقیقاتی کمیٹی کی طرف سے سوالنامہ شائع ہوا۔ تو مَیں نے اپنے ناچیز رسالہ "الحکیم" میں اطبائے کرام کو حکومت کے اصل اغراض و مقاصد سے آگاہ کرنے کے لئے پے در پے مقالات لکھے۔ اور خود اس سوالنامہ کا ایک ایسا مقوی، مدلل اور مسکت جواب دیا کہ صوبے بھر کے اطبائے محترم نے انتہائی خلوص و دیانت کے ساتھ اس کی تائید کی۔ اب وقت نہیں۔ کہ میں اس تحقیقاتی کمیٹی کے طرزِ عمل پر کوئی مفصل بحث کروں حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کی ہیئت ترکیبی سے لے کر اس کے دائرہ عمل تک، کوئی پہلو بھی ایسا نہ تھا۔ کہ ہم اس پر اطمینان و اعتماد کا اظہار کر سکتے۔ بہر حال میں نے انفرادی طور پر اور اپنی نمائندہ جماعت "جمعیت مجالس اطبائے پنجاب" کے ساتھ تعاون سے جو کچھ ہو سکا وہ کیا۔ لیکن افسوس یہ ہے۔ کہ چند جزوی تجاویز پر حکومت کی طرف سے تائیدی اظہار کے علاوہ اصل مقصد پر مطلق کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ مَیں یہ عرض کر دوں۔ کہ میں کوئی تنگ نظر قدامت پسند نہیں۔ بلکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو پیشِ نظر مسائل کو جرح و تنقید کے ترازو میں وزن کر لینے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ مَیں محض قانون اور پابندیوں کے نام سے گھبرا کر اپنی رائے کو ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر وہ قانون اور ہر وہ پابندی جو علم و فنِ طب کے عروج و ترقی کا موجب ہو سکے نہ صرف قابلِ قبول بلکہ مستحق استقبال ہے۔ لیکن اگر مقصد صرف یہ ہے۔ کہ چند اختیارات و مراعات کی روشنی سے ہماری آنکھوں کو چندھیا کر ان قدیم علوم و فنون کا جنازہ نکال دیا جائے۔ تو یقیناً اس نوع کے آئین و قوانین سزاوار مذمت ہیں۔ بحالات موجودہ اگرچہ سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کا کام ختم ہو چکا ہے۔ اور سفارشات بھی مرتب ہو

چکی ہیں۔ لیکن جب تک ان سفارشات کو شائع نہ کیا جائے۔ محض وہم وقیاس کی بنار پر ان پر تنقیدی تیر اندازی کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ بہر حال ایک چیز واضح ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر حکومت مستقبل قریب یا بعید میں کسی وقت طب یونانی اور ویدک پر کوئی قانونی پابندیاں عائد کرنا چاہتی ہے۔ تو تفصیلات کے تجربہ کے بغیر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو چاہیئے کہ وہ قانون سازی سے قبل ان طبوں کو ہر اعتبار سے طب جدید کی سطح پر لے آئے۔ میں ماضی لبعید کے واقعات پر بحث کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ گزشتہ تین سال کے صوبجاتی خود مختاری آئین کو لے کر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہندوستان کے صوبوں کی ملکی مجالس وضع آئین اور وزرار نے بھی انتہائی تغافل سے کام لیا ہے۔ کیا کوئی صوبجاتی حکومت دیانتداری اور سکونِ قلب کے ساتھ یہ کہہ سکتی ہے۔ کہ اپنے طبی بجٹ کی منظوری کے وقت طب جدید و قدیم کے لئے مساوی رقوم مقرر کی تھیں؟ نیز کیا آئندہ اس قسم کے سلوک کی توقع ہے؟ اگر نہیں تو بتایا جائے۔ کہ اس قسم کی سرکاری تحقیقاتوں اور سرپرستی کے نمائشی دعووں سے کیا نتیجہ پیدا ہوگا؟ کیا اس طرح حکومت کو ہمارا اعتماد حاصل ہو جائے گا۔ چونکہ سفارشات ہمارے سامنے نہیں اسلئے میں رجسٹریشن کے مسئلہ پر تفصیلی اظہار و بیان سے قاصر ہوں۔ تاہم اگر حکومت کا منشار یہ ہے۔ کہ وہ طبِ یونانی اور ویدک کو بھی اس قسم کی پابندیوں کا تختۂ مشق بنادے۔ جو اس وقت طب جدید پر حاوی ہیں۔ تو اس کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ نفاذ قانون سے قبل ان دونوں کو ایک ہی سطح پر لایا جائے بجٹ کی خاطر خواہ منظوری کے بعد اس کے خرچ کی تفصیل پر بحث ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ اس باب میں فن دوا سازی، طبی تعلیم اور درسگاہیں، طبی لٹریچر، ملازمت اور اس قسم کے ایسے بے شمار مسائل ہیں۔ جن کو ایک صداقتی

تقریر میں پیش کرنا بے حد دشوار ہے۔ اگر حکومت کوئی مساوی سلوک نہیں کر سکتی۔ بلکہ محض پابندیوں کے لئے بے قرار ہے۔ تو بتایا جائے۔ کہ ایسے قانون اور ایسے ارادوں پر کون اطمینان کا اظہار کر سکے گا۔ نیک نیتی کا ثبوت پیش کرنے اور اطبار کی ہمدردی کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ حکومت اخراجات اور سرکاری امداد کے اعتبار سے کسی طب کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک روا نہ رکھے۔ بلکہ گذشتہ غیر مساوی اور امتیازی سلوک پر اظہار افسوس کے بعد اس کی تلافی کا اعلان کر دیا جائے۔ اگر خدانخواستہ مروجہ امتیازات بدستور قائم رہے تو میں یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ حکومت ہمارے اعتماد کو حاصل کرنے میں نہایت بری طرح ناکام رہے گی

اس کے بعد میں اپنے انہی خیالات کو پھر دہرانا چاہتا ہوں۔ جن کا یونانی آیورویدک کانفرنس بٹالہ میں ایک مرتبہ اظہار ہو چکا ہے۔ موجودہ زمانہ کی انقلابی حیثیت محتاج تشریح نہیں۔ اس عہد میں افراد ادارات نہایت سرعت کے ساتھ تبدیل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اس تشتت و افتراق سے متاثر نہ ہوں۔ بلکہ اپنی تمام قوت کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش کریں۔ بحالات موجودہ اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ پنجاب کے سرکردہ اطبار کو جمعیت مجالس میں شامل کرنے کے بعد ایک نمائندہ کمیٹی بنائی جائے جو مسئلہ رجسٹریشن پر مفصل رپورٹ مرتب کرنے کے علاوہ طب قدیم کی ترقی کے وسائل پر بھی غور کرے۔ اور ان تجاویز کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔ یہ کمیٹی چند با اثر اور صاحب الرائے اطبار پر مشتمل ہو۔ اور اس میں یہ کوشش کی جائے۔ کہ حتی الوسع ہر جماعت اور ہر خیال کے اطبار کو نمائندگی کا موقعہ حاصل ہو سکے۔ اگر ہماری مشترکہ اور متحدہ

کوششیں ایک ایسی نمائندہ جماعت کی ترتیب و انتخاب میں کامیاب ہو جائیں تو مجھے اسبات کا یقین ہے۔ کہ حکومت ہمارے مطالبات کی اکثریت کو منظور کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ اسوقت تک مختلف افراد اور جماعتوں کی طرف سے رجسٹریشن اور دیگر متوقع مراعات کے متعلق مختلف النوع خیالات کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا ان حالات میں یہ ظاہر ہے۔ کہ ہمارا باہمی اختلاف حکومت کو اسبات پر مجبور کر دے گا۔ کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کوئی ایسا قانون نافذ کر دے۔ جو ہمیشہ کے لئے ہمارے زوال و پس ماندگی کا ذریعہ بن جائے

مَیں نے کسی طمطراق طویل تمہید کے بغیر اپنے ناقص خیالات کا اظہار کر دیا ہے۔ اور ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) حکومت کو مصارف کے اعتبار اسبات پر آمادہ کر دیا جائے۔ کہ وہ طب یونانی اور ویدک کو بھی طب جدیدہ کی سطح پر لے آئے۔ خرچ کی تفصیلات کا فیصلہ بعد میں ہو سکتا ہے۔

(۲) جمعیت مجالس اطبار کی ایک ایسی نمائندہ جماعت قائم کی جائے جو رجسٹریشن اور دیگر مسائل پر غور و خوض کے بعد ایک متفقہ لائحہ عمل تجویز کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی ارباب حکومت کو اپنے مطالبات کی تکمیل پر آمادہ کر کے گذشتہ ناانصافیوں کی تلافی کر دے۔

(۳) اطبار کے تمام سرکردہ افراد و جماعات کو بلا اختلاف ایک مرکز پر جمع ہو جانا چاہئے۔ اور اگر خدانخواستہ یہی اختلاف و تشتت قائم رہا۔ تو نتیجہ ظاہر ہے۔

داستان ختم ہو گئی۔ لیکن دل کا اضطراب ابھی باقی ہے۔ بہر حال میں آپ حضرات کا بے حد مشکور ہوں۔ کہ آپ نے میرے ناچیز خیالات کو اسقدر غور و توجہ کے ساتھ سُنا ہے۔ مَیں یہ عرض کر دوں۔ کہ اب عمل کی ضرورت ہے۔ قیل و قال کا زمانہ

گزر چکا۔ لہٰذا میں توقع کروں گا کہ اطبار حضرات میری گزارشات پر توجہ فرما کر کوئی عملی قدم اٹھائیں گے۔ اور اگر اس نازک عہد میں بھی ہم حسب سابق اپنے مستقبل سے بے پروا اور غافل رہے۔ تو ہماری تحریری اور زبانی گلے گزاریوں سے کوئی قابلقدر نتیجہ برآمد نہ ہو سکے گا۔ اسلئے مجھے اسبات کا یقین ہے۔ کہ ہماری متحدہ آواز ضرور مؤثر ثابت ہو گی۔ اور انجام کار ہمیں اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہو کر رہے گی "والسلام"

انجمن خادم الحکمت کے قیام کی غرض و غایت

تقریر

(سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب جانشین حضرت موجد طب جدید صدر آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور)

جب ابنائے آدم انفرادی جہد آزمائیوں سے کارگاہِ عالم میں اپنی مساعی جمیلہ کے کچھ زیادہ گہرے اور منافع خیز نقوش قائم نہ کر سکے۔ تو ان کے قوائے ذہنی نے اجتماعیت و وحدت کی ضرورت کا احساس کیا۔ چنانچہ جلد ہی مختلف النوع صورتوں میں اشتراک و تعاون سے بعض اداروں کا قیام معرض عمل میں آیا۔ اگرچہ ان اداروں کی نوعیت و حیثیت بعینہٖ وہی کیفیت رکھتی تھی۔ جو کسی تحریک کے آغاز اجراء پر ہوا کرتی ہے۔ مگر بایں ہمہ توقعہ سے بڑھ کر حوصلہ افزا نتائج رونما ہوئے۔ جن کی بدولت اجتماعی پسندی اور اشتراک کاری کا ذوق انسانی زندگی کے ہر شعبے میں حیرت زا طریق پر چھا گیا۔ عم مرحوم علامہ حکیم احمد الدین صاحب، موجد طب جدید رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ دوربین جو طبی تحقیق و تدقیق کے علاوہ اپنے نظریات کی نشر و اشاعت کے لئے وسائل کے مطالعہ میں بنظر تعمق مصروف کار تھی۔

جہاد اجتماعی کے حقائق کو پاگئی۔ چنانچہ ممدوح نے آج سے تقریباً تئیس سال قبل سرزمین شاہدرہ سے ایک جماعت کے قیام کی مخلصانہ صدا بلند کی۔ جو اسوقت یا تو محض چند احباب کو اپیل کر سکی یا بعض اطباء ایسے متاثر ہونے کے باوجود اپنی بعض مجلسی مشکلات کے باعث عملی شرکت میں تساہل و تغافل برتتا۔ مگر کون جانتا تھا۔ کہ ایک چھوٹے سے قریہ کا فرد، جو صدا بلند کر رہا ہے وہ طول و عرض ہند میں نہ صرف تحسین و آفرین کے نعرے بلند کر دے گی

بلکہ فداکارانِ طب کی ایک ایسی آل انڈیا جماعت کی تخلیق ہوگی۔ جو اپنی فرض شناسی تنظیم اور استقلال فن کے بیے طفیل حوادث کے زمانہ سے لڑتی ہوئی منزل مقصود تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ انجمن خادم الحکمت کی خصوصیات ذیل نے اسے آج عروج کمال تک پہنچا دیا ہے۔

انجمن خادم الحکمت جس کے بانی عم محترم حضرت استاذ الاطباء حکیم احمد الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ ملک کی دوسری تمام مروجہ انجمنوں کے طرز و طریق پر نہیں بنائی گئی۔ بلکہ یہ انجمن ایک نرالے طرز پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط ایسے اعلیٰ ہیں۔ کہ دوسری تمام مروجہ انجمنوں سے الگ تھلگ نظر آتی ہے۔ سوائے اس بات کے کہ یہ بھی ایک طبی انجمن ہے۔ چونکہ انجمن اس مجموعہ کا نام ہوتا ہے۔ جو کسی خاص کام میں متحد و متفق ہو کر سعی کریں چونکہ جس کام کا بیڑا انجمن خادم الحکمت نے اٹھایا ہے۔ وہ سب اطباء کا مشترکہ ہے اور سب کے لئے فائدہ مند ہے۔ اسلئے اس طبی برادری کو بھی انجمن کا نام دیا گیا۔

شائد انجمن کا لفظ آپ کے ذہن کو دیگر انجمنوں کے ظاہری ڈھانچہ کے ساتھ مشابہہ سمجھنے کی طرف منتقل کر دے۔ لیکن واضح رہے کہ انجمن خادم الحکمت دیگر انجمنوں کی طرح نہیں۔ کیونکہ دیگر انجمنوں میں بعض لوگ اعلیٰ طبقہ کے کہلاتے ہیں۔ اور بعض ادنےٰ خیال کئے جاتے ہیں۔ بعض خاص اور بعض عام سمجھے جاتے ہیں۔ عام لوگ تو خاص پر ساری امیدیں رکھ دیتے ہیں۔ اور خود کوئی ترقی، محنت اور کوشش نہیں کرتے۔ اور خاص لوگ سوائے خود پسندی کے کچھ نہیں جانتے۔ کام کرنا ان کو دو بھر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن انجمن خادم الحکمت اس نقص سے پاک ہے۔ اس کا ہر ایک ممبر اپنے آپ کو صحیح

معنوں میں خادم الحکمت تصوّر کرتا ہے۔ سب میں مساوات ہے۔ اور ہر ممبر مساوی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر ایک کے لئے ترقی کا میدان کھلا ہے۔

انجمن خادم الحکمت دوسری انجمنوں کی طرح کسی خاص فریق کی طرفدار نہیں نہ صرف یونانی کی اور نہ ویدک و ڈاکٹری کی بلکہ بلا تعصب سب کیلئے یکساں خیر خواہ اور ہمدرد ہے۔ کسی فریق سے اس کو عداوت یا مخالفت نہیں ہے۔

سب سے بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہ ہے۔ جو کسی دیگر انجمن میں نہیں پائی جاتی۔ کہ اس میں کسی ممبر سے کوئی رقم انجمن کے اخراجات کے لئے طلب نہیں کی جاتی۔ اور نہ ہی اس کا ممبر بننے کے لئے کوئی داخلہ مقرر ہے۔ اور ذی علم حضرات کے لئے کسی قسم کی کسرِ شان کا احتمال نہیں۔ کیونکہ دیگر انجمنوں میں جب عہدہ جات تقسیم ہو کر ختم ہو جائیں۔ تو بعد میں شامل ہونے والے لوگوں کو خواہ وہ کس قدر بڑی شخصیت کے مالک ہوں کام کرنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ لیکن انجمن خادم الحکمت میں شامل ہونے والے حضرت کی سابقہ پوزیشن کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اور وہ اس انجمن میں شامل ہو کر ویسے ہی معزز سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے ان کا حق ہے۔ اور ان کی رائے کو وہی وقعت حاصل ہے جو ان کی ذات کے لئے لائق ہے۔

اس انجمن کے قیام کی سب سے بڑی غرض تکمیل طب ہے۔ چنانچہ دنیا کی ہر ایک مروجہ طب سے خواہ یونانی ہو، ایلوپیتھک ہو یا ہومیوپیتھک وغیرہ جسقدر بھی معالجہ کے طریق جاری ہیں سب پر منصفانہ نظر کی جائے۔

اور تجربات و مشاہدات کی رو سے ہر ایک صداقت خواہ وہ تشریح الاعضاء کے متعلق ہو یا تشخیص الامراض کے متعلق ہو سب صداقتیں بلا لحاظ تقلید کسی خاص

طریق سے منتخب کی جائیں اور سب برادرانِ فن کو ان سے مطلع کیا جائے۔ تاکہ سب ان سے استفادہ کریں۔ اور جو جو فضولیات ہر قسم طب میں تقلیداً چلے آتے ہیں۔ اور جن کا غلط اور باطل ہونا محققانہ طور پر ثابت ہو جائے۔ بلا خوف مشتہر کیا جائے۔ تاکہ ہمارے معالج ان کو ترک کر دیں۔

آج کل ہمارے ملک میں بہت سی طبی انجمنیں حشرات الارض کی طرح پیدا ہو گئی ہیں۔ خواہ ان کا وجود محض ایک فرد پر ہی مشتمل ہو۔ لیکن ہر ایک انجمن کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ ہمارا قیام محض اطبار کی پوزیشن کو بلند کرنے کے لئے عمل میں آیا ہے۔ اور فی زمانہ کسی انجمن پر ہی بس نہیں بلکہ ہر ایک فرد کی یہ خواہش ہے کہ ہمارے دیسی اطبار کی پوزیشن ڈاکٹروں کے مقابلہ پر مساوی قائم ہو جائے۔ یہ صحیح بات ہے۔ کہ آج کل ڈاکٹروں کے مقابلہ میں اطبار اور ویدصاحبان کی قدر و منزلت میں ایک بیّن فرق ہے۔ لیکن سوچنا یہ ہے۔ کہ آخر یہ بیّن فرق کیوں ہے۔ بعض لوگ اس سوال کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ چونکہ ڈاکٹری علاج کی حامی گورنمنٹ ہے۔ اسلئے اس کی قدر و منزلت ہے۔ پس اگر گورنمنٹ ہماری سرپرستی بھی کرے۔ تو یقیناً ہم بھی ڈاکٹروں کے مقابل کھڑے ہو سکتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ جواب پورے طور پر صحیح نہیں۔ کیونکہ ہمارے اطبار میں ایسی ایسی معزز ہستیاں موجود ہیں۔ جو ڈاکٹروں کے مقابلہ میں نہائیت اعلےٰ حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر ڈاکٹروں کی عام فیس پانچ روپیہ یا پندرہ روپیہ ہے۔ تو ہمارے اطبار کی پچیس روپیہ سے پانچ سو تک ہے۔

بعض اطبار کا یہ خیال ہے۔ کہ اطبار میں خودداری نہیں۔ اس وجہ سے یہ زیادہ وقیع نہیں۔

لیکن میرے خیال میں صحیح چیز یہ ہے۔ کہ ہماری دیسی طب کے حصول کے لئے ہمارے اطبار کو اسقدر محنت اور صرف زر نہیں کرنا پڑتا۔ جس قدر کہ ڈاکٹری کے حصول کے لئے کرنا پڑتا ہے۔ پس محنت اور خرچ دو ایسی چیزیں ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ سے جو چیز حاصل کی جائے۔ اس کے حاصل کرنے والے کو بھی اس کی قدر ہوتی ہے۔ اور پبلک کی نظر میں بھی وہ اعلےٰ حیثیت رکھتی ہے۔

تمام احباب یہ جانتے ہیں۔ کہ ڈاکٹری میں داخل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ طالب علم بی۔ اے ہو۔ پھر میڈیکل کالج میں پانچ سال تک لگاتار دن رات محنت اور خرچ برداشت کرے۔

لیکن ہمارے اطبار کی یہ حالت ہے۔ کہ معمولی اردو پڑھ لیا اور خیر منکھ اور دارالشفار پڑھ کر حکیم کہلانے اور لوگوں کے علاج کرنے کے مدعی بن گئے۔ بھلا جس شخص نے نہ محنت کی نہ کچھ خرچ کیا اس میں خودداری کہاں سے آئے۔ اور پبلک بھی اندھی نہیں کہ دونوں کی حیثیت کو یکساں سمجھے۔ اور نہ گورنمنٹ پاگل ہے۔ کہ دونوں کو یکساں سمجھے۔

پس ہمارے اطبار کی یہ خواہش کہ ہماری پوزیشن بھی ڈاکٹروں کے برابر سمجھی جائے۔ اسوقت تک پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک محنت اور خرچ سے اپنے فن کو حاصل نہ کریں پس اگر آپ کی یہ خواہش ہے۔ کہ حکومت اور پبلک آپ کو ڈاکٹروں کے مقابل جگہ دیلے تو آپ کو محنت کرنی ہوگی۔ خرچ کرنا ہوگا۔ کیونکہ بغیر محنت کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض اطباء ڈاکٹری کی بے جا توہین کرنے اور ڈاکٹروں پر غلط الزامات لگانے کو ہی اپنی کامیابی کا راز سمجھتے ہیں لیکن صحیح چیز یہ ہے۔ کہ

ایسے کند ہتھیاروں سے یہ میدان آپ کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ اگر ہمارے اطبار اس میدان میں فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے فن کے حصول میں نہائت محنت اور جانفشانی سے کام لیں۔ تکمیل فن کے لئے مال خرچ کریں۔ تو یقیناً آپ کی حیثیت بلند پایہ ہو جائے گی۔

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے قیام کی یہی غرض ہے۔ کہ اطبار کرام میں بیداری کی روح پیدا کی جائے۔ کہ علمی کاموں میں پوری قوت کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ نئی نئی ادویات کے تجربات کریں۔ علمی تحقیقات کریں۔ جب آپ طب کو پورے طور پر حاصل کریں گے۔ اور اس فن میں کمال پیدا کریں گے۔ تو پبلک بھی آپ کو عزت کی نظر سے دیکھے گی۔ اور حکومت بھی آپ کی عزت افزائی پر مجبور رہے گی۔

حضرت نورؔ کا مکتوب

جناب حکیم محمد رمضان صاحب نورؔ دو بیرن کلاں انجمن خادم الحکمت کے دیرینہ کرم فرما ہیں۔ آپ ایسی ہستی کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے علاقہ کے قابل ترین اور کامیاب طبیب ہیں۔ آپ بوجہ علالت شامل جلسہ نہ ہو سکے۔ آپ کا مکتوب گرامی درج ذیل ہے۔

مکرم و محترم جناب حکیم صاحب! اسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ،

آپ کے اشتہارات موصول ہوئے۔ بوجہ علالت جلسہ سالانہ پر حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔ امید ہے۔ کہ آپ ہرگز ناراض نہ ہوں گے۔

برادرم شیخ عبد الغنی صاحب نے راولپنڈی سے تحریر فرمایا تھا۔ کہ میں لاہور کے لئے ضروری تیاری کروں۔ مگر بوجہ علالت مجبور ہوں۔ آج ان کی خدمت میں بھی معذرت نامہ تحریر کر رہا ہوں۔

(۲) جلسہ سالانہ کے لئے برائے اخراجات و خدمتِ فن عا/ ارسال خدمت ہیں قبول فرمائیں۔

(۳) جلسہ سالانہ کے لئے ایک چٹھی ارسال خدمت ہے۔ سب سے پہلے اجلاس میں بذریعہ سیکرٹری تمام حاضرین کو سنادیں ضروری ہے۔

چند ضروری یادداشتیں:۔

۱:۔ جو احباب جلسہ میں شامل نہیں ہوئے ان کے لئے مکمل کاروائی شائع کرنیکا انتظام

۲:۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر مجربات کے حصول کی کوشش۔ اور ان کو شائع کرنے کا مکمل انتظام۔

۳:۔ جلسہ کے پنڈال کا فوٹو مع حاضرین۔

۴:۔ طبی بورڈ کا مکمل فوٹو

۵:۔ جملہ احباب کی مختصر تقریر کی اشاعت

"نوٹ"

نوٹ:۔ افسوس کہ محترمی حکیم صاحب کی فوٹو لینے کی تجویز پر بعض موانعات سے عمل نہیں کیا جا سکا۔

مکرم بندہ جناب حکیم صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

بوجہ علالت جناب کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے آپ میری یہ چٹھی بذریعہ سیکرٹری تمام حاضرین کو سنادیں۔ مشکور ہوں گا

حضرات! مجھے یہ معلوم کرکے بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے سالانہ اجلاس میں جناب شفاء الملک بہادر دلبر حسن

خانصاحب، جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی جناب حکیم غلام محی الدین صاحب چغتائی، جناب حکیم عبدالمجید صاحب عتیقی اور جناب حکیم ظفریاب علی صاحب جیسی قابلقدر ہستیاں شرکت فرما رہی ہیں۔ میں ان اور جملہ احباب کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جنہوں نے ہماری انجمن کے معروف جلسہ میں شرکت فرما کر جلسہ کی رونق کو دوبالا کر دیا۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آئندہ بھی آپ حضرات اسی طرح ہمیں نوازا کریں گے۔

(۲) جملہ حضرات اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت جس کے بانی محی الحکمت، نیرِ طب استاذ الاطباء حضرت علامہ حکیم احمد الدین صاحب رح ہیں۔ کوئی معمولی انجمن نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسی وسیع اور مضبوط انجمن ہے۔ جس کے ممبر اسوقت سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہر شہر اور دیہات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور نہائت ہی کامیابی کے ساتھ مطب کر رہے ہیں انجمن مذکور کی بنیاد طب جدید کی اشاعت کے لئے رکھی گئی ہے۔ اور طب جدید خذ ما صفا ودع ما کدر کے زریں اصول پر قائم ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے۔ کہ جس پر بڑے بڑے ریفارمر کاربند رہ چکے ہیں۔ اور آج یہی وجہ ہے۔ کہ طب جدید کے اصول تمام طبی تھیوریوں سے زیادہ مضبوط اور اٹل ہیں جس کا نتیجہ طب جدید کے عامل عسیر العلاج امراض کا علاج کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکتے۔ یہ شرف صرف طب جدید کے حامیوں ہی کو حاصل ہے۔ جو ایسے مریضوں کا علاج نہائت ہی جانفشانی اور شوق سے کرتے ہیں۔ اور مزمن امراض کے ناامیدوں کو صحت کی دیوی سے ہمکنار کراتے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ یہ حضرت موجد طب جدید کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

حضرت موجد طب جدید رحمتہ اللہ علیہ کی ذات والاصفات محتاج تعارف

نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی قابلقدر ایجاد ہندوستان کے تاریخی اوراق میں سنہری حروف سے لکھی جائیگی۔ اور آپ کا تن من دھن لگا کر خدمت فن میں ہمہ تن مصروف ہونا۔ رہتی دنیا کے لئے رشک اور شاگردوں کے لئے درس ثابت ہوگا۔

مگر بایں ہمہ مغربی چیلنج کا دندان شکن جواب دینے والے مشرقی موجد اپنے شاگردوں اور ہمنواؤں کی مجلس میں زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے جس کا افسوس ہمارے آخیر دم تک دامنگیر رہے گا۔

اسکے بعد میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ عزوجل ہمارے محترم عالیجناب سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز صدر آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کو اس امر کی توفیق عنائت فرمائے۔ کہ خدمت فن میں بیش از بیش حصہ لے کر حضرتِ مرحوم کی یادگار کو قائم رکھ سکیں۔ اور آپ کی پاکیزہ روح کو جنت الفردوس میں خوش کر سکیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعا ہے۔ کہ ہم جملہ حامیانِ طب جدید کے تعلقات حکیم صاحب موصوف سے ہمیشہ کے لئے وابستہ رہیں۔ تاکہ ہم ایک جماعتی نظام کے ماتحت دنیا میں اپنا وقار پیدا کر سکیں۔ آمین ثم آمین

(۳) اسکے بعد میں امید رکھتا ہوں۔ کہ یہ جلسہ عام جلسوں کی طرح نشستند و کلمہ ہائے چند گفتند و برخاستند کا مصداق نہ ہوگا۔ بلکہ اس میں طب جدید مشرقی کے ایک اہم فلیفہ کو جسے بقائے طب سے خصوصی تعلق ہے۔ اُسے سلجھایا جائے گا۔ اور ان مشکلات کا حل کیا جائے گا۔ جسے اطباء کرام کافی عرصہ سے محسوس کر رہے ہیں۔ یعنی مسئلہ رجسٹریشن!

مجھے امید ہے۔ کہ احبابِ حل و عقد رجسٹریشن کے جملہ پہلوؤں پر اچھی طرح غور کر کے معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کریں گے۔ مثلاً ا۔ رجسٹریشن کے

نقائص و فوائد جس میں اشاعت لٹریچر، ٹیکس سمی ادویات کا استعمال، سرٹیفکیٹ کا اجراء۔ پوسٹ مارٹم وغیرہ وغیرہ

ب۔ رجسٹرڈ ہونے والے اطباء پر غور مثلاً عرصہ پریکٹس، تعلیم، سند کالج سوئی خاص خدمت فن۔ درجہ الف۔ ب۔ ج وغیرہ کا قیام

ج:۔ غیر رجسٹرڈ شدہ اطباء کو پریکٹس کی ممانعت یا اجازت اور ان کے لئے ضروری دفعات کا اجراء۔ جملہ شعبوں پر اچھی طرح پس و پیش دیکھ کر صحیح لائحہ عمل اختیار کریں گے۔

ارکانِ طبی بورڈ کے متعلق مجھے اسبات کا بھی یقین ہے۔ کہ مایوس مریضوں کا نہایت ہی غور سے معائنہ کریں گے۔ جس کے نتیجہ میں آئندہ کے لئے انجمن مذکور کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں گی۔ اور مایوس العلاج مریض شفایاب ہو کر پروپیگنڈا اور جلسہ کی رونق بنیں گے۔ اور امید ہے۔ کہ نمائش میں حصہ لینے والے حضرات آئندہ سال بھی ضرور حصہ لیں گے۔ اور ملاحظہ کرنے والے حضرات اس سے بڑھ کر حصہ لیں گے۔

باقی رہا نایاب مجربات کا سوال سو عرض ہے۔ کہ اطباء کرام پر اچھی طرح واضح ہے۔ کہ دنیا کا سلسلہ اسی طرح چلا آتا ہے۔ کہ

کچھ سیکھئے اور کچھ سکھلائیے

اس واسطے اطباء کرام بخل شکنی کا زندہ ثبوت پیش کر کے مثل مذکور کا عملی ثبوت بہم پہنچائیں۔

سب سے پہلے میں اپنے دو بیش قدر جواہر ریزے جو معمول مطب ہیں پیش کرتا ہوں

اکسیر ضعف جگر:۔ سکہ مصفیٰ ۲ تولہ، مصری کابلی ۵ تولہ

دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ، ڈنڈا کریل ۱ عدد، آب کھٹکل ایا ڈ عدد

طریق ساختت:۔ اول سکہ گرم کر کے آب کھٹکل بوٹی میں اکیس مرتبہ بجھا دیں۔ پھر سکہ کے دانہ گندم کے برابر ٹکڑے کر کے تمام اشیاء تھوڑی تھوڑی ڈالتے اور کھرل میں کریل کے ڈنڈے سے کھرل کرتے جائیں جب مانند غبار ہو جائے بس تیار ہے۔

خوراک:۔ ایک رتی ہمراہ مکھن ۲ تولہ۔ ایک ہفتہ میں قدرتِ حق کا مشاہدہ کریں۔

اکسیر دقِ الاطفال

بسکھپیرہ بوٹی کی جڑ سالم حاصل کریں۔ مگر اسے لوہے کا اوزار ہرگز نہ لگائیں روزانہ دن میں تین بار پانی میں گھس کر پلاویں۔ ایک ہفتہ کے بعد بچے کی صحت کا ملاحظہ کریں۔

میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا ہوں۔ اب آپ صاحبان کی باری ہے۔ والسلام

رپورٹ جنرل سیکرٹری

اس جگہ جنرل سیکرٹری صاحب کی مرتبہ رپورٹ درج کرنا تھی۔ چونکہ جنرل سیکرٹری صاحب نے جلسہ کے موقع پر رپورٹ لکھ کر پیش نہیں کی تھی۔ بلکہ تقریر فرمائی تھی۔ اور بعد میں بعض اہم مصروفیتوں کے باعث آپ اپنی رپورٹ مرتب نہیں کر سکے۔ اس لئے اس جگہ درج کرنے سے قاصر ہیں انشاءاللہ اگلے پرچہ میں شائع کر دیں گے۔

"عبدالرحیم"

حفظِ صحت نسواں

(از جناب ممتاز الاطبا حکیم سید محمود صاحب گیلانی پھاراچکے ضلع سیالکوٹ)

اگرچہ حفظانِ صحت کا مضمون نہائیت طوالت چاہتا ہے۔ اور صرف اسی ایک مضمون پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن ہم یہاں اسکے وہ ضروری اور اہم حصے بیان کر دیتے ہیں۔ جن پر ہماری بہنیں کاربند ہو کر اپنی صحت کی حفاظت کر سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

تازہ ہوا

قیامِ جسمِ خاکی ہے نفس پر
ہوا پر ہے بنا اپنے مکاں کی

صحت اور تندرستی کو قائم رکھنے کے لئے سب سے پہلی اور ضروری چیز تازہ ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان کو ایک ایسی نعمت ملی ہے۔ اور نعمت بھی وہ کہ جس پر ایک پائی خرچ نہیں آتی اور اسکے بغیر تمام وہ مخلوق جو اپنے اندر روح اور جان رکھتی ہے۔ چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ تازہ ہوا اور صاف ہوا ہی ہمارے جسم و جان کی پرورش اور حفاظت کرتی ہے۔ اور ہمیں زندگی جیسی بیبہا نعمت بخشتی ہے۔

لیکن خوب یاد رکھو کہ تازہ اور صاف ہوا مکان کی چار دیواری اور بند کمروں سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسی ہوا تم کو باہر کی کھلی فضا، سبز اور شاداب باغوں اور کھلی سڑکوں میں ملے گی۔ اسلئے اس کو حاصل کرنے کا طریق یہ ہے۔ کہ ہر روز

صبح شام کسی کھلی جگہ جاکر اس سے لطف اٹھایا جائے۔ وہ معزز اور پردہ دار عورتیں جو پردہ داری کا بہانہ کر کے اندر پڑ کر خدا کی اس مفت نعمت سے محروم رہتی ہیں۔ اور تنگ و تاریک مکانوں میں زندگی بسر کرتی ہیں۔ وہ صحت جیسی دولت کو کھو بیٹھتی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو پردہ میں رہ کر، برقعہ اوڑھ کر، چادر لپیٹ کر بھی باہر کی کھلی، تازہ اور پاک صاف ہوا سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔

تازہ اور صاف ہوا پھیپھڑوں کو بہت زیادہ فائدہ دیتی ہے۔ وہ اس سے تو انا زہ اور مضبوط و مسرور رہتے ہیں۔ کیونکہ تازہ ہوا ان کی اصلی غذا ہے۔ جب پھیپھڑوں کو طاقت پہنچ جائے۔ تو ان کے ذریعہ تمام جسم کے اعضاء اور ان کی بافتیں پرورش حاصل کرتی ہیں۔ اسلئے باہر کے سیر سپاٹے کے علاوہ ہمیشہ کھلے اور روشنی دار مکانوں میں رہنا چاہئے۔ تنگ مکانوں میں ہوا کی آمدورفت بہت کم ہوتی ہے۔ مکان کی ہوا کو خراب کرنے کے لئے اس کے ارد گرد کوڑا کرکٹ اور غلاظت وغیرہ نہ ڈال رکھنی چاہئے۔ اور سردیوں میں کمرے کے اندر لکڑیاں جلانا یا کوئلوں کو سلگانا بہت نقصان دیتا ہے۔ لکڑیوں کا دھواں اور کوئلوں کی گیس کمرے کی ہوا کو زہریلا اور ناصاف کر دیتی ہے۔ مکان کی کھڑکیاں، چاہے کتنی بھی سردی ہو، اور کتنی بھی آندھی چل رہی ہو۔ ہمیشہ کھلی رکھنی چاہئیں۔ اگر ہماری معزز بہنیں چند روز بلاناغہ ہوا خوری کی عادت ڈالیں اور ہوا کی ضرورت پر غور کریں تو امید کہ پھر وہ آئندہ کبھی ہوا سے خوف نہ کھائیں گی ——!

(۲) صاف پانی

ہوا کے بعد ہے پانی ضروری
کہ ہے یہ زندگی اہل جہاں کی

زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہوا کے بعد جو چیز ہم کو عطا کی گئی ہے۔ وہ پانی

ہے۔ پانی کی ضرورت اور اہمیت سے تمام خواتین واقف ہو گئی! کہ یہ انسان سے لے کر خوردبینی کیڑے تک کے لئے کس قدر ضروری چیز ہے۔ دُنیا کا کوئی کام اسکے بغیر نہیں چل سکتا۔ لیکن پانی کس طرح استعمال کرنا چاہئیے۔ صاف پانی کی کیا کیا خصوصیتیں ہیں؟ ان باتوں کے جواب کے لئے آپ کو مندرجہ ذیل معلومات ضرور کام دیں گی:۔

(۱) ہمیشہ صاف اور تازہ پانی برتو، پیو، صاف پانی کی پہچان یہ ہے۔ کہ وہ بے ذائقہ بے بُو، اور بے رنگ ہوتا ہے۔ اسمیں کوئی چیز تہ نشین نہیں ہوتی۔ اگر اسے آگ پر اڑایا جائے تو برتن میں کوئی نشان باقی نہیں رہتا۔

(۲) پمپ یا نل کا پانی سب سے اچھا اور صاف ہوتا ہے۔ دوسرے درجہ کا پانی وہ ہے۔ جو کسی صاف ستھرے کنوئیں کا ہو، جوہڑ تالاب، دریا، نہر وغیرہ کا پانی عموماً قابل استعمال نہیں ہوتا۔

(۳) غسل کے لئے بھی صاف پانی استعمال کرنا چاہئیے۔ گدلے اور خراب پانی سے نہانا بے فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اس سے جسم صاف ہونے کی بجائے زیادہ میلا ہوتا ہے۔

(۴) پانی کے برتنوں کو نہایت پاک صاف اور ڈھانپ کر رکھنا چاہئیے اور ہر روز انہیں اچھی طرح دھونا چاہئیے۔

(۵) جب پانی پینے لگو۔ تو گلاس یا پیالے کو ایک ہی دفعہ حلق میں نہ انڈیل لو۔ بلکہ آہستہ آہستہ دم لے لے کر پیو۔ اور ناک یا منہ سے برتن کے اندر ہرگز سانس نہ لو۔ اور پانی پینے سے پہلے منہ کو صاف کر لو۔ کلی کر لو تاکہ منہ اور دانتوں کا میل پانی کے ساتھ مل کر معدے میں نہ پہنچ جائے

(۶) ورزش کے بعد، سفر سے آکر، تھکان کی حالت میں، یا جب بھی کسی

محنت، حرکت، کام وغیرہ سے جسم کی حرارت بڑھی ہوئی ہو۔ تو ایسی حالت میں کبھی پانی نہ پیو۔ پہلے ذرا ٹھنڈے ہو لو، پھر پانی پیو۔ ورنہ جگر خراب ہو جائے گا۔ اسی طرح جماع کے فوراً بعد پانی بھی سخت مضر ہے۔

(۷) کھڑے کھڑے پانی نہ پیو۔ کہ یہ مضر ہونے کے علاوہ بد تہذیبی میں بھی داخل ہے۔ بیٹھ کر پانی پینا چاہیئے۔ اسی طرح لیٹے لیٹے پانی بھی نہیں پینا چاہیئے

(۸) کھانا کھانے سے پہلے اور اسکے بعد پانی نہیں پینا چاہیئے۔ ان کھانے کے درمیان تھوڑا سا پانی پی لیا کرو۔ پھر جب غذا ذرا ہضم ہو جائے تو بیشک شکم سیر پانی پیو۔ لیکن کھانا کھانے کے دوران میں برف کا پانی یا نہایت سرد پانی پینا اکثر مضر ہوتا ہے۔ اس سے معدے میں کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۹) نیند سے بیدار ہوتے ہی پانی پینا گویا موت کو اپنی طرف بلانا ہے۔ اس سے زندگی کم ہو جاتی ہے۔ اور طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔

(۱۰) نہانے کے لئے سخت گرم پانی نہایت مضر ہے۔ اس سے بدن کی چربی گھل جاتی ہے۔ اور جسم کی ساخت خراب ہو جاتی ہے۔ اور حسن و جمال بگڑ جاتا ہے۔ ہمیشہ تازہ پانی سے نہانا چاہیئے۔ سردیوں میں اگر ضرورت ہو تو پانی کو صرف اسقدر گرم کرنا چاہیئے۔ کہ اس کی سردی کم ہو جائے

تلک عشرۃ کاملۃ

(۳) عمدہ غذا

غذا سے پرورش ہوتی ہے بیشک ہر اک ذی جسم و جاں کے جسم و جاں کی

ہوا، اور پانی کے بعد غذا بھی زندگی کے لئے ایک بہت ضروری اور اہم چیز ہے

غذا سے ہمارا جسم پرورش پاتا ہے۔ طاقت قائم رہتی ہے۔ اور جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر ہم ایک دو دن بھی کھانا نہ کھائیں تو بہت کمزور ہو جاتے ہیں۔ لیکن ــــ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ ــــ "زندگی کھانے کے لیئے نہیں۔ بلکہ کھانا زندگی کے لیئے ہے ــــ" صرف اسقدر اور اس طریق سے کھاؤ جس سے جسم میں طاقت آئے۔ وہ پرورش حاصل کرے۔ اور اس کی حرارت قائم رہے!

عام طور سے دیکھا گیا ہے۔ کہ ہمارے ملک کی عورتیں کھانے پینے کی طرف سے بہت بدپرہیز واقعہ ہوئی ہیں۔ ایک تو وہ وقت پر کھانا نہیں کھائیں۔ دوسرے ہر وقت ان کا منہ چلتا رہتا ہے۔ اور وہ تمام قسم کی اچھی بری چیزیں معدے میں ٹھونسی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عورتیں مردوں کی نسبت مختلف امراض (خصوصاً معدی امراض) میں جلد مبتلا ہو جاتی ہیں۔

مردوں کی طرح اگرچہ عورتوں کو زیادہ طاقتور، روغنی اور محرک غذاؤں کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ انہیں ایسی غذاؤں کے استعمال سے موٹی جھوٹی بننے کی ضرورت ہے۔ لیکن پھر بھی ان کو کسی قدر مقوی، عمدہ اور سیر شکم غذاء کھانی چاہیئے۔ خراب بوسیدہ، ناقص اور کمزور غذاؤں سے پرہیز چاہیئے باسی غذا سے (جو عام طور سے عورتوں کا من بھاتا کھانا ہے) حتی الوسع بچنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے معدہ بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ غذاء ایسی ہونی چاہیئے جس میں مختلف قسم کے جواہرات زندگی (وٹامنز) موجود ہوں۔ چنانچہ دودھ، مکھن، خالص گھی، تازہ اور عمدہ مچھلی، تازہ انڈے، بھیڑ بکری کا گوشت، سبزیاں ترکاریاں، پھل فروٹ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں۔ جنہیں بقدر ہضم، بقدر مناسب اور حسب طبیعت و رغبت ہر غذا میں ضرور تھوڑا بہت استعمال کرنا چاہیئے۔ جو عورتیں

گوشت استعمال نہیں کرتیں۔ انہیں دودھ اور مکھن زیادہ استعمال کرنا چاہیئے غذا ہمیشہ ایک ہی قسم کی نہ کھانی چاہیئے۔ بلکہ غذا میں ہر روز مختلف قسم کی اشیاء ہونی چاہئیں۔ تاکہ سب قسم کے غذائی جواہر اور نمکیات سے فائدہ اٹھایا جا سکے حسب عادت صبح کا ناشتہ بھی بہت مفید ہوتا ہے۔ لیکن وہ عام غذاء سے ذرا زود ہضم ہونا چاہیئے۔ اور پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہیئے۔ اگر چائے وغیرہ کی عادت ہو تو اس میں دودھ ذرا زیادہ شامل کیا جائے۔

کھانا اسوقت کھانا چاہیئے جب بھوک خوب لگے۔ اور جب تک ایک غذا اچھی طرح ہضم نہ ہو لے۔ دوسری غذا ہرگز نہ کھانی چاہیئے۔ ورنہ معدہ بگڑ جائے گا۔ کھانا خوب چبا چبا کر کھاؤ۔ کھانے کے ساتھ جتنا لعاب دہن شامل ہو گا۔ اتنا ہی وہ جلد ہضم ہو گا۔ اور بدن میں طاقت دینے کا موجب ہو گا کھانا کھاتے وقت اپنا تمام رنج، غصہ، فکر، وہم وغیرہ دور کر دو۔ خوشی کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اس سے ایک تو پوری پوری راحت حاصل ہو گی۔ دوسرے کھانا بھی جلد ہی ہضم ہو گا۔ ورنہ فکر و غم وغیرہ کی حالت میں مقوی سے مقوی اور مفرح سے مفرح چیز بھی انگ نہ لگے گی۔ اور تم اچھی غذا کھانے کے باوجود بھی دبلی پتلی اور کمزور رہو گی۔

دوپہر کا کھانا کھا کر ذرا لیٹ جانا چاہیئے۔ اور رات کے کھانے کے بعد ذرا ٹہلنا چاہیئے۔ کھانا کھاتے ہی فوراً سو جانا بہت ہی مضر ہے۔ اس طرح غذا ہضم نہیں ہوتی۔

دیر ہضم اور زود ہضم غذائیں باہم ملا کر کبھی استعمال نہ کرو۔ ورنہ معدہ کمزور ہو جائے گا۔ اور طرح طرح کی بیماریاں لگ جائیں گی۔ غذا میں چٹ پٹی مصالحہ دار اشیاء، اچار، چٹنی، گرم مصالحہ وغیرہ کو لذت بڑھانے کے لئے ضروری قرار دے لینا

سخت غلطی ہے۔ اس سے معدہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اند پھر ایسی چیزوں کے بغیر غذا ہضم ہی نہیں ہو سکتی۔ اسلئے ان چیزوں کی عادت نہ ڈالنی چاہئے۔ اسی طرح کسی ایک چیز کے کھانے کی عادت ڈالنا بھی بہت برا ہے۔ ہمیشہ غذا ادل بدل کر کھاؤ۔ اور کسی ایک چیز کی عادی نہ بنو۔ فائدے میں رہو گی۔

(۴) غسل (نہانا)

نہانا فرض ہے ہر ذی نفس کا کہ ہو جاتی ہے اس سے جلد بانکی

اگر کسی گھر میں کوڑا کرکٹ جمع ہو جائے۔ کوڑوں کے انبار لگ جائیں غلاظت اور کثافت اکٹھی ہوتی رہے۔ تو پھر اس کا مٹنا اور اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ان چیزوں کے جمع ہو جانے سے ہوا خراب ہو کر بیماری پھیل جاتی ہے — لیکن اگر ساتھ ہی ساتھ ہر روز گھر کی صفائی کر لی جائے۔ میل کچیل کوڑا کرکٹ وغیرہ جمع نہ ہونے دیا جائے۔ تو ایک تو گھر صاف ستھرا رہے گا۔ دوسرے ہر روز کی صفائی سے کوئی بوجھ بھی نہ پڑے گا۔ اور صحت بھی ٹھیک رہیگی — یہی حال انسان کے بدن کا ہے۔ کہ اگر اسے ہر روز یا زیادہ سے زیادہ ہر دوسرے دن صاف کر لیا جائے۔ میل کچیل دور کر لی جائے۔ تو ایک تو جسم صاف صاف ستھرا ہلکا پھلکا رہے گا۔ اور طبیعت بھی بوجھل معلوم نہ ہوگی۔ دوسرے جسمانی صفائی سے تندرستی بھی قائم رہے گی۔

پس جسم کو میل کچیل سے صاف کرنے کا سب سے بہترین طریقہ غسل کرنا یا نہانا ہے۔ اسلئے ہر عورت کو اول ہر روز ورنہ دوسرے دن ضرور ہی نہانا چاہئے۔ ہماری جو بہنیں نہانے سے بچوں سے بھی بڑھ کر کتراتی ہیں۔ وہ نہ صرف گندی اور میلی رہ کر اپنے مردوں کے لئے خصوصاً اور عام مخلوق کیلئے

عموماً قابل نفرت بنی رہتی ہیں۔ بلکہ صحت و تندرستی جیسی بے بہا نعمت سے محروم رہ کر کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جایا کرتی ہیں۔ اسواسطے ہم ایسی سست اور غافل بہنوں کو متنبہ کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر وہ صحت کو اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں۔ اپنے مردوں کو خوش رکھنا چاہتی ہیں۔ تو وہ اپنے جسم کو صاف ستھرا رکھا کریں۔ اور یہ غرض نہانے سے اور صرف نہانے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

غسل کے لئے سب سے بہترین وقت، صبح کا وقت ہے، صبح سویرے اٹھو ضروری حاجات سے فارغ ہو کر تازہ اور صاف پانی سے غسل کرو۔ پھر دیکھو کہ تمہاری صحت پہلے سے اچھی رہتی ہے کہ نہیں۔ نہانے وقت جسم کو خوب مل مل کر صاف کرنا چاہئے۔ اس طرح مت نہاؤ۔ کہ تمہارا جسم کہیں ہو اور پانی کہیں پڑ رہا ہو۔ اور بدن کو خبر تک بھی نہ ہو۔ کہ تم نے غسل کیا بھی ہے یا نہیں۔ میل اتارنے کے لئے دوسرے تیسرے روز کوئی عمدہ صابن جو بہت ملائم اور جھاگدار ہو، استعمال کرنا چاہئے۔ کوئی اچھا بنا ہوا اُبٹن بھی برت لینا اچھا ہوتا ہے۔ اگر نہانے کے پانی میں کسی قدر نمک اور سہاگہ سفید حل کر لیا جائے۔ تو اس سے بھی بدن خوب صاف اور ملائم ہو جاتا ہے۔ اور بدن کے مسامات اچھی طرح کھل جاتے ہیں۔

نہانے کے لئے سرد پانی نہایت مفید ہوتا ہے، اس سے جسم کے تمام اعضاء میں طاقت آتی ہے۔ دل کو فرحت اور دماغ کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔ اور سارا دن بدن پھرتیلا، چست اور مسرور رہتا ہے۔ خیالات بھی پاک صاف رہتے ہیں۔ اسلئے گرمیاں ہوں یا سردیاں، بارش ہو یا آندھی ہر حال میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ اور ہر روز نہانا چاہئے۔ اگر ہمیشہ سرد پانی سے نہانے کی عادت ڈال لی جائے۔ تو سردیوں میں سخت سے

ے سخت سرد پانی بھی کچھ تکلیف نہ دیگا۔ بلکہ اس سے غسل کرنے سے راحت و فرحت اور چستی و چالاکی کے سامان فراہم ہوں گے! ہاں اگر تمہارا جسم ذرا کمزور ہے۔ یا کسی بیماری کے سبب سرد غسل منع ہو۔ تو پھر سردیوں میں پانی صرف اسقدر گرم کرنا چاہئے۔ جس سے اسکی سردی کی شدت کم ہو جائے۔ سخت گرم پانی سے نہانا جسم کی بافتوں کو خراب کر دیتا ہے۔ خوبصورتی کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور چربی کو گھلا دیتا ہے۔ لیکن خوب یاد رکھو۔ گرم پانی کے ساتھ نہانے سے تم کو وہ راحت، فرحت چستی اور لذت حاصل نہ ہوگی۔ جو سرد پانی سے ہو سکتی ہے تجربہ کرکے دیکھ لو۔

نہانے کے بعد جسم کو کسی صاف ستھرے کپڑے یا تولئے سے خوب پونچھ کر خشک کر لو۔ تاکہ جسم کے مسامات کھل جائیں۔ پانی کے قطرے مساماتیں جم کر انہیں بند کر دیتے ہیں جب جسم خشک ہو جائے تو پھر کپڑے پہن لو۔

گرمی کے موسم میں دن میں دو چار دفعہ نہا لینا اچھا ہوتا ہے۔ اس سے بدن کی حرارت اور گرمی کم ہو کر جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ تھکان اور کام اور محنت مشقت اور پسینے کی حالت میں اور سفر سے آتے ہی اور جماع کے فوراً بعد غرضیکہ جب جسم کسی حرکت کی وجہ سے ذرا گرم ہو جائے یا اسکی حرارت بڑھی ہوئی ہو تو نہانا مضر ہے۔ ذرا ٹھنڈے ہو کر نہانا چاہئے۔

جماع کے بعد مردوں کی طرح عورتوں کو بھی طبی، مذہبی اور اخلاقی رُو سے غسل کرنا فرض ہے۔ اس سے جسم اور روح دونوں پاک صاف ہو جاتے ہیں، اس قسم کا غسل صبح صادق سے پہلے پہلے کرنا بہتر ہوتا ہے۔

صبح کے غسل کے بعد ہر عورت کو اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق اپنے پیدا کرنے والے کی ضرور عبادت کرنی چاہئے۔ تاکہ ظاہری یعنی جسمانی غسل کے ساتھ باطنی یعنی روحانی غسل بھی ہوتا رہے۔

کھانا کھانے کے فوراً بعد نہانا بھی نقصان دیتا ہے۔ اس سے غذا ہضم نہیں ہوتی۔ کھانا کھانے سے پہلے نہانا بہت مناسب اور موزوں ہے۔ ورنہ غذا ہضم ہونے پر نہایا کریں۔ صبح خیزی یا صبح کا سیر سپاٹا، چہل قدمی وغیرہ بھی غسل کے بعد کرنی زیادہ مفید ہوتی ہے۔ امید ہے۔ کہ اب ہماری بہنیں "غسل کے دیو" سے کبھی خوف نہ کھائیں گی۔

(۵) لباس

پہننی چاہئے پوشاک سب کو حفاظت ہو سکے تا جسم و جاں کی

اخلاقی، معاشرتی، طبی اور مذہبی رُو سے ہر مرد و عورت کو لباس پہننا نہایت ضروری ہے۔ مرد و عورت کے لباس میں کچھ فرق اور امتیاز ہوتا ہے۔ جس سے دور ہی سے ان کی پہچان ہو سکتی ہے۔

لباس ایک تو انسانی جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ اسے سردی گرمی، گرد و غبار، لوُ لپٹ وغیرہ سے بچاتا ہے۔ دوسرے بدن کو زینت اور خوشنمائی رعب و لحاظ اور شرم و حیا بخشتا ہے ـــــ لیکن یہ سب چیزیں لباس کی وضع قطع پر منحصر ہیں۔ یہی لباس ہے جو عورت، مرد کو بھدا، بے رعب اور نازیب بنا دیتا ہے۔ بعض قسم کی ایسی پوشاکیں ہیں۔ جن کے پہننے سے ایک اچھا بھلا انسان بھی شرارتی، غنڈہ، بدمعاش اور بدچلن معلوم ہوتا ہے۔

عورتوں کے لئے خاص طور پر ایسے لباس کی ضرورت ہے۔ جو ان کی ظاہری خوبیوں کے علاوہ باطنی شرافتیں بھی ظاہر کرے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آج کل کی فیشن پرستیوں نے عورتوں کی ظاہری و باطنی خوبیوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اور ایسے فیشن ایبل لباس نے عورتوں کی صحت کو بھی تباہ کر دیا ہے۔

فیشن دار لباس جہاں اپنی تنگی، چستی، نیم عریانی اور رنگینی [1] کی وجہ سے صحت پر برا اثر ڈال رہا ہے۔ وہاں اسکی تیاری سے بعض غیر متعلقہ اعضاء بھی دن بدن کمزور اور بیمار ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس قسم کے لباسوں کی تیاری پر چشم و دماغ کو بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ نئے نئے فیشن تراشنے، کشیدہ کاریوں اور بیل بوٹوں کی صناعیوں اور جدت طرازیوں کے لئے دماغ کو زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ آنکھوں کو بھی بہت زیادہ نشانۂ مشق بنایا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ یہ فیشن ساز اور جدت طراز عورتیں ضعف دماغ اور کمزوری نگاہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں ــــــ علاوہ ازیں ایسے لباسوں کی تیاری پر چونکہ قیمت بھی زیادہ لگتی ہے۔ اسلئے ان عورتوں کو مالی مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ غرض اس قسم کا لباس ہر پہلو سے نقصان دہ ہوتا ہے۔

عورتوں کا لباس ہمیشہ ڈھیلا ڈھالا، فراخ، نرم و ملائم، سادہ، صاف، اجلا پیٹیوں، کمر بندوں کی قید و بند سے آزاد ہونا چاہئے۔ اور موسم کے لحاظ سے سرد یا گرم لباس پہننا چاہئے۔ اگر صفائی مرغوب طبع ہو، تو کم قیمت، سادہ، پھٹا پرانا، پیوند لگا ہوا غریبانہ لباس بھی دھو دھا کر صاف اور اجلا کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح تنگ جوتیاں اونچی ایڑی کی گرگابیاں پہننا بھی صحت کے لئے مضر ہیں ان سے ایک تو پاؤں کی وضع ہی بدل جاتی ہے۔ ان کی انگلیاں بھچ کر بھدی ہو جاتی ہیں۔ جابجا ٹن یا گٹے (چنڈیاں) اور ابھار پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور دباؤ کے

[1] تحقیقات جدیدہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بعض قسم کے شوخ اور بھڑکیلے رنگ خصوصاً گہرا اندھا نہایت سُرخ اور سیاہ رنگ صحت کیلئے نہایت مضر ہیں۔ اور زرق برق چمکیلی پوشاکیں بھی خلاف صحت ہیں

سبب سے پٹھے بھی سست اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ عجب نہیں کہ اس وجہ سے عصبی مرکز دماغ اور حرام مغز وغیرہ کو بھی ضرر پہنچ جائے۔ لہٰذا تنگ جوتے نہ پہننے چاہئیں اور جہاں تک طبیعت "گوارا" کرسکے نیچی ایڑی کی گرگابیاں، سلیپر وغیرہ استعمال کرنے چاہئیں۔

بعض فیشن زدہ بہنیں یقیناً ہماری اس تنبیہ و ہدایت سے برافروختہ ہوں گی۔ اور کچھ عجب نہیں۔ کہ وہ اس "کڑوی نصیحت" سے غصہ کھا کر رسالہ کے اس حصے ہی کو پھاڑ ڈالیں۔ لیکن جب وہ ہماری عرض پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گی۔ اور کبھی فرصت کے وقت اپنی فیشن پرستی اور اس کے نقصانات پر ایک لمحۂ فکر خرچ کریں گی۔ تو امید کی جاتی ہے۔ کہ ان کو نفع و نقصان نظر آجائے گا۔ انشاء اللہ!

(۶) نیند

ضروری بہر راحت نیند بھی ہے کہ صحت اس سے ہے پیر و جواں کی

کھانے، پینے، سانس لینے۔ پاخانہ پیشاب پھرنے اور نہانے دھونے کی طرح سونا بھی ضروریات زندگی سے ہے۔ اور مردوں کی نسبت عورتوں کو کسی قدر زیادہ سونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہر کام اپنے انداز سے اور اعتدال ہی سے نفع دے سکتا ہے۔ نیند بھی اسی حالت میں صحت بخش اور راحت انگیز ہے۔ جب تک وہ اعتدال پر ہے۔ اگر اس میں کمی بیشی ہونے لگے۔ تو یہی نیند پیام مرض بلکہ پیام موت ثابت ہوتی ہے۔

عورتوں کو چھ سات گھنٹے سے زیادہ نہیں سونا چاہئے۔ شام کا کھانا کھانے سے دو تین گھنٹے بعد سونے کی تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ کیونکہ

پہلے وقت زیادہ عرصہ تک جاگتے رہنا مضر ہوتا ہے۔ اسی لیئے داناؤں نے کہا ہے۔کہ :۔

"جلدی سونا اور سویرے اٹھنا تندرستی، مالداری اور عقلمندی کا پیام ہے"

پس جو بہن پہلے پہر کی نیند اور پچھلے پہر کی بیداری کو اپنا معمول بنائیگی، وہ صحت کی دیوی سے ہمکنار ہو گی۔ صبح سویرے اٹھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ سورج نکلنے کے بعد تک چار پائی پر دراز ہو رہنا عقل و صحت پر گویا پردہ ڈالنا ہے۔

سونے کا مقام خوشگوار، صاف، روشن، ہوادار اور کھلا ہونا چاہیئے۔ اگر کمرے کے اندر سونا ہو تو بھی ہوا کی آمد و رفت جاری رہنی چاہیئے۔ خواہ کتنی ہی سردی کیوں نہ ہو۔ سوتے وقت اپنے خیالات کو افکار و اوہام اور فواحش سے پاک کر لینا چاہیئے اور اپنے دن بھر کے گناہوں پر نظر دوڑا کر اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لینی چاہیئے سوتے وقت جس قسم کے خیالات دماغ میں پھرتے رہیں گے۔ خواب میں انہی کا نقشہ سامنے آتا رہے گا۔

دن کو سونا عام طور سے بہت مضر ہوتا ہے۔ اطبار کا قول ہے۔ کہ دن کو سونے سے عمر گھٹ جاتی ہے۔ حسن و جمال زائل ہو جاتا ہے۔ بڑھاپا جلد آتا ہے۔ جسم کی رنگت خراب ہو جاتی ہے۔ سستی قدم جمانے لگتی ہے۔ اور انسان عصبی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔ پس جن بہنوں کو اپنی خوبصورتی، جوانی، درازیٔ عمر، چستی اور تندرستی کی ضرورت ہو تو وہ مہربانی کر کے دن کے وقت نہ سویا کریں۔ ہاں —— سخت گرمی کے دنوں میں اور لو لپیٹ کے زمانے میں دوپہر کے کھانے کے بعد گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لیئے کسی ٹھنڈی اور اندھیری کوٹھڑی میں سو لینا مضر نہیں لیکن عام حالات میں اسکی عادت نہ ڈالنا چاہیئے۔

سونے کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ ہمیشہ کروٹ کے بل خصوصاً دائیں کروٹ پر سویا جائے۔ چت لیٹنا نہایت مضر ہے۔ ایک تو اس سے نسوانی وضع قطع میں بدتہذیبی اور ناشائستگی پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے اکثر ڈراؤنے خواب آتے رہتے ہیں۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ اور معدے سے غلیظ بخارات اٹھ کر سر کی طرف کثرت سے جانے لگتے ہیں۔ پس ہمیشہ پہلو پر سونا چاہئے۔ ایک کروٹ تھک جائے تو دوسری کروٹ بدل لو۔ منہ کھلا رکھ کر اور اسے آسمان کی طرف کرکے نہ سونا چاہئے مسلمانوں کو قبلہ رو ہو کر سونا چاہئے۔ بہتر ہے۔ کہ جنوب کی طرف ٹانگیں ہوں۔ شمال کی طرف سر اور قبلہ شریف کی طرف منہ ہو۔

کھانا کھاتے ہی سو جانا مضر ہوتا ہے۔ جب کھانا کھاؤ۔ پہلے اسے ہضم ہونے دو۔ پھر سونے کی تیاری کرو۔ اسی لئے لکھا ہے۔ کہ کھانا کھانے سے کم از کم دو تین گھنٹے بعد سونا چاہئے ـــــ سونے سے پہلے ضروری حاجات (پاخانہ پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو لو ـــــ نیند سے بیدار ہوتے ہی پانی مت پیو۔ بیمار ہو جاؤ گی اور عمر گھٹ جائے گی۔ اگر پیاس غلبہ کر آئے۔ تو پہلے اٹھو۔ اپنا ہوش سنبھالو۔ جب سمجھو کہ اب اعضاء درست ہو گئے ہیں۔ تو پھر تھوڑا سا پانی پی لو۔

ہر مسلمان عورت کو چاہئے۔ کہ وہ سونے سے پہلے اپنے بستر پر لیٹے لیٹے قرآن حکیم کی کوئی سورت جو بھی اسے یاد ہو۔ خواہ الحمد شریف اور قل شریف ہی یاد ہو۔ معہ درود شریف پڑھ لیا کرے۔ اس سے اس کو بہت سے روحانی و جسمانی فوائد حاصل ہوں گے۔ روح پاک اور تازہ رہے گی۔ خیالات درست ہوں گے۔ دماغ اور دل صحیح رہیں گے۔ اور وہ انشاء اللہ برائیوں سے دور اور نیکیوں سے بھرپور نظر آئے گی آج ہی اس کا تجربہ کرو۔ مگر سچے دل سے!

سونے کا بستر صاف، اُجلا، نرم اور موسم کے مطابق سرد یا گرم ہونا چاہیئے اسمیں سلوٹیں یا شکن نہ ہوں۔ وہ سخت، کھردرا اور گندا نہ ہو۔ کم از کم ہفتہ میں ایک بار اسے ضرور دُھلا لینا چاہیئے۔

صفائی

(۷)

صفائی سے ہے رہتی صاف ہر شے　　صفائی ہے پسندِ اہلِ جہاں کی

جب تم دُنیا کی ہر ایک چیز کو غور سے دیکھو گی۔ تو بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کارندہ قدرت نے ہر چیز کی تخلیق و تکوین میں صفائی کو مقدم و برتر سمجھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ کسی چیز کی عمدگی اور خوبی صفائی پر ہی منحصر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ قدرت نے حیوانات، کیڑوں، مکوڑوں، پرندوں تک کو ان کی عقل اور مقدور کے مطابق صاف ستھرا رہنے کی تدبیریں بتا دی ہیں۔ جنہیں وہ بلا ناغہ ہر روز عمل میں لاتے رہتے ہیں　　لیکن کسقدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ "اشرف المخلوقات" کے بعض خطاب یافتہ صفائی جیسی ضروری اور مرغوب جہان چیز سے آشنا ہی نہیں ہیں۔

قدرتی بات ہے۔ کہ عورتیں، مردوں کی نسبت زیادہ گندی اور غلاظت پسند واقع ہوئی ہیں۔ حالانکہ نزاکت، حسن و جمال، خصلت و عادت وغیرہ کے اعتبار سے انہیں زیادہ صفائی پسند رہنا چاہیئے تھا۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس ہے۔ اسی بنا پر مسلمانوں میں یہ روایت مشہور ہے۔ کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی۔ تو آپ نے دیکھا۔ کہ کروڑوں عورتوں کے ہاتھ دوزخ کی آگ سے جل رہے ہیں۔ جب حضور نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ یہ عورتیں دنیا میں اپنے ہاتھ صاف نہ رکھتی تھیں۔

پس ہم اپنی معزز و عزیز بہنوں کو یہ کہدینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ اگر وہ سوسائٹی میں، مردوں کی نگاہوں میں، گھر میں اور عام و خاص حالات میں عزت شہرت، محبت اور صحت کی طلبگار ہیں۔ تو وہ ہر حال میں صفائی کو مقدم سمجھیں اگر وہ صاف ستھری رہیں گی تو گھر کے علاوہ باہر بھی عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی سہولت کے لئے ہم یہاں صفائی کی چند اقسام درج کئے دیتے ہیں۔ جو عام طور سے خواتین کے متعلق ہیں۔

۱۔ **جسمانی صفائی**:۔ تمام جسم کی صفائی کے لئے روزانہ غسل کرو۔ جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اُجلے اور صاف کپڑے پہنو، میلے اور گندے کپڑے بھی جسم کو میلا کر دیتے ہیں۔ صاف بستر پر سوؤ، گرد و غبار، دھول دھال سے نہ اٹی رہو۔ دھوئیں سے بھی بچو، پھر تمہارا جسم صاف رہا کرے گا۔

۲۔ **سر کی صفائی**:۔ مردوں کی نسبت عورتیں اپنے بالوں کو صاف رکھنے کی زیادہ محتاج ہیں۔ کیونکہ ان کے سر کے بال لمبے ہوتے ہیں۔ اسلئے انہیں کم از کم ہفتہ میں دو دفعہ عمدہ صابن سے دھو ڈالنا چاہیئے، بال دھونے کے لئے اگر نیم گرم پانی استعمال کیا جائے۔ تو بہتر ہوتا ہے۔ اس سے میل اچھی طرح نکل جاتی ہے۔ گرمیوں میں تازہ پانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جو عورتیں کئی کئی دن سر نہیں دھوتیں ان کے بال میل کی وجہ سے کھردرے، ناصاف، بھدے، بدبودار اور مختلط سے ہو جاتے ہیں۔ سر میں میل کے کھرنڈ بن جاتے ہیں۔ بفہ (چکری۔ سکری) پیدا ہو جاتی ہے۔ سر کی جلد خشک رہنے لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے خارش ہونے لگتی ہے۔ جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ پھوڑے نکل آتے ہیں۔ اور کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

بالوں کو دھونے کے بعد انہیں صاف کنگھی سے سنوارنا چاہیئے، اگرچہ بالوں

کو روزانہ نہیں دھویا جا سکتا۔ لیکن تھوڑا سا وقت نکال کر ان کو ہر روز کنگھی سے صاف کیا جا سکتا ہے۔ اس سے نہ تو بال الجھتے ہیں اور نہ ان میں میل روئیں وغیرہ جمع ہوتی ہے۔۔۔۔ بالوں کے دھونے کے بعد، یا جب بھی ضرورت ہو، کوئی عمدہ تیل استعمال کرنا چاہئے۔ گری کا تیل، بادام روغن، خالص گھی، سرسوں کا تیل، ارنڈ کا تیل، آملے کا تیل وغیرہ اس مقصد کے لئے مناسب و موزوں ہیں۔ ولائتی تیلوں چربیوں اور ویزلین وغیرہ سے ضرور بچیں (تفصیل کے لئے حسن صورت کا باب دیکھو) جب بالوں میں تیل لگاؤ۔ تو ان کی جڑوں میں بھی اچھی طرح سے مل دو۔ اوپر ہی اوپر تیل لگانا مفید نہیں ہوتا۔

۲۔ **دانتوں کی صفائی**:۔ ہر روز دن میں ایک یا دو دفعہ دانتوں کو خوب صاف کر لیا کرو۔ دانت غذا کا پہلا آلہ ہیں۔ جن سے ہم ہر قسم کی چیزیں پیس کر معدے میں پہنچاتے ہیں۔ دانت صاف کرنے کے لئے سب سے بہتر کیکر، نیم، پیلو وغیرہ کی تازہ مسواک ہے۔ تازہ اور سبز داتن سے نہ صرف دانت صاف رہتے ہیں۔ بلکہ آکسیجن (نسیم) جاذب ہونے کی وجہ سے وہ مضبوط بھی ہو جاتے ہیں۔ کوئی عمدہ مفید سنون (منجن) استعمال کر لینا بھی اچھا ہوتا ہے۔ البتہ بالوں کے برش کبھی استعمال نہ کرو۔ مسّی بھی کم ملو۔ کہ اس سے دانتوں کی درزیں سیاہ ہو کر بدنما دکھائی دیتی ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد اور پہلے دانتوں کو صاف کر لیا کریں۔ تاکہ ان کا میل کھانے کے ساتھ مل کر معدہ میں نہ چلا جائے۔ نمک اور سرسوں کا تیل ملا کر دانتوں پر روزانہ ملنا بہت مفید ہوتا ہے۔ دانتوں کی چمک دمک اور صفائی خوبصورتی میں بھی اضافہ کر دیتی ہے۔ دانتوں کی قدر کرو۔ کہ یہ نعمت پھر دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ جب کھانا کھا لو۔ تو کسی صاف تنکے یا چاندی کے خلال سے دانتوں کی درزوں کو صاف کر دو۔ ورنہ روٹی کے ریزے متعفن ہو کر دانتوں کو

خراب اور منہ میں بدبو پیدا کر دیں گے! الغرض

ہمیشہ صاف رکھو دانت اپنے یہ چکی ہے شئے بیش بہا گراں کی

۴۔ **بال کٹانا:۔** آج کل بال کٹانے کی قبیح رسم زوروں پر ہے۔ اور مردوں کی طرح عورتیں بھی سر کی حجامت بنوانے لگ گئی ہیں۔ چنانچہ فی زمانہ مذہب و ملت اور قوم و ملک کے امتیاز کے بغیر اکثر فیشن زدہ اور مغرب پرست عورتیں بال کٹاتی ہیں۔ لیکن جہاں تک مذہب و اخلاق اور تہذیب و تمدن کا تعلق ہے۔ یہ فعل نہائیت افسوسناک بلکہ شرمناک ہے۔ نہ تو کوئی مذہب ہی اسکی اجازت دیتا ہے۔ اور نہ تہذیب اخلاق ہی اسے سراہتا ہے۔ قطع نظر اسکے طبی نقطہ نگاہ سے بھی بال کٹانا صحت کے خلاف ثابت ہو چکا ہے۔ کیونکہ ہر ایک بال کٹانے والی عورت آزاد طبع ہو گی۔ اسکے خیالات آزاد ہوں گے۔ وہ سوسائٹی میں آزاد خیال متصور ہو گی۔ ظاہر ہے کہ ہر آزاد عورت پر نگاہوں کی مار پڑا کرتی ہے۔ جس سے کسی نہ کسی وقت اسکے جذبات میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہو گا۔ اور اس قسم کا تلاطم صحت پر اسقدر برا اثر ڈالتا ہے۔ کہ اس کی خوبصورتی اور جوانی چند ہی یوم میں ملیامیٹ ہو کر رہ جاتی ہے۔ پس اگر خدانخواستہ اس کتاب کی کوئی ناظرہ اس بد رسم میں مبتلا ہو۔ تو ہم اس سے التجا کریں گے کہ وہ از برائے خدا اس سے باز رہے۔ اور اپنے مذہب، اخلاق، قوم۔ ملک وغیرہ پر بٹہ نہ لگائے۔

۵۔ **آنکھوں کی صفائی:۔** مثل مشہور ہے "آنکھیں گئیں تو جہان گیا" واقعی آنکھیں بڑی نعمت ہیں۔ آنکھوں جیسی نعمت پا کر آنکھیں بنانے والے کا شکریہ نہ ادا کرنا اور ان کی حفاظت سے غفلت کرنا وہ کفران نعمت ہے۔ کہ الہٰی توبہ! پس ہمیشہ آنکھوں کو صاف رکھو اور انکی حفاظت رکھو۔ ہر روز صبح اٹھ کر تازہ صاف پانی سے آنکھیں مل مل کر صاف کر دو۔ اگر پانی میں ذرا سا نمک، سہاگہ

بورک ایسڈ یا پھٹکری میں سے کوئی ایک چیز حل کر لو۔ تو بہت مفید ہے۔ غسل کرنے یا منہ ہاتھ دھوتے اور آنکھیں صاف کرنے کے بعد ان میں چاندی یا جست کی سلائی سے نہایت باریک پسا ہوا سادہ اور سیاہ سرمہ لگا دو۔ یا کوئی دوسرا مرکب مفید سرمہ لگاؤ ؎

سدا آنکھوں میں تم سرمہ لگاؤ بڑی نعمت ہیں آنکھیں اس جہاں کی

القصہ! آنکھوں کی صفائی اور حفاظت کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ بھی حسن و جمال کا ایک نہایت زبردست آلہ ہیں۔ صاف شفاف تندرست آنکھیں دوسرے فوائد کے علاوہ خوبصورتی بھی بخشتی ہیں۔ اکثر سنا ہوگا۔ کہ آنکھ کا جادو بڑی تیزی سے چلتا ہے۔ پس جو حسین بننا چاہے وہ آنکھوں کو ضرور صاف ستھرا اور محفوظ رکھے۔

۶۔ **ناخن کی صفائی**:۔ جب ناخن بڑھ آئیں۔ تو انہیں کسی تیز قینچی یا ناخن تراش سے کاٹ ڈالنا چاہئے۔ (ناخن تراش یا نیل کٹر ایک چھوٹا سا اوزار ہے۔ جو دو چار آنے میں مل جاتا ہے۔ اس سے ناخن خود کاٹے جا سکتے ہیں) بڑھے ہوئے ناخن بہت بدنما معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان میں میل پھنس کر ان کے اگلے حصے کو سیاہ کر دیتی ہے۔ پھر جب کھانا کھایا جاتا ہے۔ تو یہی میل کھانے کے ساتھ مل کر معدے میں چلی جاتی ہے۔ نیز ان سے خوبصورتی بھی جاتی رہتی ہے۔ اور اگر بڑھا ہوا ناخن جلد پر، آنکھ، ناک وغیرہ پر لگ جائے تو وہاں زخم اور خراش بھی پیدا کر سکتا ہے اس کو ضرور کاٹ ڈالنا چاہئے۔

۷۔ **بچوں کی صفائی**:۔ ہر ایک بال بچے والی عورت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ بچوں کی صفائی کو مقدم سمجھے۔ انہیں میلا کچیلا نہ رہنے دے۔ بچوں کی غلاظت عورت کی غلاظت ہی کا ایک نمونہ ہوتی ہے۔ اور ان کی صفائی سے عورت کا

ستھراپن ظاہر ہوتا ہے۔

۸۔ **گھر کی صفائی**:۔ اپنے گھر کو صاف رکھنا نہ صرف سلیقہ شعاری، ہنرمندی اور سگھڑپن میں داخل ہے۔ بلکہ صحت و تندرستی کے لئے بھی بہت ضروری ہے عورتوں کو لازم ہے۔ کہ وہ روزانہ گھر کی صفائی کیا کریں۔ ہر ایک چیز سلیقے سے رکھیں۔ اور صاف کر کے رکھیں۔ روزانہ جھاڑو دیا کریں۔ گھر میں کوڑا کرکٹ، غلاظت اور نکمی چیزوں کا انبار نہ لگا دیں۔ اگر مکان کا فرش پختہ ہو۔ تو اسے اول تو ہر روز ورنہ دوسرے تیسرے دن پانی سے دھلا دیا کریں۔ گھر کی ہوا کو صاف کرنے کیلئے کافور، دھوپ، گندھک وغیرہ دھکائیں۔ فنائل چھڑکیں۔ جابجا نہ تھوکیں۔ کھانے پینے کے برتنوں کو صاف رکھیں۔ اور کھانے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔ اگر وہ گھر کو صاف ستھرا رکھیں گی۔ تو ایک غریب گھر اور خستہ مکان بھی جنت کا نمونہ نظر آئے گا۔ ورنہ غلاظت و کثافت سے محل و ایوان بھی نقشۂ دوزخ دکھائی دیتے ہیں۔

پس اگر ہماری بہنیں صحت جیسی دولت کو حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ تو وہ ہمیشہ صفائی کی پابند رہا کریں۔ اس سے یقیناً ان کی تندرستی، شہرت، عزت اور الفت میں چار چاند لگ جائیں گے۔

(۸) ورزش

بدن کے واسطے ورزش ہے لازم بڑھیگی اس سے طاقت ناتواں کی

اگر کسی مشین کو عرصہ تک استعمال نہ کیا جائے۔ تو اس کے کل پرزے خراب ہو جاتے ہیں۔ اور وہ زنگ آلود ہو کر اکثر نکمی ہو جایا کرتی ہے ـــــ انسانی مشین کا بھی یہی حال ہے۔ کہ اگر یہی چلتا، پھرتا، دوڑتا، کودنا انسان جان بوجھ کر بیماروں کی

طرح چارپائی پر پڑا رہے۔ کوئی کام کاج نہ کرے۔ ہاتھ پاؤں نہ ہلائے۔ چلنا پھرنا بند کردے۔ تو اس کی گل ایسی بگڑتی ہے۔ کہ وہ اپاہج، سست، کوڑھی وغیرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اگر اسی طرح پڑے رہنے کی عادت ہو جائے۔ تو پھر وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ اور اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے ہی کھودنے لگتا ہے۔

اس میں تو کچھ شک نہیں۔ کہ مردوں کی طرح عورتوں کو ڈنٹر پیلنے، مگدر ہلانے کبڈی کھیلنے، دوڑنے بھاگنے اور اسی طرح کی دوسری ورزشوں کی قطعی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی ان کو اپنے جسم کو پھرتیلا، چست، خوشرنگ، طاقتور اور سڈول بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ ورزش کرنی چاہئے۔ جس کا سب سے بہترین طریق یہ ہے کہ وہ گھر کا کام کاج خود کیا کریں۔ کبھی کبھی چکی پیسنا۔ جھاڑو دینا، کھانا پکانے کے دوران میں اندر سے باہر اور باہر سے اندر کئی دفعہ چکر لگانا۔ کپڑے دھونا، برتن صاف کرنا۔ گھر بھر کی صفائی کرنا۔ چیزوں کو روزانہ جھاڑنا اور سلیقے سے رکھنا یہ تمام ایسے کام ہیں۔ جن سے ہر روز عورتوں کے ہاتھ پاؤں کھلتے ہیں چستی اور چالاکی پیدا ہوتی ہے۔ بدن میں طاقت آتی ہے۔ رنگ نکھرتا ہے۔ کھانا ہضم ہوتا ہے۔ اور اعضاء متناسب ہوتے ہیں۔ سستی دور ہو جاتی ہے۔ حسن و جمال میں ترقی ہوتی ہے اور اس طرح ان کی اچھی خاصی ورزش ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ امیروں کی نسبت غریبوں کی اور شہریوں کی نسبت دیہاتیوں کی صحت بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔ کیونکہ غریب اور دیہاتی عورتیں ہمیشہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرتی ہیں وہ امیر عورتیں جن کو اللہ تعالےٰ نے نوکر چاکر عطا فرمائے ہیں اگرچہ گھر کا کام کاج کرنے کی عادی نہیں ہوتیں۔ اور وہ اس میں اپنی "کسرشان" اور "ہتک" سمجھتی ہیں۔ لیکن اگر وہ گھر کے کاموں میں تھوڑی سی بھی شریک ہو جایا کریں تو

ان کی صحت بہتر سے بہترین ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ کسی صورت بھی گھر کا کام کرنے کو تیار نہ ہوں۔ تو پھر صبح شام سیر کیا کریں۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ سڑکوں پر آوارہ گردوں کی طرح پڑی گھوما کریں۔ اور ادھر ادھر بھاگتی پھریں۔ نہیں بلکہ اچھی طرح تن کر، چھاتی کو آگے نکال اور کندھوں کو پیچھے جھکا کر اور پیٹ کو اندر کی طرف سکیڑ کر چلنا چاہئے۔ اس سے پھیپھڑے مضبوط ہوتے اور بدن میں طاقت آتی ہے۔ پردے دار عورتیں بھی پردہ اوڑھ کر، برقعے پہن کر، چادریں لپیٹ کر سیر کر سکتی ہیں۔ جو عورتیں سیر کو اپنا معمول بنائیں گی۔ وہ اسے دوسری ورزشوں سے زیادہ مفید، طاقت بخش، مفرح اور راحت انگیز پائینگی۔

چستی :۔ بعض عورتیں طبعاً اور فطرتاً سست اور کاہل واقع ہوئی ہیں۔ اگر وہ لاکھ ورزشیں بھی کریں اور سیر و سیاحت کو بھی اپنا معمول بنائیں تو بھی ان کی سستی دُور نہیں ہوتی۔ پس ہم ان کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ سستی، تندرستی، عقل، دولت عزت، شہرت کی دشمن ہے۔ افلاس کی جڑھ ہے۔ بیماریوں کا گھر ہے ہمیشہ چست و چوبند رہنا چاہئے۔ بدن کو ڈھیلا ڈھالا رکھنا اور پہروں چارپائی پر پڑے رہنا ٹھیک نہیں۔ جو کام کرو چستی سے کرو۔ رنج و غم، مفلسی و تنگدستی۔ غصہ و غضب میں بھی اپنے آپ کو سست اور غافل نہ رکھو۔ اگر تم چست رہو گی۔ تو صحت اور دولت تمہارے قدم چومیگی۔ پس ہماری یہی نصیحت ہے۔ کہ سے

ہمیشہ چست رہنا، ورنہ سستی گھٹاتی ہے گھڑی عمر رواں کی

(۹) روشنی

بنی ہے روشنی بھی بہرِ صحت گنواؤ جلد تاریکی مکاں کی

قیام صحت کے لئے روشنی بھی بہت ضروری چیز ہے۔ دُنیا کی ہزارہا چاندار اور

بے جان چیزیں روشنی ہی میں پھیلتی پھلتی ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی پودے کو اندھیرے مکان میں لگا کر اسے روشنی سے محروم کر دیا جائے۔ تو وہ چند یوم میں پیلا زرد ہو جائے گا۔ اور اس کا بڑھاؤ رک جائے گا ــــ اسی طرح جو عورتیں ہمیشہ تنگ و تاریک مکانوں میں رہتی ہیں۔ وہ ہلدی کی طرح زرد رنگ ہو جاتی ہیں۔ ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور جوانی میں بڑھاپے کا نظارہ دکھائی دینے لگتا ہے۔

روشنی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہمیشہ کھلے اور روشندار مکانوں میں رہو۔ کمرے کے دریچوں اور روشندانوں کو کھلا رکھو۔ اگر کبھی مکان بند کرنے کی بھی ضرورت پڑے۔ تو روشندانوں کو کبھی بند نہ کرو۔ ہر وقت کمروں میں ہی نہ گھسے رہو۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ روشنی حاصل کرنے کے لئے صحن میں بیٹھو ــــ جدید انکشافات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہر قسم کے جراثیم تاریکی میں زیادہ پھیلتے ہیں۔ کھانے پینے اور استعمال کرنے کی دوسری چیزوں میں پھپھوندی، بساندھ، بدبو، عفونت، اور نمی اندھیرے ہی میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر روشنی کا انتظام ہو تو ان سب چیزوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ پس روشنی کو بھی ضروریات زندگی سے سمجھو اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ۔

(۱۰) بول و براز

پاخانہ اور پیشاب پھرنا ہر جاندار کا ایک طبعی فعل ہے۔ اور انسان سے لے کر کیڑے مکوڑے تک کو اسکی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم جو کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ اس کا ضروری حصہ بدن کی خوراک بنتا ہے۔ اور غیر ضروری حصہ پاخانہ یا پیشاب کی شکل میں خارج ہو جاتا ہے۔ اگر اس غیر ضروری حصے کو خارج ہونے سے

روکنے کی کوشش کی جائے۔ تو یہ جسم میں عفونت اور غلیظ بخارات پیدا کر کے طرح طرح کے امراض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس لئے جب پاخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے کی حاجت ہو۔ تو اسے کبھی نہ روکو۔ بلکہ فوراً رفع کرنے کی کوشش کرو۔ پیشاب تو دن رات میں کئی دفعہ کیا جاتا ہے۔ لیکن پاخانہ ایک دو دفعہ ہی پھرا جاتا ہے۔ پاخانہ پھرنے کی عادت اگر صبح پر ڈالی جائے۔ تو بہت مناسب ہے۔ قبض کا ہمیشہ خیال رکھو۔ کہ یہ بیماریوں کی ماں ہے۔ دیر ہضم اور ثقیل چیزوں کے کھانے پینے سے قبض پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر یہ شکایت ہو جائے۔ تو اسے فوراً دور کر دو۔

(۱۱) خوشی اور زندہ دلی

رہو ہر وقت خوش باش اور مسرور　　کہ سڑیل سے ہے نفرت کل جہاں کی

خوش رہنے سے صحت بڑھتی ہے۔ سڑی اور ضدی عورتیں اپنی صحت کو برباد کرنے کے علاوہ گھر بھر میں نفرت اور بے عزتی کا باعث ہوتی ہیں۔ اور انہیں کوئی بھی اچھا نہیں چاہتا۔ پس ہمیشہ ہر حال میں خوش اور زندہ دل رہو۔ تاکہ تمہیں دیکھ کر دوسرے بھی خوش رہیں۔ خوش رہنے سے نہ صرف تم صحت جیسی دولت سے مالا مال ہو گی۔ بلکہ گھر کا ہر فرد و بشر تمہاری تعریف کرے گا اور تم عزت کی نگاہ سے دیکھی جاؤ گی۔

(۱۲) اعتدال

کمی بیشی بری ہر بات میں ہے　　کہاوت ہے یہ عقال جہاں کی

ہر بات میں، ہر کام میں اعتدال اور میانہ روی سے کام لو، سونے، جاگنے اور

کھانے پینے، لکھنے پڑھنے، کام کاج، آرام و راحت، غم و غصہ، سرد و خوشی، ہنسی مذاق غرض ہر ایک بات میں اعتدال کو ملحوظ رکھو۔ کیونکہ کمی بیشی ہر حال میں نقصان دیتی ہے۔ دنیا اور اس میں کی ہر شے کے لیئے قدرت نے یہ قاعدہ کلیہ بنا رکھا ہے کہ ہر چیز، ہر کام، ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے۔ جب تک وہ اپنی حد پر قائم رہے مفید اور نفع بخش ہے، جب اپنی حد سے گذر جائے۔ تو سراسر نقصان و زیان۔ مثلاً غذا ہی کو دیکھ لو۔ کہ کیسی ضروری چیز ہے۔ زندگی کے لئے یہ امرت اور آبحیات ہے۔ مگر جب اسے حد سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ تو یہی امرت وِش اور یہی آبحیات زہر بن جاتا ہے ——!

(۱۳) آرام

تھک جاؤ تو آرام کر لو کہ طاقت گھٹ نہ جائے جسم و جاں کی

اتنا کچھ کہنے کے بعد اب ہم تمہیں آرام دینا چاہتے ہیں، ٹھہرو، اب پڑھنا بند کرو۔ اور ذرا آرام کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ دماغ کمزور ہو جائے۔

لیکن خوب یاد رکھو، آرام کی قدر و قیمت سے وہی واقف ہے۔ جسے محنت مشقت کام کاج اور ہاتھ پاؤں ہلانے جلانے کی عادت ہو۔ جو عورتیں ہمیشہ چارپائی پر پڑی رہتی ہیں اور اپاہجوں کی طرح بیٹھی مکھیاں مارا کرتی ہیں وہ آرام جیسی راحت افزا چیز سے لطف نہیں اٹھا سکتیں۔

جب کوئی کام کرو، خواہ وہ جسمانی ہو یا دماغی، اسکے بعد ذرا آرام کر لو۔ سستا لو۔ تمہیں ایسی راحت ملیگی کہ باید و شاید۔ ہر وقت کام کرتے رہنا بھی نقصان دیتا ہے۔ اس سے جسم تھک جاتا ہے اور اسکی ساخت و باخت میں فرق آجاتا ہے۔ مگر —— ہاں —— زیادہ آرام بھی اچھا نہیں کام بھی کرو اور آرام بھی کرو ایک ہی چیز کی عادت نہ ڈالو۔ باری باری سے اپنے اپنے موقعہ پر انکو استعمال کرو، خدا چاہے تو پھر تمہاری صحت بالکل ٹھیک رہیگی۔

اجلاس دوم

زیرِ صدارت عالیجناب ممتاز الاطباء حکیم چوہدری صادق سلیمی صاحب جلالپوری

ممدوح کو آل انڈیا انجمن خادم الحکمت اور جمعیت مجالس اطباء پنجاب کے حلقۂ اثر میں غیر معمولی برتری و تفوق حاصل ہے آپ بلند ذوق ادیب اور شعلہ ریز مقرر واقع ہوئے ہیں۔ انجمن خادم الحکمت کا موجودہ وقار بہت حد تک آپ کی مفکرانہ جولان ہمتیوں کا مرہونِ منت ہے۔ آپ کی بے لوث خدمات کے لئے ہم ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہیں۔ "مختار احمد"

برادرانِ عزیز! اگرچہ آپ نے اسقدر عظیم الشان جلسہ کی صدارت کا بارِ گراں میرے دوشِ ناتواں پر رکھنے میں کسی نتیجہ خیز حسن ظن سے کام نہیں لیا۔ تاہم میں اس رسمی عزت افزائی کے لئے عمق قلب سے سپاسگذار ہوں۔ مَیں کوئی طویل خطبہ دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس سے پہلے اجلاس میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اب محض چند کلمات پر اکتفا کروں گا۔

مَیں اجتماع کا قائل ہوں۔ مگر ہر اجتماع کو زندگی کا نام نہیں دے سکتا۔ میرے خیال کی تائید کے لئے لاہور کے طویل و عریض شہرِ خاموشاں کا معائنہ کریں۔ وہاں اجتماع موجود ہے۔ مگر زندگی مفقود ہے۔ زندگی حرکت و عمل اور جہد و کوشش کا نام ہے۔

بھیڑوں کا اجتماع یقیناً زندگی نہیں ہو سکتا۔ موت دائمی موت۔

آپ اجتماع کے ساتھ گرمیٔ عمل پیدا کریں۔ وہ گرمیٔ عمل جو بے لوث انسانوں کا شعار ہے۔ عزائم کی بلندی اور مقاصد کی پاکیزگی یقیناً اجتماع و عمل کا شاندار

حال اور کامیاب مستقبل ہے۔

رجسٹریشن کے مسئلہ سے خائف نہ ہوں۔ آپ کے اتنے بڑے زندہ اجتماع کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر نظر انداز کیا جا سکے تو یقیناً اجتماع زندہ نہیں

آپ اپنے اندر صحیح جذباتِ عمل پیدا کریں۔۔۔۔ یہی نمود و نمائش کے سے روح کو زنگ آلود اور اغراض کے نشتروں سے رگ جاں کو مجروح نہ کرے۔۔۔۔۔ آپ کی آواز بہرے کانوں کو صدا آشنا کر سکتی ہے۔۔۔۔ مگر زندہ آواز۔۔۔۔ جو زندہ انسانوں کے۔۔۔۔ زندہ اجتماع نے پیدا کی ہو۔ میں نے مجمل عرض کیا۔۔۔۔ مگر یہ مفصل ہے۔۔۔۔ کیونکہ زندہ دل کے زندہ خیال اور زندہ زبان کے زندہ الفاظ ہیں۔۔۔۔ زندہ اجمال۔۔۔۔۔ طویل زندگی کی تفصیل ہوا کرتا ہے۔

ملفوظاتِ نیرؔ

تقریر عالیجناب علامہ حکیم سیّد علی احمد صاحب نیرؔ واسطی لاہور

قبلہ نیرؔ صاحب مسلم مقرر، نامور ادیب، قادر سخن گو، کامل سخن فہم، فاضل طبیب اور کامیاب معالج ہیں۔ آپ کو اردو، فارسی، عربی زبانوں پر پورا عبور رہونے کے علاوہ یونانی، انگریزی زبانوں میں بھی اچھی دسترس ہے۔ آپ خلق و مروت وحدت و یگانگت کے دلدادہ جاہ پسندی اور عہدہ طلبی کے جذبات سے قطعاً منزاو مبرا ہیں۔ "رحمت خان تارڑ"

اس کارگہہ عالم کا نظام جن علوم وفنون سے وابستہ ہے۔ انہیں امتداد زمانہ کی آغوش میں بتدریج آسودگی میسّر ہوتی رہی۔ آپ آج سے ایک سو سال قبل کی تاریخ پر نظر دوڑائیں۔ تو رسل ورسائل اور آمد ورفت کے تمام جدید مروجہ ذرائع مفقود پائیں گے۔ چونکہ جنگی فرا ضروریات کے تقاضا اور مختلف ممالک کے افراد کے تعاون وارتباط کی طفیل مطلوبہ صنائع غیر معمولی برق رفتاری سے ترقی کے سامان فراہم کردیا کرتی ہے۔ لہٰذا طب جو آغاز کار سے محض علاج بالتوجہ تک ہی محدود تھی، مختلف حملہ آوروں سیاحوں و سفیروں کی نقل وحرکت اور رفع زخمیوں کے علاج کی ضروریات سے ارتقاء واشاعت کے اسباب سے روشناس ہوئی قرون اولٰے میں عوام بتوں کے حضور میں یقین صحت کے جذبات لے کر دعائیں کرتے اور اپنی قوت ارادی کے تصدق میں صحت یاب ہوتے ہوئے آہستہ آہستہ اس طریق علاج میں قدرے اور ترقی و ترمیم ہوئی۔ تعویذ اور گنڈے بھی یقین

صحت دلانے میں مقابلۃً زیادہ مؤثر ثابت ہوئے۔ شاید اسلئے کہ بہت کی حضوری محدود وقت تک ہی حاصل ہوسکتی تھی۔ کیونکہ اس کا گلے حمائل کرنا یا بازو میں باندھنا ناممکنات سے تھا۔ مگر تعویذ اور گنڈا ہر وقت شامل حال رہتا تھا۔ ہم اسقلیبوس کو اس طب کا آدم مانتے ہیں۔ ازاں بعد انسانی فہم و فراست نے مزید وسعت نظر سے کام لیتے ہوئے ان طریق ہائے علاج کو ناکافی سمجھا۔ بعض اشیاء کے اتفاقی خارجی یا داخلی استعمال نے وغیرہ" اپنے منافع کا احساس کرا دیا۔ بعض دور رس طبائع نے ان اتفاقات سے فائدہ اٹھا کر مختلف مفرد ادویات کی آزمائش کی۔ حتیٰ کہ متعدد امراض کے لئے متعدد کار آمد ادویات تجویز ہوگئیں۔ جن میں مزید علم و تجربہ سے زینہ بہ زینہ ترقی ہوئی۔ تاآنکہ بقراط و جالینوس جیسے مشاہیر اطباء کے تبحر علم و فکر اور تجربہ نے نہ صرف بے شمار دوائیں تجویز کیں۔ بلکہ طب کے ابتدائی اصولوں پر قابلقدر کتابیں تصنیف کیں۔ جالینوس کے سولہ رسائل اب بھی برٹش میوزم میں محفوظ ہیں۔ عربوں کے زمانہ میں حکیم جورجس نے عربی زبان میں شاندار کتابیں لکھیں۔ جو یورپ کے قدرشناس ہاتھوں میں منتقل ہوجانے کی وجہ سے ہمارے یہاں نایاب ہیں۔

علمی مسائل و نظریات کے حسن و قبح سے اسوقت تک آگاہی ناممکن ہے جب تک آزادئ فکر کا زمانہ موجود نہ ہو۔ جن قوموں اور ملکوں نے اس جذبۂ ارتقاء کو قبول کیا۔ ان کے علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقی زا انقلابات رونما ہوئے۔ عربوں نے بھی آزادئ فکر اور حریت رائے سے کام لیتے ہوئے متقدمین کے قائم کردہ اصولوں پر ناقدانہ بحث کی۔

ان مذاکرات و تنقیدات نے طب عربی کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے۔ اس موقعہ پر ہمیں یہ بیان کرتے ہوئے قلبی مسرت محسوس ہوتی ہے۔ کہ چودھویں صدی

کے نامور ہندی طبیب حضرت حکیم احمدالدین صاحب نے بھی بے خوف آزادی رائے کا ثبوت دے کر پرآشوب طبی دنیا میں تھلکہ ڈال دیا۔ آپ کے اخلاص و استقلال اور خود اعتمادانہ آزادی فکر نے آپ کے اثر و شہرت کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ تک پھیلا دیا۔ ہم آپ کے بعض قائم کردہ مسلمات سے اتفاق نہ رکھتے ہوئے بھی آپ کو نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کی قائم کردہ جماعت انجمن خادم الحکمت ٹھوس کام کرنے والی وسیع ترین جماعت ہے۔ جس کے عزائم و دعاوی بھی قابل تعریف ہیں۔

ہاں ہم عربوں کے طبی دور ارتقاء کا ذکر کر رہے تھے۔ نقد و تبصرے اور غور تفحص نے طب کو ترقی کے ان مدارج پر پہنچا دیا۔ جہاں بعض پہلوؤں سے ایلوپیتھک طب اب پہنچ رہی ہے۔ مثلاً آج بلڈ پریشر کے مریض Sedatines کا استعمال جاری ہو رہا ہے۔ مگر عرب میں بلڈ پریشر کا شافی علاج مروج تھا۔ سنگ مثانہ کے اپریشن کا عمل بھی عربوں کا شرمندہ احسان ہے۔ عربوں نے آلات طب کی ساخت اور ان کے استعمال میں بھی کمال حاصل کر رکھا تھا۔ چنانچہ اسوقت کے کم و بیش تین ہزار آلات طب کی تصاویر اب تک موجود ہیں۔ عربی شفاخانجات اپنے فن تعمیر، وسعت اور اہتمام انصرام کی وجہ سے دور حاضرہ کے شفاخانوں سے کسی طرح بھی کم نہ تھے چنانچہ ولید بن عبدالملک نے شہر دمشق میں ۸۸ھ مطابق ۷۰۷ء میں جس شفاخانہ کا سنگ اساس بہ نفس نفیس رکھ کر تعمیر کرایا۔ اسمیں جذامی مریضوں کے علاج کا معقول انتظام تھا۔ مریضوں کے مناسب حال اکل و شرب کے سامان فراوانی سے مہیا تھے۔ مریضوں کا دیگر باصحت لوگوں سے ارتباط ممنوع تھا۔ اسکے بعد اموییوں میں منصور نے اندھوں، یتیموں، اپاہجوں اور بیوہ عورتوں کے لئے دارالاقامہ تعمیر کرایا۔ جہاں علاج معالجہ کا خاطر خواہ کام ہوتا تھا۔ پاگلوں کے

لیے (دارالمجانین) یا پاگل خانہ (Mental Hospital) معرض تعمیر میں آیا۔ جس میں نہایت باقاعدگی سے آہنی جالیاں لگا کر اچھی ہوا کے عمل دخل کی رعایت ملحوظ رکھی گئی بیمارستان احمد بن طولون اس مصری ہسپتال میں داخل ہونے والے مرضا کو شفاخانہ کی طرف سے صاف بستر اور پوشاکیں مہیّا کی جاتی تھیں۔ قابل اطبا اور جراح موجود تھے۔ صحت پر باقاعدہ شفاخانہ سے ڈسچارج کیا جاتا تھا۔ اس مرد خدا نے اسی پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ ناگہانی ضربات و حوادث کے لیے ۲۶۳ھ میں (جامع طولونی) کے ایک پہلو میں ایک شفاخانہ تعمیر کرایا۔ جہاں اتفاقی و فوری ضروریات کی ادویات کا ہر وقت ذخیرہ رہتا۔

تیسری صدی کے اختتام پر مکہ مدینہ اور نیشاپور میں بھی شفاخانے کھل گئے مصر، بغداد اور ان کے نواحات میں ہر قسم کے شفاخانوں کی کثرت تھی۔ چنانچہ بغداد میں ۳۰۳ھ میں وزیر علی بن عیسٰے نے جنگی اغراض کی خاطر ایک ہسپتال تعمیر کرایا۔ اہلِ عرب سفری شفاخانوں سے بھی غافل نہ رہے۔ سنان بن ثابت کے بلند ارادوں نے اس کی ابتدائی کی۔ اطبا ضروری آلات و ادویات کے ساتھ دورہ کرتے تھے۔ یوں ملک کے دور افتادہ علاقوں کو جہاں طبی امداد میسّر نہ آسکتی تھی سہولتیں بہم پہنچ سکیں۔

سلطان صلاح الدین غازی کے مہتمم بالشان شفاخانہ واقع قاہرہ اپنے شاندار کارناموں کی بدولت تاریخ طب میں غیر فانی شہرت رکھتا ہے۔ جس میں تقریباً ہر قسم کے مرضا کا علاج ہوتا تھا۔

سلطان صلاح الدین نے سکندریہ میں ایک اور شفاخانہ تعمیر کیا۔ جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی۔ کہ اس شفاخانہ کے اطبا ضروریات و حالات کے پیش نظر مرضا کے گھروں پر جا کر علاج کیا کرتے تھے۔ طرفہ یہ کہ کسی

قسم کا معاوضہ وصول نہیں کیا جاتا تھا۔ اس تہذیب و ترقی کے زمانہ میں جسے بیسویں صدی عیسوی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ بغیر معاوضہ کے کسی سرکاری معالج کو گھر پر طلب نہیں کیا سکتا۔

اب ہم دو ایسے عدیم المثال شفاخانوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو عہد اسلامیہ کے شاہکار تھے۔

بیمارستانِ عضدی

۳۶۸ھ میں عضد الدولہ بن بویہ نے بغداد کے پُل کی غربی جانب بیمارستان عضدی بنوایا۔ جس میں چوبیس تو صرف اطبار مقرر تھے۔ اور بہت سے جراح (سرجن)، کحال (آئی سپیشلسٹ)، مجبر (مرہم پٹی کرنے والے) اور قصادان کے علاوہ تھے۔ اس کے لئے جگہ کا انتخاب رازی کے مشورہ سے ہوا تھا۔ جو بعد میں اس کا رئیس الاطبار (ساعور) مقرر ہوا۔

اس دارالشفار کی عمارت ۳۷۱ھ مطابق ۹۸۱ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اور اس کے بانی عضد الدولہ نے ساڑھے سات لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر اس کے اخراجات کے لئے مقرر کر دی تھی۔ مقدسی نے ۳۷۵ھ میں اس کا تذکرہ کیا ہے جس سے اسکی عظمتِ تازہ پر روشنی پڑتی ہے۔ ایک سو سال تک یہ شفاخانہ اپنی پوری شان کے ساتھ قائم رہا۔ کہ ۴۶۶ھ المطابق ۱۰۷۴ء میں دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے اس کی عمارت کو نقصان پہنچا۔ ازاں بعد ۵۹۴ھ میں اس دریا میں دوبارہ طوفان آیا اور شفاخانہ کی عمارت پھر خطرہ میں پڑ گئی۔ لیکن جلد ہی مرمت کر لی گئی۔ اور پھر اسی شان سے باقاعدہ مریضوں کا علاج و معالجہ ہونے لگا۔ چنانچہ جب ۵۸۰ھ میں ابن جبیر نے اس کا معائنہ کیا۔ تو یہ شفاخانہ اپنی پوری شان اور عظمت کے ساتھ قائم تھا۔ بالآخر ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان کی بے درد فوج کے

ہاتھوں یہ چھ سو سال کی شاندار یادگار مسمار ہو گئی۔

ابن جبیر جب چھٹی صدی ہجری میں حج کے ارادے سے سفر کرتا ہوا اس دارالشفا میں پہنچا۔ تو وہ اس کی شان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:۔

"محلہ باب البصرہ اور شارع عام کے درمیان سوق المارستان (ہسپتال مارکیٹ) کے نام سے ایک چھوٹا سا محلہ آباد ہے۔ اسی میں بغداد کا مشہور شفاخانہ قائم ہے۔ جس کی عالیشان اور خوب صورت عمارت دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ اس میں بہت سے کمرے ہیں۔ تمام بیمارستان وارڈوں میں منقسم ہے اور ہر وارڈ بجائے خود ایک شاہی محل ہے۔ اس بیمارستان میں معالجہ کا بہترین سامان موجود ہے۔ مریضوں کا نہایت ہمدردی سے علاج ہوتا ہے اور ہر مریض کو دوا اور غذا بلا قیمت دی جاتی ہے۔ تمام ضروریات کے لئے پانی دجلہ سے (نلکوں کے ذریعے) آتا ہے۔ اور ہر دو شنبہ اور جمعرات کے روز شہر کے بڑے بڑے اطبا بھی اس شفاخانے میں جاتے اور پیچیدہ امراض کی تشخیص و علاج میں اس بیمارستان کے طبیبوں کا ہاتھ بٹاتے ہیں اس ہسپتال میں کھانا پکانے، دوائیں کوٹنے اور بنانے کے لئے ملازمین موجود ہیں جو ہر مریض کو حسب ہدایت طبیب غذا، و دوا پہنچاتے ہیں۔

بیمارستان کبیر قاہرہ

اس وقت تک بیمارستان کبیر دمشق یعنی نورالدین زنگی کا شفاخانہ سب سے بڑا شفاخانہ تھا۔ اس کے بعد اسکی تقلید میں بے شمار شفاخانے بنے اور اس سلسلہ میں اسلامی دور حکومت میں جو سب سے زیادہ شاندار بیمارستان قائم ہوا۔ وہ بیمارستان کبیر قاہرہ ہے۔ جو ملک منصور قلاوٗن کے ہاتھوں ۶۸۳ھ میں بنا مقریزی نے اس کا ذکر جمیل نہایت تحسین آمیز الفاظ میں کیا ہے۔ اور اس کے آثار آج بھی

شارع نحاسین پر موجود ہیں۔

یہ شفاخانہ اس شان کا قائم ہوا کہ بیمارستان عضدی کے بعد اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ جس محل میں یہ شفاخانہ قائم ہوا۔ اس میں چار بڑے ایوان تھے اور اس کا کل احاطہ دس ہزار چھ سو گز تھا۔ اور اس احاطہ کے اندر ایک نہر تھی جس کے ذریعہ ایوانوں میں پانی جاتا تھا۔

یہ محل درحقیقت خلیفہ عزیز باللہ کے فرزند نے تعمیر کرایا تھا۔ ملک منصور قلاؤن نے اپنے عہد میں اس کو شفاخانہ بناتے وقت اسکے ایوان تو اسی طرح برقرار رہنے دیئے لیکن اس میں بہت سی نئی عمارتیں اضافہ کر دیں۔ تین سو قیدی اور بہت سے مزدور روزانہ اسکی عمارت کی تکمیل میں مصروف رہتے تھے۔ حکم دے رکھا تھا۔ کہ مصر اور قاہرہ میں جس قدر مزدور ہیں۔ وہ شفاخانہ کے علاوہ اور کہیں کام نہ کریں۔

اس شفاخانہ کے جو ستون تھے۔ وہ سنگ مرمر یا سنگ رخام سے تیار کرائے گئے تھے۔ خود ملک منصور روزانہ عمارت کے ملاحظہ کے لئے آیا کرتا۔ اس انتظام اور سرگرمی کے ساتھ تقریباً گیارہ ماہ میں اس شفاخانہ کی عمارت مکمل ہوئی جو قاہرہ کی عظیم الشان عمارت تسلیم کی جاتی ہے۔

اس شفاخانہ کے مصارف کے لئے ملک منصور قلاؤن نے دس لاکھ درہم کی جائداد وقف کر دی تھی۔ اور اسکے وقف نامہ میں لکھا تھا کہ بادشاہ سے لے کر غلام تک کے لئے یہ شفاخانہ عام ہے۔ بلکہ جو لوگ اسمیں جمع نہ کر سکیں وہ بھی اسکی دوائیں استعمال کر سکتے ہیں۔

اس شفاخانہ کے تفصیلی حالات میں لکھا ہے۔ کہ اس میں ہر مرض کے علیحدہ علیحدہ وارڈ مقرر تھے۔ بخار کے مریضوں کے لئے وہی چار قدیم ایوان مخصوص کر دیئے گئے تھے۔ امراض چشم اور امراض بطن کے مریضوں کے لئے الگ الگ مکانات تھے۔ اور مردوں

اور عورتوں کے لئے یکسر جداگانہ انتظامات عمل میں لائے گئے تھے۔

علاوہ ازیں درس و تدریس، دوداؤں کی تیاری اور مطبخ وغیرہ کے لئے متعدد مکانات مخصوص کئے گئے تھے۔ اور ان سب میں نہروں کے ذریعہ پانی آتا تھا۔ اور ہر وقت ان میں پانی کی چادریں چلتی رہتی تھیں۔ جو ایک عجیب سماں پیدا کرتی تھیں۔

شفاخانہ کا انتظام کئی صیغوں میں تھا۔ اور ہر صیغہ کا ایک منتظم مقرر تھا۔ اس شفاخانہ میں مریضوں کی رجوعات کا یہ عالم تھا۔ کہ روزانہ ہزار مریضوں کی حاضری ہوتی تھی۔ اور لکھا ہے۔ کہ معمولی دواؤں کو چھوڑ کر جو روزانہ خرچ ہوتی تھیں خاص دواؤں میں صرف شربت انار وغیرہ کے پانچ سو رطل صرف ہوتے تھے۔

خواتین عرب نے بھی طب کی قابلقدر خدمات سرانجام دیں۔ جن کا ذکر جمیل کسی آئندہ فرصت میں مفصل کر دیں گے۔

ہندوستان میں سکندر کے حملوں کے ساتھ طب یونانی نے بھی قدم رکھا مگر ایک طویل عرصہ تک کچھ زیادہ شان و شوکت میسر نہ ہو سکی۔ اسلامی دور حکومت نے ہندوستان میں طب کو بام عروج تک پہنچانے میں پورا زور صرف کیا! اسکے فروغ کے لئے ہر طرح سرپرستی کی جانے لگی۔ مسجدوں کو اسوقت درسگاہوں کی مستقل حیثیت نصیب تھی۔ جن میں طب بھی ایک ضروری واہم مضمون تھا۔ غرض طبی تعلیم و تربیت کا بحد امکان وسیع پیمانہ پر انتظام تھا۔ سلطان محمد تغلق نے جو خود طب میں مہارت تامہ رکھتا تھا لاتعداد شفاخانوں کا اجراء کیا۔ سلطان فیروز شاہ محمود شاہ، اکبر اعظم، جہانگیر، شاہجہان، عالمگیر کے قائم کردہ کثیر التعداد بیمارخانوں کی طویل فہرست قلت وقت کے باعث پیش نہیں کی جا سکتی۔ عہد عالمگیری ہی میں شفاخانوں کا اسقدر رچرچا ہوا۔ کہ امراؤں نے بھی اپنے اپنے ناموں پر شفاخانے

جاری کرا دیئے۔ محمد شاہ نے بھی اپنے عہد حکومت میں شفاخانوں میں معتد بہ اضافہ کیا ان تمام شفاخانوں میں اکابر اطباء اور حاذق معالجین لاکھوں مرضاء کو شفایاب کرتے رہتے۔ عہد اکبری کے اطبائے اسماء گرامی تاریخ طب میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

۱۸۵۷ء کی کشاکش کے نتائج سے پیدا شدہ نازک صورت حالات نے اسلامیان ہند اور ان کے علوم و فنون کو اوج فرسائیتیوں تک پہنچا دیا۔ یہ دور انحطاط و زوال خصوصاً مسلمانوں کے حیات پر مسلط ہو گیا۔ چنانچہ اس کی بے پناہ یورش سے فن عزیز (طب) بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ جہاں اسے شاندار سرپرستیوں سے محروم ہونا پڑا وہاں مغربی تہذیب و تمدن کے سیلاب عظیم کے ساتھ مغربی طب کا وہ طوفان امڈا جس کا تلاطم، قریب تھا کہ اسے خس و خاشاک کی طرح بہا لے جاتا۔ اور یوں ہم معراج کمال تک پہنچی ہوئی علمی امانت دائمی طور پر کھو بیٹھتے مگر قدرت قاہرہ جو قہرمانی تصرفات کے سدباب کے لئے اسباب کی تخلیق کرنے میں پوری پوری مستعدی سے کام لیا کرتی ہے۔ اپنے ترحم آمیز تیوروں سے بھانپ رہی تھی۔
چنانچہ مسیح الملک حضرت حافظ حکیم اجمل خان، استاذ الاطباء حضرت مولانا حکیم احمد الدین صاحبان جیسی گرانمایہ و بلند پایہ جبال استقلال ہستیوں کو جذبات عمل سے سرشار کر کے احیاء طب پر مامور کر دیا۔ حکیم اجمل خان قبلہ نے ایورویدک اور یونانی طبوں میں علمی و عملی تعلقات استوار کئے۔ اور عربی طبی کتب کو ہندوستان کی عام فہم زبان میں مستحسن صورت میں پیش کیا۔ قبلہ حکیم احمد الدین صاحب نے اپنی وحید العصر آزادیٔ فکر سے کام لے کر طبی اجتہادات کا وہ ہنگامہ بپا کیا۔ کہ پشاور سے راس کماری تک قریب المرگ طب میں روح حیات کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے طب یونانی کو تمام مروجہ طریقہائے علاج کے انعام و محاسن سے متمتع کرنے میں جس فراخدلی اور جوش عمل سے کام لیا وہ سزاوار ہزار آفرین ہے۔ آپ نے

جمہوریت واشتراک کے زرین اصولوں پر آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کو قائم کر کے اکناف ہند میں اسکے مخلص کارکنوں کو پھیلا دیا۔ آج آپ پیغام اجل کو لبیک کہتے ہوئے گویا عالم بالا کو تشریف لے جا چکے ہیں۔ مگر آپ کے تربیت یافتہ بلند زادہ حقیقی سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز نے ادارہ ہذا کو رکو غیر معمولی فروغ و وسعت سے زندہ کر کے مرحوم کی روحانی مسرت کے مواقع پیدا کر دیئے ہیں۔ ہم حلقہ بگوشان خادم الحکمت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے قابل و مخلص جرنیل حضرت ممتاز صاحب اور ان کے بے لوث معاون جناب صادق سلیمی صاحب کی قابلقدر قربانیوں کو اپنی پوری پوری تائید و حمایت سے سپھل ہونے دیں گے غالباً یہ انتہائی ناشکر گزاری ہو گی۔ اگر حکیم اکبر گیلانی، حکیم شریف خان، حکیم اعظم خان حکیم فیروز الدین، حکیم غلام جیلانی صاحبان کے ناقابل فراموش کارناموں پر اپنے دلی شکریہ کے پھول نچھاور نہ کریں ؎ "خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را"

نوٹ:۔ امتداد زمانہ کی آغوش میں پلنے والے حادثات اپنے بلند علمی ذوق کے ثبوت میں خزائن و نوادر علمیہ کو نگل جایا کرتے ہیں — مگر رسالہ طب جدید کے سینہ پر نازِ خرام کرنے والے چوہے کسی امتداد زمانہ کے منظر نہیں ہوتے — چنانچہ ملفوظاتِ نیر کے نوٹ آناً فاناً اغوا کرنے لگے۔ ہمارے سراغرساں کی دو روزہ سراغرسانی کے بعد معلوم ہوا — کہ جناب موش کے ذوق انتخاب کی نذر ہوئے ہیں۔ میں اس ذاتِ شریف کی ستم ظریفانہ علم نوازی پر اظہارِ افسوس کرتا ہوں — گو قبل عام کی یہ جدید چوہائی نوعیت "دنیائے علم و فضل میں حیرت زا چرچے کا اضافہ کرے گی — اب کسی کے جنونِ محبت یا ذوق معصیت کا — کفارہ میرا قلم ہے۔ "سلیمی"

تیسرا اجلاس

طبی بورڈ

مؤرخہ ۹ر جون کو صبح ۷ بجے سے ۱۰ بجے تک دو طبی بورڈ قائم کئے گئے جس میں مندرجہ ذیل اکابر اطباء ہند شامل تھے:۔

عالیجناب حکیم علم الدین صاحب لاہور۔ ابو تراب حکیم حاجی مولوی محمد عبد الحق خان صاحب امرتسری۔ جناب حکیم مولوی عبد الرحیم خان صاحب عادل مولوی فاضل علامہ حکیم مولوی صادق سلیمی صاحب۔ علامہ حکیم عبد المجید صاحب عتیقی۔ جناب حکیم ڈاکٹر مہنت جسونت سنگھ صاحب آف مندرہ ممتاز الاطباء حکیم شیخ عبد الغنی صاحب راولپنڈی۔ افتخار الاطباء جناب حکیم محمد نذیر الدین صاحب آف ہانڈو افتخار الاطباء جناب حکیم ست پال صاحب جاتی۔ عالیجناب حکیم امیر الاطباء الیف۔ ایم صاحب پطرس شاہدرہ۔ جناب حکیم تاج الاطباء مولوی زین العابدین صاحب خالقی لائلپور علامہ حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی لاہور۔ جناب حکیم امیر الاطباء الیف۔ ایم صاحب جیوال حکیم حاذق لاہور۔ ممتاز الاطباء حکیم محمد عبد الرحمان صاحب حکیم حاذق و پرنسپل طبیہ سکول کوٹلہ مغلاں۔ ممتاز الاطباء جناب حکیم محمد عبد الرشید صاحب انبالہ سراج الاطباء جناب حکیم مختار احمد صاحب ممتاز صدر انجمن۔

پہلا بورڈ زیر صدارت عالی جناب حکیم ابو تراب محمد عبد الحق صاحب امرتسری اور دوسرا بورڈ زیر صدارت عالیجناب حکیم شیخ عبد الغنی صاحب آف راولپنڈی منعقد ہوا۔

جس میں ملک کے دور دراز کے بے شمار مریضوں نے اپنے اپنے حالات و شکایات بیان کر کے بہترین اور مفید ترین نسخوں اور مشوروں سے استفادہ کیا

اور اطبار کرام نے نہائیت فراخ دلی، محنت و توجہ سے اپنے نہائیت قیمتی اور بہترین سے بہترین مشوروں اور طریق علاج سے انہیں مستفیض کیا۔ مریضوں کی آمد و رفت سے جہاں یہ طبی ہال ایک بے پناہ ہجوم سے پر تھا۔ وہاں دوسری طرف اطبار کرام کے بہترین مشوروں اور علمی فیض رسانیوں سے ایک ٹھاٹھیں مارنے والا سمندر معلوم ہو رہا تھا۔ غرض یہ نظارہ جو قابل دید تھا۔ اور جسکے دیکھتے رہنے کو دیر تک جی چاہتا تھا۔ نہائیت شان و شوکت کے ساتھ اپنے مقررہ وقت پر اگلے اجلاس کے لئے برخاست ہوا۔

ہوم ڈاکٹر یا گھر کا حکیم

ہمارے محترم دوست جناب حکیم مظفر حسین صاحب اعوان مالک کتب خانہ لطف زندگی اندرون موچی دروازہ لاہور نے ایک بہترین کتاب ہوم ڈاکٹر کے نام سے شائع کی ہے۔ جو سلیس اردو زبان میں ایک لاجواب تصنیف ہے جس میں سر سے پیر تک جملہ معروف امراض کی تشریح اور علاج تحریر کیا گیا ہے۔ طب یونانی اور طب ڈاکٹری کے چیدہ چیدہ بلند پایہ مجربات کے علاوہ حکیم صاحب کے خاندانی معمولات مطب بھی شامل ہیں۔ نیز آسانی سے دستیاب ہونے والی جڑی بوٹیوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے ناظرین طب جدید کو ایسی مفید کتاب سے ضرور استفادہ کرنا چاہیئے۔ طباعت و کتابت اور کاغذ نہائیت عمدہ۔ ضخامت ۳۱۲ صفحات قیمت مجلد عہ

اجلاس چہارم

زیر صدارت فدائے طب جناب حکیم شمس الحسن خان صاحب امرتسری

ہماری شومئے قسمت سے اجلاس چہارم کے منتخبہ صدر رئیس الاطباء سید حکیم ظفریاب علی صاحب حاذق الہند دفعتاً بخار میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ عین آغاز جلسہ سے چند منٹ قبل آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ مکتوب کیا تھا۔ عنایات و نوازشات کی منہ بولتی تصویر۔ ایک ایک لفظ جذبات احسان و کرم سے لبریز تھا۔ اب صدارت کا بار گراں کسی دوش پر تولں کا متلاشی ہوا۔ چنانچہ فدائے طب حکیم شمس الحق خان صاحب پرنسپل یونانی اینڈ ویدک طبیہ کالج امرتسر کا نام نامی تحریک تائید اور تائید مزید سے صدارت کے لئے منظور ہوا۔ آپ نے اعلٰے انداز بیان میں دیسی طب کے فضائل و محاسن کی وضاحت فرمائی۔ حاضرین جلسہ آپکی پُراز معلومات تقریر سے بے حد مستفید و محظوظ ہوئے۔ اختتام تقریر پر حضرت صادق سلیمی صاحب نے جناب حاذق الہند صاحب کا مراسلہ پڑھ کر سنایا۔

حاضرین حوصلہ افزا جذبات مکتوب سے جہاں بے حد خوش ہوئے۔ وہاں آپ کی علالت اور اپنی محرومئی نیاز پر متاسف بھی ہوئے۔ جماعت کی طرف سے ان جذبات عالیہ کے اظہار تشکر کے ساتھ دعاء صحت کی گئی۔ ازاں بعد حضرت صادق سلیمی صاحب جنرل سیکریٹری نے جناب حاذق الہند صاحب کا روح پرور خطبہ صدارت پڑھا۔ حاضرین نے بے ساختہ خراج تحسین ادا کیا

اسکے بعد ہمارے رفقار کار جناب حکیم کلب علی صاحب شاہد اور حکیم آب

جناب محمد مہدی صاحب امروہوی کی فرستادہ تجاویز بالترتیب حکیم چوہدری رحمت خان صاحب تارڑ اور حکیم چوہدری غلام رسول صاحب آف پنڈیاں نے پڑھ کر سنائیں۔ جنہیں بے حد استحسان و وقار کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ہمیں انتہائی قلق ہے۔ کہ ہمارا جلسہ ان ہر دو حضرات کی شرکت سے محروم رہا۔ حالانکہ عام حالات میں آپ کے فیوض ایک غیر مختتم تسلسل و تواتر قائم رہتا ہے۔ پھر جناب ڈاکٹر چوہدری نعمت خان صاحب مزنگوی نے جذام کے موضوع پر معلومات ضروریہ سے لبریز مضمون پڑھ کر سنایا۔ فدائے ملت حضرت مولانا سید حبیب صاحب ایڈیٹر روزنامہ پیغام جدید لاہور نے انجمن خادم الحکمت کے شاندار کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے انگریزی و دیسی ادویات پر سیر حاصل بحث کی۔ آخر میں استاذ الاطباء صاحب مرحوم مغفور کی شاندار الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے حاضرین کو دعاء مغفرت کے لیئے دعوت دی۔ چنانچہ سر اجلاس دعاء مغفرت ہوئی۔ پھر تقسیم اسناد کے بعد یہ اجلاس برخواست ہوا۔

خطبۂ صدارت عالیجناب حاذق الہند سید ظفریاب علی صاحب رئیس الاطباء لاہور

حضرات! میں آپ کا اعماقِ قلب سے سپاس گزار ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اسقدر اہم اجلاس کی صدارت کا اعزاز بخش کر میری عزت افزائی فرمائی۔ اسوقت فن عزیز کو گوناگوں مشکلات و مصائب کا سامنا ہے۔ ایک طرف دشمنانِ طب اس شجرِ شیریں ثمر کو بیخ و بن سے اکھاڑنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ دوسری جانب ہماری طبی برادری باہمی افتراق کا شکار ہو رہی ہے۔ دنیا کی ہر ایک جماعت میں اختلاف ہوا کرتے ہیں۔ مگر وہ ادارے جن کے اختلافات محض تعمیری ہوں نہایت مبارک ہیں۔ بر عکس اسکے ذاتی کدورتوں اور کاوشوں کو بروئے کار لانے والی جماعتیں کبھی منزلِ ارتقاء تک نہیں پہنچ سکتیں۔ میں اس پلیٹ فارم

سے اطبار پنجاب کے گوش گزار کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ فی الحقیقت فنی وقار و تقدیس کو بحال رکھنا چاہتے۔ اگر ان کی آرزوئیں اور تمنائیں اس متاع گراں کو محض محفوظ و مصئون رکھنے کے لئے پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ان کے عزائم دعاوی نمائشی اور سطحی نہیں۔ بلکہ ان میں حقیقی جذبہ عمل موجزن ہے۔ تو خدا کے لئے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ پوری قوت اور ہمت سے ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کریں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہماری اجتماعی سرگرمیاں تشنۂ تکمیل رہ جائیں کامیابی و کامرانی آپ کے قدم نہ لے۔ مقام شکر ہے۔ کہ اطبار کرام میں اب کچھ سیاسی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور اجتماعی زندگی کے فوائد و برکات سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ ان کے اعمال و کردار مرکزی حیثیت اختیار کئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ جمعیت مجالس اطبار پنجاب کا قیام اور اسکی شبانہ روز مساعی جمیلہ، پنجاب بھر کی اکثر جماعتوں کا الحاق و تعاون ایسے امور ہیں۔ جنہیں امید افضا مستقبل کا دیباچہ کہا جا سکتا ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ جمعیت مجالس اطبار پنجاب اپنے مرکز پر پنجاب کے زعمار طب اور ان کے مختلف قائم کردہ اداروں کو مجتمع کرنے میں پورے پورے استقلال و ایثار فنی کا ثبوت دیگی۔

مغربی تہذیب و تمدن کے بے پناہ طوفان نے ہماری تہذیب قدیمہ کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مغربی تہذیب کے اداکاروں اور بدیشی تجارت کے اجارہ داروں نے اپنے مسلسل و متواتر پراپیگنڈہ سے ہماری طب کے خلاف اسقدر مہلک جراثیم پھیلا دیئے۔ کہ سلامتی کا امکان ہی اٹھ گیا مریض باوجود کساد بازاری اور اقتصادی پستی کے صرف کثیر سے انگریزی ادویات کی طرف رجوع ہو گئے۔ حالانکہ دیسی ادویات ارزاں سے ارزاں قیمت پر دستیاب ہو کر زیادہ سے زیادہ منافع خیز اور منفعت انگیز ہو سکتی ہیں۔ خیر قدرت کا

اٹل ہاتھ ایسے نقوشِ قدسیہ کی تخلیق میں انتہائی فیاضی سے کام لیتا ہے۔ جو مفید فنون و تحاریک کی محافظت کے لئے کوہ استقلال بن کر تمام آلام و مصائب کا قلع قمع کر دیں۔ چنانچہ سرزمین ہند نے اکثر ایسے مجاہد پیدا کئے۔ جنہوں نے بفضلہ طب کو گرداب بلا سے نکال کر ساحل مراد پر لنگر انداز کر دیا۔ تاریخ ان بزرگوں کے اسمائے گرامی سنہری حروف میں محفوظ رکھے گی۔

ان حضرات کی فیاضانہ کارفرمائیاں اور مجاہدانہ جان سپاریاں محض ان کے عہدِ حیات تک ہی محدود نہ رہیں۔ بلکہ ان کے قائم کردہ اداروں کی طفیل بقاء و دوام حاصل کر گئیں۔ چنانچہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت بھی اس نوعیت کے طبی اداروں میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ یہ جماعت ہمیشہ وسعتِ اثر و نفوذ کے اعتبار سے مسلم جماعت ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ارکانِ انجمن نہایت ہی چابک دستی اور گرمجوشی سے خدمتِ فن میں سرگرم عمل رہیں گے کیونکہ اس جماعت کی تیس سالہ روایات کی روشنی میں گرمئی عمل کی راہیں کشادہ ہوتی جا رہی ہیں۔

بہرکیف ہمیں متحدہ متفقہ طور پر مخالفین فن کے کردار گفتار کا عملی جواب دینا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھو۔ قوموں کی زندگی اور موت ان کے Cultural کی حیات و موت پر مبنی ہوا کرتی ہے۔ اور Cultural کی محافظت اجتماع عمل کے بغیر ناممکن ہے۔

اب میں اطباء کی رجسٹریشن کے پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مسئلہ اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے طبی حلقوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کی رجسٹریشن کا قانون آپکو وہ تمام مراعات حقوق دلادیگا۔ جو کسی دوسرے رجسٹرڈ Registered

طبیب کو میسر ہیں۔ بعض احباب میں یہ خطرہ ایک بے بنیاد افواہ کی طرح گشت کر چکا ہے۔ کہ حکومت غیر رجسٹری شدہ طبیبوں کو مشق سے روک کر دیہاتی حلقوں کو طبی امداد ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم کر دے گی۔ میں محض اس قدر عرض کر دینے پر اکتفا کروں گا۔ کہ اس قسم کے خیالات، واقعات و حالات سے بہت بعید ہیں۔ کوئی قانون اسوقت تک اچھے نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اسے نقائص و عیوب سے اسے پاک نہ رکھا جائے۔ جو اسکی افادیت میں خلل انداز ہوں۔ آپ اپنے مطالبات اور اپنی حوائج و ضروریات کو نہائیت متانت اور معقولیت سے بالاتفاق راعی اور رعایا پر واضح کرتے رہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے مفاد کو کسی طرح بھی ٹھیس لگ سکے۔

ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کی کشتی کے ناخدا جناب مختار احمد صاحب ممتاز اپنی جماعت کی غیر معمولی تنظیم سے خاطر خواہ طبی خدمات سر انجام دیں گے۔

افکار گرانقدر

(از حضرت حکیم کلب علی صاحب شاہد امروہوی)

حضرت شاہد کی گرانبہا مشفقانہ تجاویز و آراء فی الحقیقت ادارہ کو شاہدِ مقصود سے ہمکنار کرانے میں تعویذات حب کا کام دینگی ادارہ کا ولولہ انگیز عنفوانِ شباب آپ کے فیض بے طلب پر بے طلب شکریہ کے ساتھ لبیک کہتا ہے۔

"گمنامی کا شکار نہیں۔ البتہ عشق کی رسوائیوں سے حاصل

ہونے والی شہرت کا فقدان ضرور ہے ــــــــــ"

"سلیمی"

میں اگرچہ شریک جلسہ نہ ہو سکا۔ مگر میری تمام تر ہمدردیاں اور دل کی نیک آرزوئیں چونکہ انجمن خادم الحکمت اور اسکے شاندار شاہکار یعنی طب جدید مشرقی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسلئے میں اپنے علمی خوابوں کی تعبیر جناب کے تعاون اور حضرت موجد طب جدید مشرقی کے وضع کردہ لائحہ عمل پر چل کر حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے لمحاتِ فرصت میں اکثر و بیشتر اسپر غور کیا ہے۔ کہ طب جدید مشرقی اپنے آغوش میں حقائق رکھنے کے باوجود اپنا حلقہ ارادتمندی شرف قبولیت اور دائرہ تعارف کیوں محدود رکھتا ہے۔

ملک میں اسے اب تک کیوں مقام بلند حاصل نہ ہو سکا۔ ان سوالات کا جواب عقل سلیم کی طرف سے پیہم و مسلسل یہ ہی ملتا رہا۔ کہ طب جدید اور انجمن خادم الحکمت کی تشکیل تو نہایت اعلیٰ مقاصد کے ماتحت کی گئی تھی۔ مگر ابھی تک ادارہ کو ایثار پیشہ، اور نظم ونسق کے ماہر افراد میسر نہ آ سکے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ یہ ادارہ گمنامی کا شکار رہتا۔ معظم سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز صدر انجمن خادم الحکمت کی ذاتِ گرامی پر ہمیں کلیتہً اعتماد ہے۔ اور اسوقت تک رہنا چاہیئے۔ جب تک موصوف حضرت موجد طب جدید مشرقی کے شاہراہ پر گامزن ہیں۔ مگر محترم صدر کی تنہا ذات اس بار عظیم کو انفرادی حیثیت سے سر حد انجام تک نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ اجتماعیت آپ کا ہاتھ نہ بٹائے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔

محترم صدر اپنے اوقات کے تمام حصوں کو اور اپنے دماغ کی ساری طاقتوں کو اس مبارک و نیک مقصد پر صرف فرما رہے ہیں۔ نہایت نیک نفسی و پاک طینتی اور خلوص سے اس مہم کو سر کر رہے ہیں۔ جس کا احسان نہ صرف ہم پر بلکہ فن طب

اور علم بدان پر ہے۔

میں اس مختصر پیش لفظ کے بعد اپنی چند وہ تجاویز ارکان مجلس عاملہ اور خادم الحکمت کے فعال حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی مسرت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرے دل کی انتہائی گہرائیوں سے نکلی ہیں۔

(۱) چونکہ دنیا کا کوئی ادارہ بغیر سرمایہ کے نہیں چل سکتا۔ اسلئے تمام معالجین طب جدید مشرقی کا اولین فرض ہے۔ کہ ایک پیسہ روزانہ مرکز کی اعانت کے لئے جمع کرتے رہیں اور ہر ماہ یا دوسرے تیسرے مہینہ مرکز میں بھیج دیں۔ اگر صاحب ثروت حضرات ایک پیسہ سے زائد ایک آنہ یومیہ جمع کر سکیں تو یہ ان کی عین علم نوازی ہو گی۔ مگر ایک پیسہ روزانہ جمع کرنا ہر فرد کا معمول ہونا چاہیئے۔ انسانی ذہن چونکہ نسیان و سہو کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ اسلئے انجمن خادم الحکمت کے واحد ماہنامہ "طب جدید" میں ایک پیسہ روزانہ پس انداز کرنے کی یاددہانی ہر ماہ مختلف طریقوں اور مؤثر فقروں سے شائع ہوتی رہنی چاہیئے۔

(۲) حضرت موجد طب جدید مشرقی کے افکار عالیہ اور انکشاف علمیہ کو معیاری اور فنی انگریزی زبان میں کسی ماہر گریجویٹ یا ڈاکٹر سے جامع ترجمہ کرا کر ملک و بیرون ملک کے معتدر فنی اداروں اور ذمہ دار ہستیوں کے پاس بھیجا جائے اور مرکز کو یورپ وغیرہ سے براہ راست رسل و رسائل کا رشتہ جاری کرنا چاہیئے

(۳) طب جدید مشرقی کے واحد آرگن "طب جدید" کو بہتر صورت میں ہر لحاظ سے لایا جائے۔ حسن طباعت و کتابت اور عمدہ کاغذ کے علاوہ مضامین نہایت بلند پایہ، خالص علمی و ادبی زبان میں ہونے چاہئیں۔ اور ترتیب رسالہ موجودہ صورت سے نہایت بہتر حالت میں ہونی چاہیئے۔

(۴) ایک ایسی مجلس کی تشکیل کی جائے۔ جس کے سپرد طب جدید مشرقی

نئے شائع ہونے والے لٹریچر کی نگرانی ہو۔ جب تک یہ بورڈ کسی کتاب کی اجازت
طباعت نہ دے اسوقت تک طب جدید مشرقی کی کوئی کتاب پریس سے روشناس
نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ طب جدید مشرقی کے لٹریچر میں اکثر کتابیں بیشتر
خامیوں کی آئینہ دار ہیں جن کا دور کرنا اپنے فن کو بلند کرنے کے مرادف ہے۔ اس
مجلس کا یہ کام ہوگا۔ کہ ہر کتاب کو عام فہم پیرایہ بیان کے اعلےٰ معیار پر
پہنچا دے۔

(۵) طب جدید مشرقی کے ذمہ دار اور اہل علم حضرات کا فرض ہے۔ کہ اپنے
تحقیقی و علمی افکار کو نہایت اچھے پیرایہ میں قلم بند فرما کر مرکز کو بھیج دیں۔ اگر
مرکز اور مجلس تنقید اسکی افادیت کو باور کرلے تو مرکز کو اسکی طباعت واشاعت
کا صرف ایک ایڈیشن کے لئے کلیۃً حق عطا فرمایا جاوے۔ اور اس کے بعد
جو کچھ بھی مابین طے ہو اسپر عمل کیا جاوے۔ اسطرح مرکز کی مالی امداد بھی ہوگی اور
لٹریچر میں مفید اضافہ بھی ہوگا۔

(۶) حضرت موجد طب جدید مشرقی کی تصنیفات کو عام فہم اور سلیس زبان میں
منتقل کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اور آئندہ جس کتاب کا نیا ایڈیشن طبع ہو
اسی نئے مرتب طریق پر چھپنا چاہیئے۔ اسطرح طب جدید کا تمام لٹریچر موجودہ
زبون حالی سے نکل کر معیاری حیثیت میں آجائے گا۔

(۷) محض طب جدید اسلئے نہیں لکھنا چاہیئے۔ کہ اس سے ایلوپیتھک
کی طرف ذہن منتقل ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ طب جدید مشرقی لکھنا چاہیئے۔
اور مشرقی کے لفظ کو ضروری خیال فرمانا چاہیئے۔

(۸) طب جدید مشرقی کی بنیاد کلیۃً افعال الاعضاء پر رکھی گئی ہے۔ مگر
اسکے لٹریچر میں افعال الاعضاء کی کوئی مکمل و جامع تصنیف موجود نہیں۔ اسلئے

یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ افعال الاعضاء کا ایک ایسا مکمل و مصدق مجموعہ مرتب کیا جائے جو ہر حامل طب جدید مشرقی کے پاس موجود ہو اور جسکے ذریعہ ہر شخص نئے سے نکات تشخیص تک پہنچ سکے۔ اردو میں اگرچہ بہت کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ مگر ابھی تک کوئی جامع کتاب طبع نہیں ہوئی۔ اگر یہ مہتم بالشان کام سرانجام پا جائے۔ تو مرکز براہِ راست تعارف اور نیک نامی کے علاوہ ایک عظیم سرمایہ حاصل کر سکتا ہے۔

تقسیم اسناد

طبیہ کالج انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کے مندرجہ ذیل کامیاب طلباء کو سندات تقسیم کی گئیں۔

جماعت افتخار الاطباء کے کامیاب طلباء:۔

(۱) حکیم محمد عبدالحق شوق (۲) حکیم الٰہہ بچایا (۳) حکیم جان ڈیویڈ (۴) حکیم محمد نذیر الدین (۵) حکیم سید عبدالرشید (۶) حکیم عبدالحمید (۷) حکیم شیخ رحمت الٰہہ (۸) حکیم ٹھنگر رام (۹) حکیم محمد الیاس۔

جماعت ممتاز الاطباء کے کامیاب طلباء:

(۱) حکیم عطاء محمد (۲) حکیم عبدالرحمٰن (۳) حکیم رکھی رام (۴) حکیم عبدالکبیر خان (۵) حکیم شیخ عبدالغنی (۶) حکیم الٰہہ دین (۷) حکیم عبدالمجید (۸) حکیم احمد شریف (۹) حکیم جگن ناتھ (۱۰) حکیم محمد اکبر (۱۱) حکیم محمد افضل (۱۲) حکیم محمد بشیر (۱۳) حکیم کریم بخش۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل ممبران انجمن خادم الحکمت

کو ان کی کارکردگی و حسن خدمات کے صلہ میں اعزازی سندات تقسیم کی گئیں۔

(۱) حکیم اننت رام صاحب شرما آف بھیون ممتاز الاطباء (۲) حکیم سعید نظیر احمد صاحب آف راولپنڈی افتخار الاطباء (۳) حکیم چوہدری صادق سلیمی صاحب جالندھری ممتاز الاطباء (۴) حکیم ست پال صاحب جالی امیر الاطباء میڈل (۵) حکیم ایف ایم صاحب جوال لاہور امیر الاطباء میڈل (۵) حکیم احسان الحق صاحب امرتسری امیر الاطباء (۶) حکیم زین العابدین صاحب خالقی لائلپوری تاج الاطباء (۷) حکیم علم الدین صاحب لاہور امیر الاطباء (۸) حکیم ایف۔ ایم صاحب پطرس شاہدرہ امیر الاطباء (۹) حکیم جسونت سنگھ صاحب آف منڈی بہاؤالدین امیر الاطباء (۱۰) حکیم عبد المجید صاحب عتیقی لاہور امیر الاطباء (۱۱) جناب حکیم محمد شریف صاحب گوجرانوالہ تاج الاطباء (۱۲) حکیم محمد مہدی صاحب امروہہ تاج الاطباء (۱۳) حکیم کلب علی صاحب شاہد امروہہ تاج الاطباء

نوٹ:۔ اول الذکر تینوں احباب کو طبیہ کالج شاہدرہ کی طرف سے اعزازی طور پر ممتاز الاطباء کی سندات عطا کی گئیں۔

اجلاس پنجم

زیر صدارت عالیجناب ڈاکٹر محمد عبد الغنی صاحب ایل۔ڈی۔ایس۔آر۔سی (ایڈن۔ بی۔ڈی ایس
ایم۔بی۔بی۔ایس لاہور۔

ممدوح کا اسم گرامی لاہور کے نامور ڈاکٹروں میں نہائیت عزت واحترام سے لیا جاتا ہے۔آپ کم گو، خوش صورت اور نیک سیرت، ہمدرد خلائق انسان ہیں۔ انجمن خادم الحکمت سے آپ کو دیرینہ انس ہے۔چنانچہ تقریباً تمام سالانہ جلسوں میں تشریف فرمائی کی زحمت گوارا فرماتے رہے امسال بھی ہماری دعوت پر عین اسوقت جبکہ سورج نصف النہار پر پوری مستعدی سے آگ برسا رہا تھا۔جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔پانچویں اجلاس کی صدارت پیش کی گئی۔جو آپ نے انتہائے کرم کا ثبوت دیتے ہوئے قبول فرمائی آپ نے کوئی خطبہ نہ دیا۔البتہ چند دن بعد جلسہ کے ماحول سے پیدا شدہ مندرجہ ذیل تاثرات سپرد قلم فرما کر بھیجے۔ اسقدر زحمت فرمائی کے لئے شکریہ۔ "سلیمی"

میں منعقدہ ۹۔جون ۱۹۴۰ء کو انجمن خادم الحکمت شاہدرہ کے سالانہ جلسہ میں شریک ہوا۔جس کی ایک مجلس کی صدارت کا شرف مجھ خاکسار کو بخشا گیا۔باوجود اس قدر گرمی کے اور جلسہ گاہ لاہور شہر سے اتنی دور ہونے کے جلسہ بہت ہی کامیاب رہا۔میں نے اس انجمن

کے بہت سے جلسے دیکھے ہیں۔ مگر یہ جلسہ سب سے بڑھ کر پُر رونق تھا صوبے کی مختلف جگہوں سے نامی طبیب و معززین تشریف لائے ہوئے تھے۔ طبّی نمائش بھی خوب تھی۔ اس میں مختلف ادویات، طبی کتب و آلاتِ جراحی دکھائے گئے۔

جو جلسہ میری صدارت میں ہوا۔ علاوہ اور معززین کے حکیم علی احمد صاحب نیّر واسطی و حکیم عبدالمجید صاحب عتیقی نے بہت ہی مفید تقریریں کیں۔ ان دونوں حضرات نے بہت اعلےٰ پیرایہ میں حکماء کو نصیحت کی۔ کہ وہ آپس کے لڑائی جھگڑوں کو چھوڑ دیں۔ سب ایک تنظیم میں شامل ہوں۔ تاکہ رجسٹریشن بل جو عنقریب پاس ہونے والا ہے۔ اسمیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں حکماء رجسٹر ہو سکیں۔

میں اپنے دوست حکیم مختار احمد صاحب سراج الاطباء صدر انجمن خادم الحکمت شاہدرہ کو جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔

جذباتِ ساغرؔ

نتیجہ فکر جناب حکیم ڈاکٹر اے آر صاحب ساغرؔ قریشی فیض باغ لاہور
شوخیٔ کلام اور ربط مے کہنہ و ساغرِ نو کے
لئے ہدیہ تبریک و تہنیت قبول فرمائیں۔

"سلیمی"

خادم الحکمت کا یہ سالانہ جلسہ بےمثال
جسکی رونق کیلئے آیا ہی ہر صاحب کمال

یہ کسی مختار مجلس کا ہے سب جاہ و جلال
دشمنانِ انجمن کی کچھ نہیں چلتی ہی چال

یہ نشاں استاذِ حکمت کا یہاں قائم رہے

حضرتِ ممتاز کا سکہ یہاں دائم رہے

حاذقانِ وقت کا یہ اجتماعِ بہتریں
سلکِ مرواریدکے نایاب گوہر آفریں

ہر مرض کے واسطے موجود ہیں یاں ماہریں
ہیں شفاء الملک بھی جو بیاں اے ناظریں

پر ہماری ڈوبتی ناؤ بچانے کے لئے

کوئی بھی بڑھتا نہیں ساحل دکھانے کیلئے

حسد و بغض و عداوت دشمنِ انسان ہیں جسکے باعث گھر کے گھر برباد ہیں ویران ہیں
یوں تو ہم جنسِ بنِ اسحاق کی بھی آن ہیں اور ہر فردِ بشر کے ہم محافظ جان ہیں

لیکن الفت اور اخوت ہم سے کیوں مفقود ہے
آہ جو شانِ اطباء تھی وہی نابود ہے

اسجگہ موجود ہیں قبلہ جناب بوتراب اب بھی کہنہ جام میں جنکے چھلکتی ہے شراب
رونقِ بزمِ اطباء کیلئے سب شیخ و شاب دیکھنے آئے ہیں جلسۂ اطباء لاجواب

دیکھ لو ان میں عتیقی بھی ہے نیرؔ واسطی
قیمتی رائیں ہیں جن کی اور سبق ہے آشتی

یہ فدا کارانِ طبّی طب کے شاہکار ہیں رہنمائی کیلئے بے خوف ہیں ہشیار ہیں
خدمتِ مخلوق پہ سمجھے ہی اپنا کار ہیں اور ہماری انجمن کے قافلہ سالار ہیں

اب ہمیں اپنی جمعیت کو بڑھانا چاہیئے
قافلہ سالار کی ہمت بڑھانا چاہیئے

حقائق و عِبَر (۱)

از جناب حکیم کلب علی صاحب شاہد (امروہی)

ہر دو لازم و ملزوم گرانمایہ حضرات جو کسی ماہر لفظیاتی ریاضی داں کے نزدیک ایک ہی عدد کے دو اجزاء ضربی ہو سکتے ہیں اپنی ادبی تنوع پسندیوں اور طبی جدت طرازیوں کے اعتبار سے متوازی اعزاز و احترام کے مستحق ہیں۔ گو مخاطبات قلمی سے امتیاز خفی کی جھلک نمودار ہے تاہم کلب شاہد میں کلب مہدی اور قلب مہدی میں کالبِ شاہد کا روحانی معمہ بدستور لاینحل ہے ہم اپنے شاہد فتنہ کے ناکام عہدِ رنگین کے نام پر قلبی تشکرات کی پیش کش پیش کرتے ہیں تاکہ فضا البسیط ہماری شاہد پسندیوں پر شاہد رہے۔ "سلیمی"

ملک کے اس روشن و جامع طبی اجتماع کے موقع پر جس میں طب کی اکثر مقتدر و باکمال ہستیاں شریک ہیں۔ مریضۂ طب دیسی کو تشخیص مرض کی غرض سے پیش کرتے ہوئے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ تطبیقی اصول پر اسکی جو چارہ گری فرمائی جا رہی ہے اسکے رہے سہے قوی کو عنقریب فنا سے متصل کر دیگی۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ تطبیقی اندفاع کے کمزور عمل سے گریز فرماتے ہوئے ایسا اجتہاد کیا جائے۔ جس سے بزم عالم میں اس کا نام و نمود اگر رہنے کے لائق ہے۔ تو رہ جائے۔

یورپ کی موجودہ طبی ترقیاں تمام تر طب عربی یا یونانی کے وسیع مطالعہ اور آزادانہ نقد و نظر کا نتیجہ ہیں۔ اگر ہندوستان کی طرح یورپ بھی عربوں کے اس تحقیقی اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا نہ ہوتا۔ جس کے ذریعہ اہل عرب نے "ویدک" کے عالموں اور دیگر عالمانِ علم بدن سے استفادہ حاصل کیا تھا تو آج یورپ کی خوردبینی دریافت، تشریحی نکات، اور افعال الاعضاء کے وسیع دائروں کا عالم ممکنات میں کہیں بھی پتہ نہ ہوتا۔

اگر یورپ، ہندوستان جیسی تاریکی میں گھر کر "اَلْعِلْمُ لَا یَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ" کو اپنا شعار نہ بناتا تو ارتقاءِ ذہن انسانی کی تاریخ مختصر و نامکمل بن کر رہ جاتی۔

اور انسان عہد فضانیت سے پہلے "عہدِ حدید و حجر" اور "دورِ نحاس" کو از سرِ نو پھر دہرانا شروع کر دیتا۔ یورپ نے نہ صرف یونانی طب کے لٹریچر کا آزاد مطالعہ کیا بلکہ اس سنت علمی "نمونہ اسوۂ حکیمانہ" سے سبق حاصل کیا۔ کہ "ارسطو" اگرچہ مادۂ منوی نساء کا منکر ہے۔ مگر "جالینوس" غیر مقلد بن کر پوری قوت سے اس مسئلہ کی تردید کرتا ہے بو علی سیناء جالینوس کی طبی عظمت کو باور کرنے کے باوجود مرعوب ہو کر ساکت و صامت نہیں ہوتا۔ بلکہ دلائل و براہین سے "جالینوس" کے مسلک کو باطل قرار دیتا ہے۔ ارسطو روح کو خون کے لطیف بخارات سے تعبیر کرتا ہے۔ مگر جالینوس ادلّہ قویّہ سے اسکی تخلیق "ہوا" سے ثابت کرتا ہے۔ اور "مسیحی" اسکے ابطال مذہب کیلئے ایک مستقل تصنیف رسالہ کی صورت میں سپردِ قلم فرماتا ہے۔ اور نہ صرف متقدمین حکماء و اطباء کا یہ شعار ان کی نظر سے گزرا بلکہ متاخرین میں سے "ابن رشد"، "امام فخر الدین رازی" اور "قرشی" کو بھی اس سنت جاریہ کا قتیل پایا۔ شرح قانون میں شیخ پر تقریباً دو ہزار اعتراض دیکھ کر اہل یورپ نے یہ طے کر لیا۔ کہ "حقائق نہ کسی کی جاگیر ہیں اور نہ کسی خاص خطۂ ارض تک محدود" اس ہی فکر و نظر کا نتیجہ ہے۔ کہ آج یورپ اپنے سائنسی عملوں سے دنیا کو اس درجہ مرعوب کر چکا ہے۔ کہ کسی کو انکار کی جرأت یا ان کے پیش کردہ نظریات کے ابطال کی سکت باقی نہیں مگر یہ سمجھئے کرشمہ ہے غیر مقلد بن کر اجتہاد فکر اور فراخ تحقیقی مسلک اختیار کرنے کا۔

مگر ہندوستان جہاں اور علامات جہالت کو اپنے ضعف کا سرمایہ بنائے ہوئے ہے۔ اور تقلید کی دلدل میں پھنس کر اپنی فطری طاقتوں اور ذہنی و فکری قوتوں کو برباد کر رہا ہے۔

ان میں سے اسکے نتیجہ عمل کا پس منظر ایک علم بدن بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ یعنی ہندوستانی علم بدن ہے۔ جس کی قوت نامیہ روز بروز کم سے کمتر ہو کر فنا پذیر ہو چکی ہے۔ اور صدیوں سے جس کے قوے تدریجی ارتقار کو ترس رہے ہیں۔

ہندوستان کے حسن ذات کا آئینہ برسوں سے زنگ آلود اور غیر صیقل شدہ حالت میں پڑا تھا۔ مگر آج یونانی طب کے چند دماغ موجدِ علمی دوڑ میں شریک ہونے کے لیئے انگلی کاٹ کر شہیدوں میں داخل ہونا تو بڑی بات ہے۔ محض سرخی حنا لگا کر مجاہدانہ فہرست میں اپنا نام لکھوانا چاہتے ہیں۔ اگر انہیں تحقیق و تدقیق فن کے سازوں کو چھیڑنا نہیں آتا۔ تو تطبیق کے تاروں پر مضراب جہل تو رکھنی آتی ہے۔

معقولاتی علوم میں ارتقار و اصلاح کو تسلیم کرنے کے بعد " اصحاب تطبیق " وحدادیعظ " کی زد میں آجاتے ہیں۔ اور ان کا تطبیقی جذبہ کارِ زبون بن کر رہ جاتا ہے۔ اسلیئے ان حضرات کی محدود روشن خیالی اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ معتقداتی علم کی طرح یہ حضرات علم بدن کو بھی " الہامی " تسلیم کرنے لگیں۔ اور آئمہ طب قدیم کو انبیار صادقین کی صف میں لے جا کر بٹھاویں۔ تاکہ ان علمار بدن کے فرمودات تحقیق کے حملوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیں۔ ورنہ اصحاب تطبیق " کی یہ گندم نما جو فروشی اصلاح و تجدید طب کی منزل کو دور از دور کرتی رہے گی۔ محض اپنے وقار اور اپنے معتقدین کے اعتقاد کو برقرار رکھنے کی غرض سے ابنار ملک کو تحریر و تقریر کے ذریعہ روزمرہ یہ سفسطہ دینا کہ یونانی اور ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں محض الفاظ کی جنگ ہے۔ استعمال دوار میں جزوی اختلاف ہی صرف امراض کے ناموں کا فرق ہے۔ یہ سب کچھ اسلیئے صداقت و حقیقت کے منافی ہے کہ یونانی علم الامراض حمرت دم کا معتقد صفرت صفرا رہ ملاح بیاض بلغم کا اسیر اور سواد

سوداکا شکار ہے۔

یونانی خون (۱) غذا کے طبخ سے پیدا ہوتا ہے (۲) جگر میں بنتا ہے (۳) مزاج گرم تر ہے (۴) خلط ہے (۵) مفرد ہے۔ اور ایلوپیتھک کا خون (۱) غذا کے طبخ سے پیدا نہیں ہوتا (۲) جگر میں ہرگز نہیں بنتا (۳) مزاج نہیں رکھتا (۴) الخلط جسم رطب سیال ویستحیل الیه الغذاء اولاً کی جہت سے خلط نہیں (۵) جسم مرکب ہے مفرد ہرگز نہیں جسکی ترکیب اس طرح بتائی جاتی ہے۔

مائی جزو	
کثیف اجزار پروٹین	فائبروجین، ہیموگلوبین، سیرم البیومن، [؟] نیوکلیو پروٹین۔
اجزائے شکریہ	گلوکوز، گریپ شوگر جیکوربین، گلیوکورنک ایسڈ
روغنی اجزار	کولسٹرین، ایکے ہمقین، چربی، فلیٹی ایسڈ (روغنی تیزاب)
معدنیات	سوڈیم، پوٹاسیم، فولاد چونہ۔ فاسفورس وغیرہ کاربالک ایسڈ، آکسیجن، داخلی رطوبات یوریا اور دیگر فضلات برائے اخراج

یونانی صفراء (۱) غذا کے طبخ سے پیدا ہوتا ہے (۲) خلط ہے (۳) دوران خون کے ساتھ پھیپھڑے میں جاتا ہے (۴) پھیپھڑے کی غذار میں صرف ہوتا ہے (۵) مزاج گرم خشک ہے۔

ایلوپیتھک صفراء (۱) غذا کے طبخ سے پیدا نہیں ہوتا (۲) فضلہ ہے جو رطوبت کا کام دیتا ہے اور شکستہ نقاط احمر کے اجزاء سے بنتا ہے (۳) بحالت صحت خون کے ہمراہ دورہ نہیں کرتا (۴) پھیپھڑے کا تغذیہ نہیں کرتا (۵) ایلوپیتھک سرے ہی سے مزاج کی منکر ہے۔

یونانی بلغم (جسے اصحاب تطبیق خون کے نقاط ابیض سے تعبیر کرتے ہیں) (۱) خلط ہے

ہے (۲) طبخ غذا سے پیدا ہوتا ہے (۳) جگر میں پیدا ہوتا ہے (۴) دماغ و نخاع کا تغذیہ کرتا ہے (۵) اعضاء مفاصل کو نرم و تر کرتا ہے (۶) خون کا بدل ما یتحلل بنتا ہے (۷) مزاج بارد و رطب ہے۔

ایلوپیتھک نقاط ابیض جنہیں بلغم کہا جاتا ہے (۱) نقاط ابیض خلط نہیں۔ (۲) طبخ غذا سے پیدا نہیں ہوتے (۳) جگر میں نہیں بنتے (۴) دماغ و نخاع کا تغذیہ نہیں کرتے (۵) اعضاء مفاصل کو تر نہیں کرتے (۶) نقاط ابیض خود خون کا جزو ہیں (۷) مزاج کوئی چیز نہیں۔

یونانی سوداء (۱) خلط ہے (۲) طبخ غذا سے بنتا ہے (۳) ذائقہ کسیلا اور ترش ہے (۴) رنگت سیاہ (۵) جگر اور طحال کے مابینی منفذ کے ذریعہ طحال میں جاتا ہے (۶) طحال اور فم معدہ کے مابینی منفذ کے ذریعہ فم معدہ پر گرتا ہے (۷) بھوک لگاتا ہے (۸) مزاج بارد یابس ہے (۹) خون کو غلیظ و متین کرتا ہے (۱۰) عظام و غضاریف و رباط کے تغذیہ میں صرف ہوتا ہے۔

ایلوپیتھک یوریا (سوداء) (۱) خلط نہیں بلکہ فضلہ ہے (۲) پروٹینڈ غذا کا فضلہ ہے (۳) ذائقہ میں نمکین اور شور ہے (۴) رنگ سفید ہے۔

(۵) جگر و طحال کے درمیان کوئی منفذ نہیں یوریہ طحال میں کبھی نہیں جاتا۔ یوریا سے یورک ایسڈ کبھی نہیں بنتا۔ بلکہ یورک ایسڈ یوریا کی نضجت حالت کا نام ہے (۶) ایسا کوئی منفذ نہیں جس سے یوریا طحال میں جائے یا طحال سے فم معدے پر گرے (۷) یوریا کا بھوک لگانے سے کوئی تعلق نہیں (۸) یوریا خون کو غلیظ و متین نہیں بناتا (۹) تغذیہ کے مصرف میں نہیں آتا (۱۰) ایلوپیتھک امزجہ کی قائل نہیں ان حقائق و عبر کی موجودگی میں اخلاط اربعہ کو جدید معلومات کی چیزوں سے منطبق کرنا اہلِ علم کا ذمہ دارانہ فنی و شعارنہیں تطبیق کی کم مائیگی کے لئے کیا یہ کم ہے کہ یونانی

معالج جو خیر سے تطبیق کا قتیل ہے۔ کسی مرض کو بلغمی تشخیص کرنے کے بعد وائٹ سیلز کی فراوانی یا خرابی و سوء مزاج کو اس مرض کا سبب قرار دے گا۔ اور ان "کریاتِ بیض" کو جنہیں فطرت نے امراض کی مقاومت یا دفاع کیلئے خلق فرمایا تھا۔ اپنے معمولہ طریقہ علاج کے ماتحت بلغمی منضجوں سے خارج کرنے پر کمربستہ ہو جائے گا۔ اور اگر سوداوی علامات پیش نظر ہیں تو "یوریا" کو زحمت انضاج و اسہال دیجائیگی حالانکہ ایلوپیتھک میں یوریا کی وجہ تولید یونانی سے بالکل متغائر اور جگر کو شوگر فیکٹری بتایا گیا ہے ان کے نزدیک خلاصہ غذا کا کچھ حصہ جگر کے پاس باب الکبد اور عروق ماساریقا کے ذریعہ آتا ہے۔ اور صفراء کی تولید اسی کے سپرد ہے۔ مگر یونانی اطبار کا "جگر" تمام و کمال غذا کے خلاصہ کو باب الکبد و ماساریقا کے ذریعہ معدہ و امعار سے اخذ کر کے اخلاط اربعہ کی پخت و پز میں مصروف رہتا ہے۔ ان متنوع حالات میں اعتبارات یونانی کے لحاظ سے سوء مزاج کبد "بلغمی" و سوداوی اور دموی کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر اعضار کے افعال کو اگر دیکھا جائے۔ تو یونانی قلب و دماغ اور جگر ایلوپیتھک سے بالکل متباین الافعال ملتے ہیں۔ ایسی صورت میں تطبیق کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب بعید از عقل نہیں تو اور کیا ہے

بلغمی امراض یونانی نقطۂ نگاہ سے اس جسم رطب و سیال سے پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی جانب غذا کا استحالہ اولاً ہوتا ہے۔ اور ایلوپیتھی زاویہ نظر سے بلغمی امراض کا نام پانے والے اور اس جیسی علامات رکھنے والے امراض اغشیہ مخاطیہ اور غدود کے افعالی تحرک وغیرہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

قدیم صفراء تعفین و تعفن سے محفوظ نہیں۔ کیونکہ غب و شطر الغب کو مانا جاتا ہے۔

جدید صفراء ایسی سیال اور قدرے لیس دار رطوبت کا نام ہے۔ جس کے

افعال میں دافع تعفن اور مانع تخمیر ہونا نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ باب ملکیدہ کے خون کا تصفیہ بھی اس ہی کے فرائض منصبی میں داخل ہے

افلاطون کی اربعیت اور ان کی ماہیت کے علاوہ مسئلہ "دورانِ خون" بھی ایسی تلخ حقیقت ہے جس کی موجودگی میں اصحاب تطبیق کا علمی درجہ محض اخلاقی طور پر جانؔ جہالت سے بقدر یکگام رہ جاتا ہے۔ ورنہ "سخن فہمی عالم بالا معلوم شد"

بعض "یونانی طب کے پرستار" حکیم آغا میوس کے ان اقوال کو پیش کرتے ہیں جن کی قدر نہ حکیم موصوف کے عہد کے نہ متاخرین حکماء نے انہیں معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ایسی کوشش اور کھوج اگر آزاد ہو تو "نہایت مبارک" ہے۔ مگر اس سطحِ مسئلہ کو تطبیق سے آغشتہ کرکے جہل تاب کرنا حق پرستی نہیں۔ موجودہ دور میں دورانِ خون ہی ایسا مسئلہ ہے جسے علم بدن کی ناک کہا جا سکتا ہے۔ جس کی آہنی خشت پر تشخیص الامراض کی عمارت تا ثریا تعمیر کی جا سکتی ہے۔ تطبیق کے تخالف سے میرا یہ منشا ہرگز نہیں۔ کہ آنکھیں بند کرکے جدید معلومات کو باور کر لیا جائے۔ بلکہ میرا یہ مقصد ہے کہ دنیا کے تمام طرق علاج پر مجتہدانہ فکر و نظر کرنے کے بعد ایک ایسا نظام طب بنایا جائے۔ جس کی زد میں علم بدن سے متعلقہ تمام حقیقتیں آجائیں۔ ہر حقیقت کو نہایت روشن خیالی اور فراخ دلی سے اپنے آغوش میں لے لیا جائے کیونکہ حقیقت جہاں اور جس جگہ ہو حقیقت ہے۔ اس سلسلہ میں "ملکی و غیر ملکی" کا سوال یا "دیسی و بدیسی" کا اعتراض اگر بنظر غائر دیکھا جائے۔ تو محض تاریکی تقلید کی پیداوار ہے۔ معتقدانِ علم کی طرح "کسی ایک دماغ" "کسی ایک خطۂ ارض" "کسی ایک پہاڑ کی چوٹی" اور کسی ایک عہد کو حقائق سے مختص کر دینا عقل کی آنکھوں کو اندھا کرے اور علم کے کانوں کو بہرا کر دینے کی مترادف ہے

میری مسرت کی انتہا نہیں رہتی جب میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ حضرت موجد

طب جدید مشرقی مرحوم نے اس معتدل راہ کو وضع فرما کر بیشتر اطباء کو اسپر گامزن کر دیا اور ایک ایسی یادگار قائم کر دی جسکے ذریعہ ہم دنیا کے محققین طب کی محفل میں سر افتخار بلند کر کے بیٹھ سکتے ہیں "تحقیق و تدقیق فن" کا کام ایسا نہیں جسے انفرادیت کے کمزور بازو آخر منزل تک پہنچا سکیں۔ اسلئے ہمیں صرف موجد طب جدید مشرقی مرحوم کے نظریات تک محدود بن کر نہیں رہ جانا چاہیئے۔ غالباً مرحوم نے ہندوستان کی تقلید پسندی کے پیش نظر ہی اپنی کسی تصنیف میں فرما دیا تھا۔ کہ "طب جدید مشرقی میں بھی بہت خامیاں ہونگی جن کی کمی کو آنے والی نسلیں وقتاً فوقتاً پورا کرتی رہینگی"۔ لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ احمد الدین مرحوم نے اس صاف و روشن شاہراہ پر ہمیں لے جا کر کھڑا کر دیا ہے۔ جہاں سے ہم ہر راستہ تک نہایت آسانی اور سلامت روی کے ساتھ جا سکتے ہیں

حقائق و عبر (۲)

(عالیجناب حکمتمآب امروہی)

مجھے مسرت ہے کہ میں اپنی برادری کے اس روشن خیال طبقہ کی بارگاہ میں غائبانہ شرف باریابی حاصل کر رہا ہوں۔ جو ارسطو اور جالینوس وغیرہم کے ناموں کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ حقائق نوازی اپنا شعار جانتا ہے۔ اور طب کے علمی و عملی مسائل میں "تنقید و تجدید" کو محرمات سے متصوّر نہیں کرتا۔

میں خوش ہوں کہ ملک کی ایک ایسی جماعت اطباء موجود ہے۔ جس نے ناخدایان طب کے تنقیدی و تحقیقی "اسوہ حسنہ" کو بخوبی سمجھ لیا ہے۔ میری صاف گوئی بار خاطر نہ ہو تو یہ کہتا چلوں کہ آپ حضرات سے میرا اتحاد و تعاون صرف "جواز تنقید و تبصرہ

تنگ ہے۔ مگر آپ کے جزئیات و عنوان تنقید سے میں شدید اختلاف رکھتا ہوں میں نے اسکے وتعبیہ کی صحیح مداوات بالمشافہ ملاقات میں مضمر سمجھی تھی۔ مگر عالم ممکنات کے متواتر و پیہم تجربہ "لکل شیئ آفۃ و للعلم آفات" نے میری روحانی مسرتوں کو شدید صدمہ پہنچایا۔ بایں حالات میں آپ کی جماعت کو ایک باعمل جماعت یقین کرتا ہوں اور حضرت موجد طب جدید رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ عظمٰی کو اپنے اور فن کے لئے ناقابل تلافی نقصان متصور کرتے ہوئے منفعل بن کر یہ اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مرحوم نے ۱۹۳۵ء سے اپنے خیالات کی تبلیغ کے پیش نظر برابر بلابدل اشتراک میرے پاس رسالہ بھیجا۔ مگر میں نے "اس فرشتۂ علم و عمل" کے نام کے ساتھ "استاذ الاطباء جیسا گھٹا ہوا ٹائیٹل اور ذہن پر گراں گذرنے والے طرز نگارش اور دبار نظر" بننے والی طباعت و کتابت کے باعث اس کا کبھی مطالعہ نہیں کیا جس کے لئے میں بجائے مرحوم حضرت سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز اور آپ حضرات سے عذر خواہ ہوں۔

میرا لائحہ عمل جن تصورات و تصدیقات کا "نتیجہ" تھا۔ وہ بجائے خود اب بھی اہمیت در کھتا ہے ہیں۔

میں اپنے روحانی محسن محبی حکیم کلب علی صاحب شاہد امروہوی کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ "موصوف" نے اپنی ان ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے مرحوم کی جانب سے میری بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اور میرے اکثر خطوات قلبی کا معالجہ فرمادیا۔ جو رفیق موصوف پر موجد طب جدید کی ان بیشتر علمی ملاقاتوں سے عائد ہوتی تھیں۔ جن کی بنیاد محض مرحوم سے اشتراک و ارتباط فکر و نظر پر تھی۔ اس بالواسطہ ایمان کی بنا پر میں نے مرحوم کے تبلیغی صحائف کا مطالعہ کیا۔ اور میری تمام تر ہمدردیاں محبی حکیم کلب علی

صاحب شاہد کی طفیل مردوم کے تراشے ہوئے "جادۂ جدید کے رہ نورداں علم وفن سے وابستہ ہوگئیں۔

آج کی صحبت میں مجھے تطبیق کے نکتہ نظر اور طریقہ عمل پر بولنا ہے جس کی آبیاری اکثر ابناء وطن محض اپنی ضروریات کے پیش نظر کر رہے ہیں۔

اگر "تطبیق" کا سودا اسی سرعت سے پیچ و تاب کھاتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب کہ ہم محض مقلد بن کر ایلوپیتھک میں مدغم و محلول ہو جائینگے۔

تطبیق کی بنیاد کو متزلزل کرنے کے لئے علم تشریح کے اختلافات کثیرہ اسدرجہ موجود ہیں۔ جن کی موجودگی تطبیقی جذبات کو جامد و ساکت اور اصحاب تطبیق کے سیاسی نشیب و فراز کی شیرازہ بندی منتشر کرنے کے لئے کافی اہم ہے علی سبیل التمثیل۔ جگر اور طحال کے درمیان معدہ و طحال کے مابین اور جگر و کلیتین میں آج کی تحقیق منافذ کے وجود سے منکر نظر آرہی ہے۔ ماضی میں جگر کو منبت اوردہ بتایا جاتا تھا۔ حالانکہ آج جگر منبت اوردہ نہیں۔ یونانی اطباء کے نزدیک پھیپھڑوں میں سے ہوا قلب کے اندر جاتی ہے ایلوپیتھک ڈاکٹر قلب کے اندر ہوا جانے کے مخالف ہیں۔

اسکے بعد تطبیق کی کھوٹ کو پرکھنے کیلئے علم الامراض ہے۔ جس میں اسوقت ذیابیطس ہی کو کسوٹی قرار دے کر غور و فکر کیجے۔ جس کی روشنی میں ہر فرد تطبیقی خامیوں تک بہ تمام و کمال پہنچ سکتا ہے۔

قدیم طب ذیابیطس کا "مقام مرض" گردوں کو اور سبب مرض گردوں کے سوء مزاج" حار یا بارد کو بتاتی ہے۔ مگر ایلوپیتھک ذیابیطس کو جگر و لبلبہ کا مرض بتاتی ہے۔ اور اس کا سبب فساد ہضم و نضج غذا قرار دیتی ہے

قدیم طب گرسنگی کو عرض میں ذکر تک نہیں کرتی اور
جدید معلومات کے لحاظ سے دائمی و شدید بھوک مریض کو ستاتی رہتی ہے
یونانی طریقہ علاج میں باعث تشنگی گردوں کی قوت جاذبہ کا معدہ سے پانی کا زیادہ طلب کرنا ہے اور علامت مقدم عطش و سلس البول کو قرار دیا گیا ہے۔ مگر ایلوپیتھک تشنگی کا سبب جملہ بدن سے پانی کا اخراج اور مقدم علامت "شکر" کا اخراج بتاتی ہے۔ قدیم طب میں ذیابیطس کے عوارضات اور غذائی پرہیز کے اصول ندارد ہیں۔ اور علاج محض تلطیفیہ و تبرید کلیہ لیکن جدید معلومات کے لحاظ سے اس مرض کے عوارض میں نمونیا، سل، مخزول المارہ، کاربنکل وغیرہم داخل ہیں قانون غذا میں شکریہ نشاستجیہ اجناس سے مطلقاً پرہیز بتاتے ہوئے تبرید و تلطیفیہ کلیہ کی بجائے "انسولین" غذائی تدبیر اور اسباب مرض کے ماتحت علاج بالدوا کو کہا گیا ہے۔ ذیابیطس میں "تشریحی تغیر" اس طرح بتایا گیا ہے کہ بحالت صحت خون میں نصف فی صدی شکر ہوتی ہے۔ اور ذیابیطس میں چار فی صدی تک بڑھ جاتی ہے۔ علاوہ بریں بحالت ذیابیطس چربی کے اجزا کی کثرت ہو جاتی ہے۔ مگر ذیابیطس میں ۴۰۶۴، ۱۶ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ نیز جگر، لبلبہ، دماغ اور گردے میں غیر معمولی تبدیلیاں پائی جاتی ہیں۔

ان روشن دلائل و براہین کی موجودگی میں تطبیق کا راگ الاپنا اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنا نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

جب قدیم و جدید نظریات، میں "تشریحی اختلافات" موجود ہیں۔ تو تشخیص الامراض میں اختلاف کا ہونا بدیہی ہے۔

ذیابیطس کو قدیم اطبار کسی اور عضو سے متعلق بتاتے ہیں۔ اور جدید اطبار نے اس سے بالکل مختلف اعضار میں اس کی پیدائش کا سراغ لگایا ہے۔

جب ہمیں اعضار کی تشریح صحیح صورت میں معلوم نہ ہوگی۔ان کی مقدار، حدود اور حجم کا علم نہ ہوگا۔ تو ہر عضو کے افعال کو ہم صحیح حالت میں نہ سمجھ سکیں گے۔ اور جب افعال کو نہ سمجھ سکیں گے۔ تو تشخیص و علاج کے سلسلے میں صحیح قدم بھی نہ اٹھا سکیں گے۔ اسلئے اپنی تشریحی خامیوں اور افعال الاعضاء کی کم علمیں کو چھپانا حقائق سے خود کو دور کرنا ہے۔

اصحاب تطبیق کو خجل و منفعل کرنے کے لئے کیا یہ کافی نہیں ہے۔ کہ قدیم نبض حالات جسم کی عکاس یا کیمرہ تھی۔ جس سے مرض حالات مرض اور عوارضات مرض کو تو ہماتی حد تک سمجھا جاتا تھا۔ مگر آج نبض، محض حرکات قلب کے معلوم کرنے کا ایک نامعتبر آلہ ہے۔ اسکے سوا کچھ نہیں۔

یونانی مادہ منویہ دماغ سے اترتا ہے۔ اور پس گوش کی دونوں رگوں میں نازل ہوتا ہے۔ جو نخاع سے ملی ہوئی ہیں۔ جن کے کاٹ دینے سے نسل قطع ہوتی ہے۔ مگر موجودہ تشریحی اعتبار سے کانوں کے پیچھے کوئی ایسی رگ نہیں جن کے قطع کر دینے سے انسان تولید و تناسل سے محروم ہو جائے۔

یونانی طب میں سوء ہضم، تہوع، غشیان، قے، اسہال، نفث الدم، استسقاء، فواق، جشا، تشنج، صداع، مغص، قولنج، سعال وغیرہ کو مرض سمجھا جاتا ہے۔ اور مرض سمجھتے ہوئے بحیثیت مرض ان کا علاج کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ مگر ایلوپیتھک کے نزدیک ان سب کو محض علامات بتایا جاتا ہے۔

اب بتائیے کہ اصحاب تطبیق اس موقع پر کن الفاظ میں مطابقت کے فرض کو انجام دیں گے۔

فلسفۂ تطبیق سراسر غیر حکیمانہ اور غیر فطری ہے۔ انسانی دماغ نے چونکہ تدریجی ترقی کی ہے۔ اسلئے اس کے علمی قیاسات اور عقلی اعتبارات ہر عہد میں

متبدل و متغیر ہوتے رہے - ایک وہ زمانہ تھا جب انسان دریاؤں اور پہاڑوں کو دیوتا سمجھتا تھا - اور ہر اس چیز کو ، لوہی خیال کرنے پر مجبور تھا - جو اس کے دسترس مشاہدہ و معلومات سے باہر تھی - اسلئے جتنے جتنے علم و تجربہ اور مشاہدہ کے ذرائع وسیع ہوتے گئے - ان کی طے کردہ حقیقتیں نئی نئی حقیقتوں سے بدلتی گئیں اور انسان ماضی کے فیصلوں کو مسترد کر کے حال کے انکشافات کا معتقد بنتا گیا - دریاؤں کا منبت و مخرج ، پھیلاؤ اور بہاؤ جب معلوم ہو گیا - تو انسانی عقل سمندر کو لاانتہا ہی دیکھ کر اپنا دیوتا گردانے لگی - لیکن جب انسانی عقل نے اسپر بھی عبور کر لیا - تو یہ خیالات داستانِ پارینہ بن کر رہ گئے - اگر کوئی انسانی فرد موجودہ اور گزشتہ نظریات میں "تطبیق" کا ساز بے آہنگ چھیڑنا شروع کر دے - تو ظاہر ہے - کہ حقائق و صداقت سے کس درجہ بعید ہوتا جائے گا - اور اہلِ عقل کی نگاہوں میں کس درجہ مطعون و مکروہ قرار دیا جائے گا - آج جب کہ انسانی عقل آسمان کے تارے توڑنے اور ان سے ہمکلام بننے میں مصروف ہے اور ہر چیز کی آخری و اساسی کہنہ تک پہنچنے میں منہمک ہے - لیکن آج کی جدید تحقیقات و مشاہدہ نے یہ ثابت کر دیا ہے - کہ یہ عصب بھی جسم کی اور اعصاب کی طرح ٹھوس اور غیر مجوف ہے جب یونانی کی تحقیقاتی آنکھ "خود آنکھ" جیسی ضروری و اہم مسئلہ میں خطا کر گئی تو ظاہر ہے - کہ ان امراض کا کیا حشر ہو گا - جو محض اس پتے کی تجویف سے متعلق مانے گئے ہیں -

اس صورت میں اصحاب تطبیق کیا کریں گے ؟ جبکہ عصبہ ، مجوفہ کے تشریحی و عتبار سے بنیاد خیال ہی تبدیل ہو کر رہ گئی -

آخر میں بطور خاتمۂ کلام مجھے یہ عرض کرنا ہے - کہ جب ہمیں اپنی دیسی و یونانی ادویہ کی فارماکالوجی اور ان کی افعال الاعضاء پر مرتب ہونے والی کیفیت کا علم نہیں

تو ایسی صورت میں ان دواؤں کو ڈاکٹری ادویہ سے ترکیب دینا علمی دلیل سے نہی اور تحقیقی سرابی سے خالی ہے۔ ملک میں اس صنعت تخلیس کا رواج اس درجہ بڑھتا جا رہا ہے۔ کہ اکثر اصحاب تطبیق نے ایسی قرابادینیں شائع فرمادی ہیں۔ کہ جن کے اندر اس مکروہ بدعت کو زیادہ سے زیادہ پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس علمی شواہد اور دلائل اس امر کے نہیں کہ گل بنفشہ جیسے نزلہ کا مفید و مکمل علاج سمجھا جاتا ہے۔ حلق اور ناک کی غشا مخاطی پر اس کا اثر مسکّن ہوتا ہے۔ یا محرک اس تاریک رسم کی دوسری مثال ایلوہ ہے۔ یونانی نقطہ نگاہ سے ایلوہ بواسیر کی مجرب و مفید دوا ہے۔ مگر ایلوپیتھک ایلوہ کو خود بواسیر ہی میں مضرت بخش اور غیر مفید بتاتی ہے۔

ہمارے یونانی اطبار کا شعار تطبیق نہ رونے کے لائق ہے نہ مسکرانے کے بلکہ خاموشی سے منفعل و خجل بننے کا حقدار ہے۔

عقل سلیم کے لئے اصحاب تطبیق کی مخالفت کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ روشن چاند کو دیکھ کر رات کہہ دینا، یا سورج کو شیار بار پاکر دن کا حکم لگا دینا۔

اگر اجتہاد و انتقاد کی بجائے اہل علم کا شعار "تطبیق و تقلید" رہتا تو یونانی طب آج اس مرتب صورت میں ہرگز نظر نہ آتی۔ بلکہ اوّلین آئمہ طب کے غیر مرتب مقولوں کا نامکمل و محدود مجموعہ بن کر رہ جاتی۔

ایلوپیتھک نے قدیم طب کی تشریحی غلطیوں اور خامیوں کو منصۂ شہود پر رکھ کر تمام عقلی براہین اور منطقی طرز استدلال کو یک قلم اس طرح بے جان و مضمحل بنا دیا ہے۔ کہ اب بار دیگر ان مسائل کی وکالت کرنا اصحاب تطبیق ہی کے شایان شان نظر آتا ہے۔ ورنہ مشاہدہ و تجربہ کی روشنی میں ایلوپیتھک نے جو فیصلے دیئے ہیں وہ سراسر قابل قبول اور لائق تائید ہیں۔

عصبیہ مجوّفہ کی تجویف ایک ایسا اہم مسئلہ ہے۔ جس کو بنیادی حیثیت دے کر یونانی طب کے چند ضروری مسائل کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔ مثلاً تجویف عصب کے ذریعہ روح باصرہ کا آنکھوں کی طرف آنا۔ تجویف عصب میں سدہ پڑ جانے سے بصارت کا زائل ہو جانا۔ نزول الماء پیدا کرنے والی رطوبت کا اس ہی راستہ سے آنکھ کی طرف آنا۔ ان دونوں پٹھوں میں جہاں تقاطع صلیبی ہوا ہے اس جگہ تجویف کا وسیع اور مشترک ہونا اور اس ہی تقاطع کے موقع پر تجویف عصب کی وضع میں تغیر پیدا ہو جانے سے معرض حول کا پیدا ہونا۔

اس صورت میں یونانی و ایلوپیتھک ادویہ میں تطبیق و ترتیب دینا سوال از آسمان و جواب از ریسمان نہیں تو اور کیا ہے؟

اس لعنت جہل کو ملک کے وہ ذمہ دار اطباء رواج دے رہے ہیں۔ جو طبی درسگاہوں کے ذمہ دار ارکان ہیں۔ اور نہ صرف یہ غیر محققانہ طریق عام کتابوں تک محدود ہے۔ بلکہ طبی کالجوں اور اسکولوں کے نصاب تعلیم میں بھی داخل ہے۔ جس کے نتیجہ میں ان درسگاہوں کے فارغ التحصیل کہنے کو تو کامل و فاضل اور حاذق و حکیم ہوتے ہیں۔ مگر ان کا طریقۂ عمل اور طرزِ فکر خالص غیر محققانہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ انہیں تعلیم ہی ایسی کتابوں سے دی جاتی ہے۔ جو آدھا تیتر اور آدھا بٹیر ہوتی ہیں۔

اسلئے ضرورت ہے۔ کہ جلد از جلد ایک ایسا نظام تعلیم اور نصاب تدریس مرتب کیا جائے۔ جس میں محض صحیح مسائل کا ذکر ہو۔ بغیر اس طریقہ کار کے ''دیسی طب'' کو دستبرد دہر سے محفوظ نہیں کیا جا سکتا

جذباتِ مشتاق

(عالیجناب امیر الاطباء حکیم غلام نبی صاحب مشتاق ہلوی)

ٹرویاں آوندیاں شاہدرے دے باغ اندر کیتی بلبل نے آن پکار اوتھے
کوئل آن کے بولیا راگ سوہنا قمری آن کے کیتی آواز اوتھے
پی پی پپیہئے دی نال سوہنی مور آن بیٹھا پنکھ کھلار اوتھے
مینا، طوطے دے نال سوال کردی ہنس خوشی دے وچ بلہار اوتھے

بلبل آکھدی سنی اوئے سیر والے کہیڑا تھاں تے کہیڑا مکان تیرا
کہیڑے پنڈ دا دس آکھرن والے ہے کہیڑے بازار دوکان تیرا
کہیڑا ضلع تحصیل ہے بھائی کہیڑی کہیڑا ڈاک خانہ کی نشان تیرا
خاطر کس دی آیا ایں باغ اندر کی خیال تے کدھر دھیان تیرا

سُنی بلبل دی جد آواز سوہنی دلوں ہسیا تے پریشان ہویا
غلام نبی حکیم تے ذات کھوکھر وچ ہلیاں میرا دوکان ہویا
نارووال تحصیل ندوکے ڈاک خانہ سیالکوٹ دا ضلع نشان ہویا
ہلیاں دے خاص ہاں رہن والا چڑھدی طرفے دارالشفا مکان ہویا

بلبل آکھدی مینوں توں پتہ دسیں شاہدرے اوون کدوں آونا ایں
جلسہ ہوویگا جدوں اے طب والا خاطر مرضاں دی جدوں سمجھاونا ایں

حکما ہوون شامل کہڑے وِچ جلسے لوڑا حکمت دا جنہاں اوگاؤناں ایں
دلبر حسن خاں شفاء الملک جیہڑا آکھدے نے حسن مریضاں دا مڈھ گواؤناں ایں

آکھیا سُن باغ وِچّے زینتے نی جلسہ لوجن نوں ہووناں ایں
نبیرۂ واسطی قبلہ جلسے وچ آئے عتیقی صاحب ہوراں شامل ہووناں ایں
حکیم خالقی حاذق الہند لاہوری نے داغ دلاں دا بیٹھ کے دھووناں ایں
خاطر یاراں دی آئے نے سیکرٹری وچ جلسے غلام نبی فیض وی چلکے رووناں ایں

سنیاناں جد شفاء الملک والا بلبل سبھناں تائیں تیار کیتا
لیاندے پھل رنگیلڑے آپ چُن کے اک پھلاں دا ہار تیار کیتا
اُڈی ہار نوں چُنج دے وِچ لیکے کہڑی گل دا اوس پیار کیتا
خبرے کہڑے درخت تے جے بیٹھی کہ اُڈ گئی اے کہڑی گل دا اوس وچار کیتا

واہ واہ ہوئی اے ربدی مہربانی یاد ل رحم پنجاب وِچ وسیالے
زحمت ہوئی پنجاب تھیں دور یارا حکمت تیر کماں وِچ کسیالے
جیہیں چمکدی ویکھ تلوار رن وچ موذی اٹھ میدان تھیں نسیالے
کھلا وِچ شاہدرے وے طبی کالج مشتاق نال اشارے دے دسیالے

پرنسپل ممتاز مختار شاہدرے والے سراج الاطباء شاعراں جنوں وسیالے
ویدک، ڈاکٹری، عربی، فارسی وہی خاص طب جدید نوں رکھیالے
شفاء الملک شاہدرے وچ آن پہنچے باغ حکمتاں دا جنہاں دسیالے

غلام نبی حکیم مشتاق اعلے قدم کم اندر او نہساں رکھیا اے

جاگے ستے نصیب ہن حاذقاں دے مزا غفلتاں دا جناں چکھیا اے
مرضاں دور سب جہان توں کیتیاں نے دارو رچھ دے وانگراں نچیا اے
مرضاں اگ لگائی سی وچ دنیا دارو آب دے وانگراں چھٹیا اے
روشن ہوئے مختار نے وچ دنیا دشمن وانگ ہنیرے دے نسیا اے

اکدن وچ جنگل وقت شام ویلے پنج جنیاں گلاں کر دیاں سن
گزرے پچھلے سکھاں نوں یاد کر کر پیاں غم والے ہوکے بھر دیاں سن
بنیویں دھون کر کے پنجے مرد بیٹھے چھریاں جہاندے دلاں وچ چلدیاں سن
دسے مرد عورت اینویں ہن بیٹھے جیویں بھنگیاں دیاں توپاں چلدیاں سن

کہیڑے مرد تے کہیڑیاں عورتاں سن مرد ساریاں وچ سردار جیہڑے
آتشک، سوزاک تے دمہ تیجا، جھولا بادشاہ سن مختار جیہڑے
پنجاں بھیناں دا وڈا بھرا جیہڑا ادھرنگ صاحب مشہور سرکار جیہڑے
بیٹھے فکر اندر دلگیر ہو کے پنجے سورمے سن سردار جیہڑے

پنجے بھیناں وی سوہنیاں خوبصورت الوہان پنجے اکو شان واہ وا
بواسیر سی لاڈلی ماؤں زادی، تاپ تلی سی ٹکہ نشان واہ وا
کالی کھنگ جیہڑی جھولے جھولدی سی، جلا جگ نوں لامکان واہ وا
خارش اک پاسے پا سے مار دی سی، چیچک اپنے پنجے سامان واہ وا

کہندے بیٹھکے چلو ہن گوسچ کریئے، ایتھے ڈیرا طبیباں نے لا لیا اے
جیہڑا اسی جنگل ساڈے رہن والا او تھے دشمناں محل بنا لیا اے
جیہڑا باغ ساڈا سرسبز ہویا، اوہنوں طبّی خزاں نے کھا لیا اے
ساڈا کم کوئی نہیں ایتھے رہن والا ڈنڈا مگر طبیباں نے لا لیا اے

نیّر واسطی خادم الحکمت دے بنے ناظم مشتاق تے ہوئی اے مہربانی
ٹٹی رب نے عمر اک وار دتی، پوری ہو گئی سی جدی زندگانی
شفاء الملک صدارت تے نظر آوے، چمکے وانگ مہتاب پیشانی
مشتاق کر لئیں جھبا ہے پھیر درشن جیکر دنیا تے رہی زندگانی

احمد الدین موجد طب جدید جیہڑے، ایس کم نوں شروع کرا گئے نے
غلام نبی مشتاق مختار اعلےٰ ایس کم دی شان ودھا رہے نے
ہومیو پیتھک، ویدک، ڈاکٹری وی، ہر طرح تعلیم دلا رہے نے
عربی، فارسی طبّی تے یونانی، مشک عشق ہو رہی پھیرے پا رہے نے

پریذیڈنٹ ستارہ عروج ہوئے، عتیقی عالم دے اُتے نشان ہوئے
جیویں چمکدا ہن دوپہر ویلے، روشن شب مہتاب آسمان ہوئے
رہے سلیمی حیاتی تے تیک دنیا صفت لے زبان خاکی ہر زبان ہوئے
مشتاق دے سخن موتی تلن نال لعلاں، ہر سخن دے اتے نشان ہوئے

سن ۲۵ئہ نوں کالج شروع ہویا، امتحان سابقہ اے بتا رہے نے

روح رواں کالج ممتاز مختار اعلےٰ، غلام نبی مشتاق سُنا ہے سنے
کیوں نہ حکمت دا ہووے بلند ستارہ قریشی صاحب تشریف لیاہے نے
غلام نبی جگ تے رہے نشان تیرا، مشتاق صاحب بھی پھل برساہے نے

تیریاں کیتیاں آیاں نے پیش تیرے ہتھوں دے کے ویر سہیڑ بیٹھوں
تیری کرنیاں دا پھل ملے تینوں، آپے پیریں کہاڑا چلا لیا سی
ڈنگ ماریاں ہن کیوں درد ہوئے، کاہنوں ناگ کالا زہری پالیا سی
دیسی طب کیوں ہتھوں گوا بیٹھوں، ... ... بنا لیا سی
پتر سپاں دے کدی نہ متر ہندے، کاہنوں چھلیاں دودھ پلا لیا سی

کاہتوں اپنا خون پلان خاطر جونک جسم دے نال چمیڑ بیٹھوں
تیریاں کیتیاں آیاں نے پیش تیرے ہتھوں دے کے ویر سہیڑ بیٹھوں

اچھا ہن کی جھورنا مور کھا ادئے، ویلا آپ جد ہتھوں گنوا بیٹھوں
کنڈے بیٹھ دریا دے رووناں ایں، بیڑا پور دا جد وں روڑ بیٹھوں
کتھے گئے ساتھی تیرے نال دے بھائی جنہاں نال توں دوستی پا بیٹھوں
جھیڑ کاں دین تینوں گالاں کڈھدے نے، حرص جنہاں دے مگر لگا بیٹھوں

آکھے لگ کے خنی توں قاتلاندے، گلشن اپنا جڑ ہوں اکھیڑ بیٹھوں
تیریاں کیتیاں آیاں نے پیش تیرے، ہتھوں دے کے ویر سہیڑ بیٹھوں

جا کے انہاں نوں ذرا بولاتے سبھی کہیکر دکھ تیرا اگوں وانڈ دے نی
خادماں وانگ درکاونا دے بیٹھ کرسی رمبہ وانگ لوہار دے چنڈ دے نی
اگوں بولیئے جراثیم دا حکم دیون، ورڈ بھیوریاں اندر پیئے بھپنڈ دے نی
بنیاں سختیاں طب یہ نانی اوپر، دھوبی وانگ پٹڑے اتے جھنڈ دے نی
مشتاق جھل کھاں سختیاں سر اُتے فصل اپنی وڈھ نبیڑ بیٹھوں
تیریاں کتیاں آیاں تے پیش تیرے ہتھوں دے کے دیر سہیڑ بیٹھوں

قبلہ حضرت استاذ الاطبا مرحوم مغفور کا صحیح جانشین

انجمن خادم الحکمت کے قواعد یا حضرت استاذ الاطبا کی تحریر مطابق کون ہو سکتا ہے

(از جناب حافظ حکیم محمد عبدالرحمن صاحب پرنسپل طبیہ سکول کوٹلہ مغلاں ضلع ڈیرہ غازیخان)

آپ ان وابستگانِ انجمن خادم الحکمت سے ہیں۔ جنہیں اپنی دیرینہ وابستگی اور کارکردگی پر بجا ناز ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کی نوازشات کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ "سلیمی"

معززہ ناظرین جلسہ و محترم وابستگان انجمن خادم الحکمت! آپ صاحبان سے مخفی نہیں۔ کہ حضرت استاذ الاطباء صاحب مرحوم مغفور کو وصال کئے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس عرصہ میں جناب کی جانشینی اور انجمن خادم الحکمت کا کام چلانے کے متعلق

جو رشتہ کشی کی گئی ہے۔ آں صاحبان سے مخفی نہیں۔ اس کا اعادہ کرنا ہے حاصل۔ دکھانا یہ ہے۔ کہ قبلہ حکیم صاحب کہیں کوئی تحریر اس قسم کی چھوڑ گئے ہیں۔ کہ جس سے ہم اس اہم کام میں معاونت لے سکیں۔ آئیے! طبی اربعین یا تحفۃ الاطبار کا مطالعہ کیجئے۔ جہاں صاف مطلب ظاہر ہے۔ کہ انجمن خادم الحکمت میں جبریہ یا بناوٹی کوئی عہدہ نہیں۔ سب ممبر یکساں ہیں۔ ہاں کوئی ممبر کوئی خاص کام کر کے اپنا نام پیدا کر لے۔ تو اس کو اس کام کے متعلق جو عہدہ ہوگا پیش کیا جائے گا۔ مثلاً ایک ممبر شب و روز یا الخاصہ اثر دواؤں کے متعلق تحقیق کر کے کثیر مواد اپنے تجربات کا پیش کرتا ہے۔ پھر تجربہ کرنے پر وہ حرف بحرف صحیح اترتے ہیں۔ تو اسکو انجمن محقق ادویہ کے خطاب سے مزین کرے گی یا انجمن کا لٹریچر شہر بشہر تقسیم کرتا ہے۔ اور حکمار کے ساتھ تبادلہ خیالات کر کے انجمن کے ممبر بناتا ہے۔ تو اس کو سفیر انجمن خادم الحکمت کے عہدہ و خطاب سے یاد کیا جائے گا۔ مطلب یہ کہ انجمن خادم الحکمت کی برادری میں عہدہ دار بنائے نہیں جاتے۔ بلکہ خود اپنی لیاقت و کاربار کرنے سے بن جاتے ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ میں یہاں حضور حضرت قبلہ استاذ الاطبار مرحوم مغفور کی وہ تحریر جو اس بارہ میں آپ نے طبی اربعین یا تحفۃ الاطبار کے صفحہ ۲۴۲ میں درج کی ہے۔ مفصل بیان کر دوں۔ تاآنکہ نئے اور پرانے ممبر انجمن خادم الحکمت اس سے استفادہ کر کے صحیح مطلب تک پہنچ سکیں۔

قبلہ حکیم صاحب فرماتے ہیں:۔

"طالبان حقیقت پر واضح رہے۔ کہ انجمن خادم الحکمت جس کا بانی یہ عاجز ہے۔ ملک کی دیگر مروجہ انجمنوں کے طرز و طریق پر بالکل نہیں بنائی گئی اور نہ ہی اسکی کارروائیوں کو دیگر انجمنوں پر قیاس کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ

ا؎ جیسے ملک علی محمد صاحب اختر

انجمن ایک نرالے طرز و طریق پر بنائی گئی ہے۔ اسکے اغراض و مقاصد اور قواعلہ ایسے نادر ہیں۔ کہ فی زمانہ کسی دیگر انجمن کے ساتھ اسکی مشابہت نہیں ہے۔ بجز اس نام کے اشتراک کے کہ یہ بھی ایک انجمن ہے۔ اور دنیا میں اور بھی بہت سی انجمنیں ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی یہ امر لازمی اور ضروری ہے۔ کہ ہر ایک انجمن اپنے طرز و طریق اور ظاہری شکل و صورت میں بھی دوسری انجمن کے ساتھ ہر طرح مشترک اور متشکل ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ انجمن اسی مجموعہ افراد کا نام ہوتا ہے۔ جو کسی خاص کام میں متحد اور متفق ہو کر محنت و کوشش کریں۔ اور کسی خاص کام میں اتفاق و اتحاد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ کام سب کے لیے یکساں مفید اور نفع رساں نہ ہو چونکہ یہ کام جس کا ذکر اغراض و مقاصد کے ذیل میں تحریر ہے۔ اور جس کو مختصر الفاظ میں تکمیل الطب کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ یہ کام مجموعی طور پر سب اطبار کا مشترکہ اور متحدہ کام ہے۔ اور سب کے لیے مفید اور نافع ہے۔ نہ ہی یہ کام کسی خاص شخص کی ذات پر فرض اور منحصر ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی خاص شخصیت خواہ کسقدر بڑی شخصیت ہو اسکو تنہا سرانجام دے سکتی ہے۔ لہذا اس کارکن جماعت کو انجمن کے نام سے موسوم کرنا مناسب و موزوں ہوگا۔ بس یہ انجمن کا نام اگرچہ ناظرین کے ذہن کو فوراً دیگر انجمنوں کے ڈھانچہ کے ساتھ متشابہہ سمجھنے کیطرف منتقل کر دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے۔ کہ انجمن خادم الحکمت کا ظاہری ڈھانچہ دیگر انجمنوں کی طرح نہیں ہے۔ جن میں ابتداً جب تک کم از کم ایک پریذیڈنٹ اور ایک وائس پریذیڈنٹ

پھر سیکرٹری، اسسٹنٹ سیکرٹری وغیرہ اعلےٰ عہدہ داروں سے لے کر چوکیدار اور بلکہ خاکروب تک مقرر نہ ہو جائیں۔ تب تک عام معنوں میں وہ انجمن صحیح معنوں میں انجمن نہیں کہلا سکتی۔ میرے نزدیک اس طریق میں بہت سے نقص ہیں۔ اسلئے انجمن ہذا میں سر دست کوئی عہدہ نہیں رکھا گیا (سر دست سے آپ یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ بعد میں انجمن میں عہدے جبریہ ناجائز جاری ہوئے ہیں۔ بلکہ قبلہ حکیم صاحب مرحوم مغفور کے وصال تک اس اصول بالا محررہ پر عمل ہوتا رہا) اور وہ نقص یہ ہیں۔

(۱) ابتداءً عہدہ دار منتخب اور مقرر کرنے میں اول یہ نقص کہ پیشتر اسکے کہ انجمن کوئی کام کر کے دکھلائے۔ حصول عہدہ کے لئے ہر ایک کا دل للچاتا ہے۔ اور ابتداء ہی سے ایک دوسرے پر نکتہ چینی اور حسد وغیرہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور باہمی چھیڑ چھاڑ اور ذاتیات پر اتر آتے ہیں۔ اور عام طور پر خلوص دل اور کارکردگی کی طرف میلان عام نہیں رہتا۔ بلکہ ظاہری وجاہت اور نام و نمود پر لوگ فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور ویسے لوگ منتخب کئے جاتے ہیں۔ جو کہ صرف حصول عہدہ کے ہی مشتاق ہوتے ہیں۔ (قبلہ حکیم صاحب کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی) (۲) بعد میں خواہ کس قدر نئے مخلص کارکن اور ہر طرح سے لائق میسر آویں۔ لیکن پہلے عہدہ دار اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے مستقل عہدہ دار تصور کرتے ہوئے اپنا عہدہ کسی اور کو دینا معیوب اور کسر شان سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور اگر بالاتفاق ان کو اس عہدہ سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تو پھر کھلے کھلے مخالف ہو جانے اور ہر طرح سے اس کام کے آگے روڑا اٹکانے اور انجمن کو بدنام کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے

(۳) ابتدا اگر ظاہری ڈھانچہ بنانے میں اخراجات فرنیچر، ملازموں کی تنخواہیں دفتر کا خرچ، انتظام کا خرچ آموجود ہوتے ہیں۔ جن کے واسطے انجمن کی آمد کا بہت سا حصہ بجائے اصل غرض پر خرچ ہونے کے اِدھر اُدھر فضولیات پر صرف ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے ابتدا ہی میں اگرچہ ہر ممبر سے مقررہ چندہ وصول کرنے کا بھی اہتمام کر لیا جاتا ہے۔ تاہم بہت سی انجمنیں چند یوم میں وہ چندہ فضولیات میں خورد برد کر کے دیوالہ نکال دیتی ہیں۔ اور اگر کچھ عرصہ قیام بھی ہو۔ تو بھی جس قدر روپیہ جمع کیا جاتا اور خرچ کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابل کام کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ اس ملک میں ہزاروں انجمنیں بنیں اور چند روز رہ کر مٹ گئیں۔ اور جس قدر ان پر خرچ ہوا وہ ضائع ہو گیا۔ اور مفت میں اہل وطن کو بدظن کیا اور خود ناکام ہوئے۔ جو انجمنیں اب تک نئی پرانی موجود ہیں۔ وہ بھی ہر سال باوجود ہزارہا روپیہ خرچ کرنے کے نتیجہ میں آخر ناکام ہی ثابت ہوتی ہیں۔ سب روپیہ نام و نمود اور ظاہر پرستی پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ وہ اصل مدعا جس لے کر اٹھے تھے۔ وہ یونہی ناکام دکھائی دیتا ہے۔ اگر مجھے کسی پر نکتہ چینی کرنے سے بدظنی کا خوف نہ ہوتا۔ تو میں موجودہ انجمنوں کے نام اور کام اور نتیجہ کے مفصل لکھنے سے آپ پر ظاہر کر دیتا۔ کہ ہمارے ملک میں انجمنیں کیا کام کر رہی ہیں۔ لیکن میں اس کو واقفکاروں کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ جانتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں۔ (۴) عام طور پر انجمنوں میں بعض اعلیٰ طبقہ کے لوگ کہلاتے ہیں۔ اور بعض کو ادنیٰ خیال کیا جاتا ہے۔ یعنی بعض لوگ خاص منصب رہتے ہیں۔ اور بعض

عوام، عوام لوگ تو خواص پر ساری امیدیں رکھ دیتے ہیں۔ اور خود کوئی ترقی محنت اور کوشش نہیں کرتے۔ اور خواص لوگ بجز تعلّی اور خود پسندی اور خود رائی کے کچھ جانتے ہی نہیں۔ کام کرنا ان کے لئے سخت مشکل ہوتا ہے۔ پھر کام کرے تو کون۔ علےٰ ہٰذالقیاس بہت سے نقص ہیں۔ جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہے۔ عاقل کے لیئے اشارہ ہی کافی ہوا کرتا ہے۔ لیکن انجمن خادم الحکمت ان تمام نقائص سے مبرّا اور پاک ہے۔ اس میں کوئی خاص عہدہ نہیں ہے۔ جو شخص اس کا ممبر ہوتا ہے۔ وہ صرف خادم حکمت کے مبارک نام سے موسوم ہوتا ہے۔ خواہ وادنےٰ ہو۔ یا اعلےٰ سب میں مساوات ہے۔ گویا یہ ایک طبی برادری ہے۔ جس کا ہر فرد یکساں حیثیت رکھتا ہے۔ پھر جو شخص جس کام کو کرے گا۔ وہی اس کا نام اور عہدہ ہوگا۔ چنانچہ یہ عاجز بھی بازروئے عہدہ کے نہ سیکرٹری نہ پریذیڈنٹ وغیرہ بلکہ جیسے دوسرے ممبران ہیں ویسے یہ بھی ایک ممبر ہے۔ اور اسکے عہدہ کا نام بھی صرف خادم حکمت ہے۔ لیکن چونکہ اسنے ایک کام کیا ہے۔ یعنی اسنے انجمن کے بنانے میں سعی و کوشش سے کام لیا اسلیئے اس کا نام بانی انجمن ہو گیا۔ لیکن اس واسطے نہیں کہ یہ نام کسی غیر کیطرف سے اسے خطاب کے طور پر ملا ہے۔ بلکہ اسکے کام کی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ علےٰ ہٰذالقیاس اس انجمن میں کوئی عہدہ کسی غیر کی طرف سے نہیں مل سکتا۔ ہاں جو ممبر کوئی عہدہ لینا چاہتا ہے۔ وہ وہی کام کر کے دکھلائے۔ تو خود بخود وہ اس عہدہ کا مالک بن جائے گا" الخ

قبلہ حکیم صاحب کا اتنا تحریر کرنے کے بعد ہم اب موازنہ کرتے ہیں۔ کہ حضرت استاذالاطبار کے بعد کس شخصیت نے انجمن خادم الحکمت کے کام کو سنبھالا اور اب تک بوجہ ناگزیر حالات کے ہر ایک کام کو مردانہ وار کئے جاتا ہے۔ تو لامحالہ ہمیں ماننا پڑے گا۔ کہ قبلہ حکیم صاحب کے بعد اس کام کو مستعدی و تن دہی سے کرنے والا آپ کا حقیقی بھتیجا ممتاز الاطبار حکیم مختار احمد صاحب ہیں۔ جس طرح ہم قبلہ حکیم صاحب کو بانی انجمن کے نام سے معنون کرتے تھے۔ اسی طرح حکیم مختار احمد صاحب کو بھی بانی انجمن کا صحیح جانشین مانتے ہیں۔ اور ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے اس عرصہ میں ہر ایک کام انجمن خادم الحکمت کا کرکے دکھا دیا ہے۔ اور کام کرنے کے لئے ہر وقت ہر آن مستعد تیار ہیں۔ عیاں را چہ بیاں

میرے مضمون کا مفہوم آپ نے سمجھ لیا ہے۔ میرا مضمون نہیں بلکہ قبلہ حکیم حضرت استاذالاطبار کا پیغام جو آپ کو بھولا ہوا تھا۔ پہنچا دیا گیا ہے۔ کہ انجمن خادم الحکمت کی برادری میں عہدے دیئے نہیں جاتے۔ بلکہ اپنی لیاقت و کارکردگی سے لئے جاتے ہیں۔ ؎

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آں صاحبان کسی غلطی کا شکار نہ بنتے ہوئے انجمن کے ہر کام میں حکیم مختار احمد صاحب کے ساتھ معاونت فرما کر قبلہ حضرت استاذالاطبار کے مشن کی تکمیل فرمائیں گے۔ تا آنکہ آنے والی نسلیں آپ کا نام عزت سے یاد کریں۔

خاکسار اپنے پرانے ممبران انجمن خادم الحکمت و طالبانِ عہدہ کی خدمت میں مؤدبانہ ملتمس ہے کہ سب کدورتیں رفع کر دی جائیں۔ اور ہمارے پیش نظر فن کی خدمت کرنا اور قبلہ حکیم صاحب کے مشن کی تکمیل کرنا ہو۔ جھوٹے عہدے لینا آپ کے شایانِ شان نہیں۔ یہاں رستہ کھلا ہوا ہے۔ جتنا آپ خدمت فن

کریں گے۔ اتنا ہی آپ کے نام کی عزت و شہرت ہو گی۔ اور عہدہ بے طالب مارا مارا پیچھے پھرے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس میری دردِ دل سے التماس نکلی ہوئی کو نہ ٹھکراتے ہوئے پھر اتفاق و اتحاد کر کے حکیم مختار احمد صاحب کے ساتھ مل کر انجمن کے ہر ایک کام میں معاونت فرما کر قبلہ حکیم صاحب کی روح کو خوش کرتے ہوئے ان کے لگائے ہوئے طبی باغیچہ کو سیراب و شاداب کر کے از سرِ نو جوبن بہار پر لے آئیں گے۔ تاکہ اور طبی گلستان کے مالی آپ کے طبی باغیچہ سے پودے لے جا کر اپنے طبی اجاڑ باغوں کو رونق دے سکیں

مکاشفاتِ قدسیہ

(از حضرت حکیم محمد مہدی صاحب حکمتمآب امروہوی)

اگر حضرت مہدی کا اخلاص و تعاون ادارہ کو مہدِ طفولیت سے نکال کر دنیائے شباب کی کیفیات اور حدوں تک پہنچا سکتا ہے تو شاہدِ حسن آفرین کا منظر فکر اپنی دل آویزیوں سے ہنگامۂ چنگ و رباب بپا کر سکتا ہے۔ یہ کرم فرمائیاں ——— شاید تشکر کا حقیر نذرانہ قبول نہ کر سکیں۔ ہاں ایثار و خلوص کا شکریہ قبول ہو۔

"سلیمی"

میں اپنی عدم شرکت کے ناقابلِ تلافی صدمہ کو محسوس کرتے ہوئے چند قابلِ غور تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ تجاویز "طبِ جدید" کے لئے سود مند نظر آتی ہوں۔ تو ان تجاویز کے ہر ہر پہلو پر غور فرما کر نیز ممبران مجلس عاملہ سے

استصواب و تبادلہ خیالات کے بعد جلسہ عام میں رکھ کر عملی جامہ پہنانے کی سعید کوشش شروع کر دینی چاہیے۔ کیونکہ کاغذی صورت میں تجاویز پاس کر لینے اور رسمی جلسہ کرنے سے کوئی ٹھوس کام انجام نہیں پا سکتا۔

مَیں نے آپ کے دستورالعمل کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا۔ مجھے اسکی افادیت و جامعیت طب جدید کی ضروریات کے تناسب کے ہم پلہ و مساوی نہیں معلوم ہوئی اسلئے میں یہ ہمدردانہ مشورہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ باہمی ممبران میں تقسیم عمل ہونا ضروری ہے۔ جس کی سرسری و سطحی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے۔ کہ صدر دفتر تو لاہور ہی رکھا جائے۔ مگر مختلف صوبوں اور مقامات میں کسی خاص معیار کے ماتحت حسب ذیل مجالس کی تشکیل کرنا چاہیئے۔ یہ معیار فعال ممبران اہل قلم افراد اور صاحب علم حضرات کے تناسب سے مقرر کرنا چاہیئے۔

ریزولیوشن نمبر ۱:۔ (۱) مجلس مباحث علمیہ (۲) مجلس حفظانِ صحت (۳) مجلس تحقیقات ان تینوں مجالس کے صدر اور سیکرٹری مقامی ہونے چاہئیں اور ان کا انتخاب خالص عمل کے معیار پر ہونا چاہیئے۔

۲۔ حفظانِ صحت کے مبلغین تیار کئے جائیں۔ جن کی نامزدگی مختلف مقامات پر کر دی جائے۔ اور جن کی تربیت کے لئے خاص خاص ٹریکٹ اور مضامین رسالہ طب جدید میں چھپنے چاہئیں۔ تاکہ یہ حضرات اپنے اپنے علاقوں میں کامیاب طریق پر حفظانِ صحت کی تبلیغ کر سکیں۔ ایسا کر لینے سے ایک طرف تو ہمارے اطباء میں تقریر کا ذوق پیدا ہوگا۔ اور دوسری طرف ہمارے فن کو رائے عامہ حاصل ہو جائے گی۔ جس کے توسل سے ہم حکومت کی سرپرستی حاصل کر سکیں گے پبلک رجحانات کو اپنی طرف جذب کر لیا جائے۔ تو بیش از بیش فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔

۳- ریڈیو اسٹیشن لاہور سے اپیل کی جائے۔ کہ وہ تبلیغ حفظانِ صحت کا موقع دیں۔ تاکہ ہمارا ادارہ اطباء کو بھیج کر پبلک کی صحت و تندرستی سے متعلق مفید تقاریر کرائے۔ جب اس میں کامیابی ہو جائے۔ تو دیگر صوبجات اور خصوصیت کے ساتھ آل انڈیا ریڈیو سٹیشن دہلی سے یہ مطالبات کئے جائیں تاکہ آسمان طب جدیدۂ شرقی کے روشن و تابناک ستارے ملک سے متعارف ہوں اور نتیجہ میں طب جدیدۂ شرقی کا وقار قائم ہو جائے۔

۴- ہندوستانی فلم کمپنیوں کے ڈائرکٹروں سے اپیل کی جائے۔ کہ وہ موقعہ و محل کے اعتبار سے فلم تیار کرتے وقت حفظانِ صحت کے اصول و تدابیر کا پرچار کریں۔ اور ہمارے ادارے کو محل و موقعہ کی ضرورت سے مطلع کرتے رہا کریں۔ تاکہ ہمارا ادارہ حسب موقعہ مفید طبی مکالم یا گانا اور تقریر مرتب کر کے پیش کر دیا کرے۔ اس ریزولیوشن کو اکثر اخبارات میں مختلف عناوین سے طبع کرانا چاہئے۔ تاکہ ملک متعارف بھی ہو اور اس نئی تجویز پر ایک لمحہ فکر یہ بھی گزار سکے۔

۵- پبلک میں مختلف تقریبوں اور ماتمی جلسوں کے موقعہ پر حسب ضرورت تبلیغ حفظانِ صحت کی جائے۔ طاعون و ہیضہ اور دیگر مہلک و متعدی امراض کی موت پر گھر والوں کو ان امراض سے محفوظ رہنے کی تدابیر اور تیمارداری کے طریقے بتائے جائیں۔ اور شادی کے ہنگامہ پر قانون اخلاق کا احترام کرتے ہوئے آداب مجامعت کو بیان کیا جائے۔ جن کی تفاصیل بہت سی کی جا سکتی ہیں۔

۶- مجلس مباحث علمیہ ملک کے مختلف سربر آوردہ معالجین کے ساتھ علمی گفتگو کرے۔ ویدک، یونانی، ایلوپیتھک وغیرہ کے عاملین سے خود ان کے

مسائل پر خصوصی تبصرہ و تنقید کا موقعہ نکالے۔

۷۔ مجلس تحقیقات علاوہ تحقیقی کام کے ملک کی مشہور مصنوعات کے موجدین کو اعزازی و اعتمادی اسناد عطا فرمائے۔ اور دیسی مصنوعات پر آزاد تنقید کرے جس کے فوائد دو قسم کے ہوں گے۔ ایک یہ کہ اگر انتقاد تحسیاری و توصیفی ہے۔ تو ان مصنوعات کے مشتہرین آپ کے پورے القاب کے ساتھ آپ کی رائے کو اخبارات و اشتہارات میں طبع کرائیں گے۔ جس سے دائرہ تعارف وسیع تر ہوتا جائے گا۔ علاوہ بریں مجلس تحقیقات کی تنقید اگر کسی مرکب کی خامی و کمزوری کو پیش کرے گی۔ تو ملک کا وہ طبقہ جو اس مرکب کو استعمال کر کے اس ہی نتیجہ تک پہلے سے پہنچ چکا تھا۔ آپ کے حلقہ اثر میں آتا جائے گا جس سے مالی منفعت کے علاوہ شہرت بھی حاصل ہو سکے گی۔

۸۔ موجد طب جدید کی مستند فارماکوپیا یعنی "طبّی اربعین" کے مرکبات میں سے کسی ایک مرکب کو اپنے اپنے مطبوں میں محض اس لئے تیار کیا جائے۔ کہ اسکی آمدنی کلیتہً مرکز میں بھیجنی ہے۔ اس پر صادق العمل بن کر عمل کر لینے سے مرکز کی مالی مشکلات بہت کچھ رفع ہو سکیں گی۔ جس سے ہر ممبر کو اپنے اپنے مقام پر روحانی مسرّت کے علاوہ یہ فائدہ پہنچے گا۔ کہ مرکز مالی آسودگی کی حالت میں بہترین چیزیں عاملین طب جدید مشرقی تک پہنچا سکے گا۔

دعوتِ عمل

(از عزیز صفدر سلیمی الرّاعی جلالپوری)

عزیز صفدر سلیمی ممتاز الاطبا ر حضرت صادق سلیمی جلالپوری کے ہونہار اکلوتے فرزند ارجمند ہیں۔ عزیز نے جن الفاظ میں اطبائے عظام کو دعوتِ عمل دی ہے۔ وہ بے باکانہ حریت فکر کے لحاظ سے قابل تعریف ہے ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ عزیز درازی عمر اور کمال علم سے متمتع ہو کر ملک و قوم کے لئے سچا خادم ثابت ہو۔

حضرات! معاف کیجئے گا۔ کہ میں آپ کو خطاب کرنے کی جرات کر رہا ہوں۔ اگرچہ میرا یہ اقدام چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق ہے مگر چونکہ آنے والا زمانہ ہماری ہی ہنگامہ آرائیوں کا محتاج ہو گا۔ ہمیں ہی مستقبل کی مشکلات سے ایک باخبر قومی سپاہی کی طرح جنگ آزمائی کرنا پڑے گی۔ لہٰذا دور بینی اور دور اندیشی اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ ہم بچے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے پاک دلوں اور پکے ارادوں سے بے حد مفید خلائق انقلاب پیدا کر دیں۔ ہمارے عزائم بزرگوں کو یہ کہنے پر مجبور کر دیں ؎

بہار لائی ہے پیغام انقلابِ بہار
سمجھ رہا ہوں میں کلیوں کے مسکرانے کو

اس انقلاب کی پیدائش موجودہ فضا کے ردّ و قبول سے ہی ہو سکتی ہے مثلاً ہمارے بزرگ ہماری رہنمائی کے لئے ایسے نقوش قائم کر دیں۔ جو ہمیں بخیر و خوبی

منزلِ مقصود تک پہنچا سکیں۔ تو یقیناً ہمیں ان پر گامزن ہونے میں کچھ عار محسوس نہیں ہو سکتی۔ برخلاف اس کے اگر وہ ابن الوقتی اور خود غرضی کی خوفناک شاہراہوں پر چلتے ہوئے ہماری زندگی کے آنے والے ایام کو تلخ بنانے کی کوشش کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم اپنے حقوق کے غصب کو خاموشی سے برداشت کر سکیں۔

ایک بار پھر معذرت چاہوں گا۔ کہ میں نے اپنے مدعا کو قدرے تلخ الفاظ میں بیان کیا۔ مگر کیا کرتا تلخ حقیقت شیریں الفاظ میں پیش کرنا ایسی ریاکاری ہے۔ جو کبھی بھی اچھے نتائج کی حامل نہیں ہو سکتی۔ چونکہ یہ اجتماع خالص طبی اجتماع ہے۔ اس لئے میں محض ان مخاطر کا ذکر کروں گا۔ جو دنیائے طب میں ہمارے لئے بزرگوں کی طرف سے پیدا کئے جا رہے ہیں۔ مجھے اس الزام کے لئے پھر معاف فرمایئے گا۔ کیونکہ حقائق اور واقعات کی پکار میرے کانوں سے گذر کر زبان تک آ رہی ہے۔

حضرات اس زمانے میں کوئی قوم کوئی نسل کوئی گروہ زندہ نہیں رہ سکتا جبکہ اس میں اجتماعی جد و جہد کے آثار موجود نہ ہوں۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے اطباء کرام مشکل سے مشکل وقت پر بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جسے دیکھو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا تعمیر کر رہا ہے۔ جاہ طلبی اور عہدہ پسندی کا مرض حد سے بڑھ چکا ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہے تو کچھ عجب نہیں کہ ہم باہم اس قدر الجھ جائیں کہ فن عزیز دھرے کا دھرا رہ جائے۔ حضرات ایک عالم آپ پر بھروسہ لگائے بیٹھا ہے۔ کیا ہم بچوں پر اس سے زیادہ اور کوئی ظلم روا رکھا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارے مستقبل کی فضا کے لئے نااتفاقی، ناچاقی اور کشاکش کے وہ جراثیم چھوڑ دیئے جائیں۔ جو ہمیں کبھی بھی چین نہ پانے دیں اگر یہی ہوا تو ہمارا ہاتھ آپ کے اعمال کی گردن پر ہوگا۔ خدایا تیرے بندے

جو کلیم کہلاتے ہیں۔ اپنی حکمتوں کو ہماری بربادی کے لئے کہاں تک صرف کرتے جائیں گے۔ کیا تیرا بے پناہ ہاتھ حرکت میں نہیں آسکتا۔ جو ان حضرات کو راہِ راست پر لے آئے۔ آج مخالفین طب اس گھات میں ہیں۔ کہ جیسا داؤں چلے۔ اس کی رگِ جان کو کاٹ دیا جائے۔ ہم ہیں کہ خود بھی اس کی جڑ میں برابر کلہاڑا چلائے جا رہے ہیں۔ آپ خدا کے لئے اختلاف کو چھوڑ کر قوم اور ملک کی فنی خدمات بجا لائیں۔

طب! وہ طب جو آپ کو امانت میں ملی ہے۔ اسے تباہ و برباد کرنے کی بجائے کسی قدر اضافے سے ہم تک پہنچا دیں۔ یاد رکھئے امانت میں خیانت ٹھیک نہیں۔ میں اپنے ہم عمر بچوں سے اس موقع پر درخواست کروں گا۔ کہ وہ پوری جرأت اور دلیری سے بعض بزرگوں کے تخریبی کاموں کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا کریں۔ یہ نہیں کہ سورج کی سب سے بڑی آنکھ ہی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا درست معائنہ کر سکتی ہے۔ بلکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی آنکھ آفتاب و مہتاب کو دیکھ سکتی ہے۔

دیکھ چھوٹوں کو خدا نے بڑائی دیتا ہے ۔۔۔ کہ آسمان آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

اپنا فرض خیال کرتا ہوں کہ ایک بار پھر آپ سے درخواست کروں۔ کہ آپ متحد و متفق ہو کر ایک زبردست محاذ قائم کر لیں۔ جو طب پر نازل ہونے والی ہر بلا کا مقابلہ کر سکے ایک دوبار کے امتحان سے آپ کی طاقت کا لوہا مانا جائے گا۔ پھر اس متاعِ گراں کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ آپ اسلاف کی روایات اور ناموس کو محفوظ رکھیں۔ اگر آپ نے وقت کی نزاکتوں کو محسوس نہ کیا۔ اور اپنی روش پر بدستور قائم رہے تو پھر ہم بچے جو مستقبل کے باپ ہونے والے ہیں مبارزانِ عمل میں کہہ دیں گے۔

سفینہ برگِ گل بنالے گا قافلہ مورِ ناتواں کا ۔۔۔ ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا کے پار ہو گا

جذام

جناب ڈاکٹر چوہدری نعمت خاں صاحب۔ ایل۔ ٹی۔ ایم (کلکتہ) مزنگ لاہور

ہمارے محترم بزرگ جناب ڈاکٹر چوہدری نعمت خاں صاحب ایل ٹی۔ایم۔کلکتہ معقول تشخیص مرض اور شافی طریق علاج کے لئے غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ جذام کے سپیشلسٹ ہونے کے باعث جہاں گرانقدر معلومات رکھتے ہیں۔ وہاں متواتر مسلسل علاج معالجہ سے اکثر مایوس العلاج جذامی مرضا کو صحت سے روشناس کرا چکے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آپ ممدوح کے قابل قدر خیالات کا بغور مطالعہ فرما کر کماحقہ مستفید ہونے کی کوشش فرمائیں گے۔ تاکہ مرضا آپ سے استفادہ کر سکیں "سلیمی"

جس کا اردو نام کوڑھ ہے۔ انگریزی میں اسے لپرسی کہتے ہیں۔ ایک مزمن متعدی اور ناقابل علاج مرض ہے۔ زمانہ حضانت ۲ سے ۱۰ سال تک ہے اس وقفہ میں وقتاً فوقتاً بخار ہوتا رہتا ہے۔ اسکے ساتھ پسینہ آتا ہے۔ اور بے خوابی بھی ہوتی ہے۔ (اعصابی کوڑھ) یعنی بے حسی کے جذام میں آغاز ہی میں عصب کی سوزش ہو جاتی ہے۔ کوڑھ کی دو قسمیں ہیں۔ اول گٹھلی دار کوڑھ جس میں جلد اور جسم کی گٹھلیاں مبتلا ہوتی ہیں۔ اس میں کان کی لو کے اردگرد اور ناک کے نتھنے کے پاس داغ اور پیپ دار چھوٹے چھوٹے دانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بھنویں اور داڑھی کے بال گر جاتے ہیں۔ یہ گٹھلیاں اور داغ کلائی کی پچھلی سطح پر ہاتھ اور پاؤں کی چھت پر بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ اور پاؤں

کی ہتھیلیاں مبتلا نہیں ہوتیں۔ (دوسری قسم) اعصابی کوڑھ یا بے حسی کا کوڑھ جس کو جذام مخدر بھی کہتے ہیں کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں اعصاب موٹے ہو جاتے ہیں۔ اور چوڑے چوڑے بے حس داغ جسم پر پیدا ہو جاتے ہیں عضلاتی فالج ہو جاتا ہے۔ عضلے پتلے پڑ جاتے ہیں۔ جس سے مریض لولا لنگڑا ہو جاتا ہے یہ بیماری (جرثوم جذام) سے پیدا ہوتی ہے۔ جو مریض کی گلٹیوں اور ناک اور زخم کی رطوبت سے بذریعہ خوردبین دیکھا جاتا ہے

مرض کی جغرافیائی تقسیم .. .. .. سے ۱۴ سو سال پہلے ہندوستان میں یہ مرض بہت کثرت سے پایا جاتا تھا۔ بعض کا خیال ہے۔ کہ اس مرض کی ابتدا مصر سے ہوئی ہے۔ لیکن یہ فیصلہ شدہ امر ہے۔ کہ یہ مرض مصر سے یورپ میں چلی گئی۔ جنگوں کے زمانہ میں یہ مرض یورپ میں عام ہو گئی۔ اور چودھویں ۱۴ صدی عیسوی میں یورپ میں بیس ہزار ہسپتال موجود تھے۔ اور ۲ ہزار ہسپتال محض فرانس میں تھے۔ مریضوں کو بالکل علیحدہ رکھنے کی وجہ سے یہ مرض یورپ سے گھٹنی شروع ہوئی۔ اور پندرھویں صدی عیسوی سے یہ بالکل غائب ہو گئی اب اسکے کچھ مریض ناروے، سویڈن، ریاست ہائے بلقان اور ٹرکی میں دیکھے جاتے ہیں۔ اور پرتگال اور سپین میں اب بھی مریض بکثرت سے دیکھے جاتے ہیں۔ درمیانی اور مشرقی افریقہ میں یہ مرض بہت زیادہ ہے۔ اور چین ہندوستان میں بھی یہ مرض زیادہ دیکھی جاتی ہے۔ جاپان میں اب بھی تیس ہزار جذامی موجود ہیں۔ اور جزائر فلپائین میں تقریباً ۱۲ ہزار جذامی موجود ہیں۔ اور امریکہ میں تقریباً تین صد جذامی موجود ہیں۔ اور اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ روئے زمین پر اس موذی مرض کے مریض تقریباً تین لاکھ ہیں۔

اسباب مرض۔ مرض کے اصل اسباب تو وہی کوڑھ کا کیڑا ہے اس کی

شکل دق کے کیڑے سے بہت سی ملتی جلتی ہے۔ یہ کیڑا گٹھلی کی رطوبت اور ناک سے بہنے والی اور گٹھلی کی الحاقی بافت اور قشری اور مخاطی بافت میں اکثر ملتا ہے۔ مریض کی متورم گلٹیوں میں بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ مریض کے بخار کی صورت میں کیڑا خون میں سے ملتا ہے۔ درحقیقت یہ چھوت دار بیماری ہے۔ اطباء متقدمین اس کو موروثی مانتے رہے ہیں۔ جدید محققین اس کو موروثی نہیں مانتے۔ غریب اور مفلس لوگ جن کی غذا ناقص ہوتی ہے۔ اور جو غلیظ اور کثیف رہتے ہیں۔ وہ اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ آتشکی مریض بھی اسی مرض میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ بعض محققین کی رائے ہے۔ کہ سڑی ہوئی یا خشک مچھلی کے کھانے سے یہ مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ شاید یہ رائے ٹھیک ہو۔ کیونکہ ساحلی ملکوں پر یہ مرض دیکھنے میں زیادہ آتی ہے۔ مریض کے ساتھ مل جل کر بہت دیر تک رہنے سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مرض موروثی ہو۔ لیکن اگر کوڑھیوں کے بچے پیدا ہوتے ہی ان سے علیحدہ کر لئے جاویں تو ان میں یہ مرض پیدا نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی بھی ہے تو بہت شاذ۔ یہ مرض آدمی میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور عورتوں میں کم۔ مرطوب اور گرم آب و ہوا میں بیماری زیادہ پھیلتی ہے۔ کیونکہ ایسی جگہ میں جلد نرم اور پسینہ سے بھیگی رہتی ہے۔ مچھر، کھٹمل، مکھیاں اور دوسری قسم کے حشرات الارض کوڑھیوں کے زخموں سے پیٹ بھر کر (یعنی جرثومہ جذام سے پیٹ بھر کر) تندرست آدمیوں کی جلد سے جرثومہ جذام داخل کر دیتے ہیں۔ چچڑی یعنی کھونٹی بھی اس مرض کے پھیلانے میں مدد کرتی ہے۔ اور کوڑھ کے مریضوں کے ارد گرد والی مکھیوں کے پیٹ میں جرم دیکھے گئے ہیں۔ اور یہ مکھیاں تندرست آدمیوں کے زخموں اور ناک میں اپنے پاخانہ کے ذریعہ سے جرثومہ جذام چھوڑ

دیتے ہیں۔ کھٹمل، مچھر اور جوئیں بھی اس مرض کو اسی طرح سے پھیلاتی ہیں۔ اور کوڑھی عورت کے ساتھ جماع کرنے سے بھی یہ مرض پیدا ہو جاتی ہے۔ کوڑھ چوہے میں بھی دیکھا گیا ہے۔ جسکو جذام موشں کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اوڑیسہ کے علاقہ کے چوہوں میں یہ مرض زیادہ دیکھا گیا ہے۔ جلدی کوڑھ یا گٹھلیدار کوڑھ کے مریض کو کبھی کبھی پہلے بخار آتا رہتا ہے۔ اور جسم پر بھورے اور سرخ رنگ کے دھبے کھلتے رہتے ہیں۔ جو بعد میں سرخ ہو جاتے ہیں۔ اور سختی پکڑ جاتے ہیں۔ اور بخار کی حالت میں ان دھبوں پر چھوٹے چھوٹے سرخ دانے مثل پت کے نکل آتے ہیں۔ اور یہ دھبے ہاتھ کی ہتھیلی کے برابر یا کم و بیش ہوتے ہیں۔ ان کے کنارے ابھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر کان کی لو اور ناک کا نتھنا اور پیشانی بھنویں اور رخسار اور ٹھوڑی پر نکلتے ہیں۔ کلائی کی سامنی سطح، ران اور چوتڑوں پر سخت سطح والے دھبے نکلتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیاں، سر، چڈے اور بغلوں میں نہیں نکلتے۔ یہ دھبے (داغ) پہلے درد کرتے ہیں۔ لیکن بعد میں درد اور حس زائل ہو جاتی ہے۔ پسینہ چاہے سارے جسم کو آ جاوے۔ لیکن ان دھبوں میں پسینہ نہیں آتا۔ کچھ مدت تک بخار آتا رہتا ہے۔ اور یہ دھبے نمودار ہوتے رہتے ہیں۔ بالآخر ان دھبوں کی جگہہ سرخ اور بھورے رنگ کی گلٹیاں بن جاتی ہیں۔ اگر ان گلٹیوں کو دونوں انگلی میں پکڑا جاوے۔ تو یہ چمکدار اور چکنی ہوتی ہیں۔

چہرے پر گلٹیاں کھلنے سے آدمی کی شکل ہیبت ناک ہو جاتی ہے اور چہرہ مثل شیبر کے ہو جاتا ہے۔ بھنویں اور داڑھی کے بال گر جاتے ہیں۔ گلے اور ناک میں گلٹیاں کھلنے سے سانس لینے اور کھانے پینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ناک کی ہڈی بیٹھ جاتی اور چہرہ اور ہاتھ پاؤں متورم ہو جاتے

ہیں۔ شکل گھناؤنی سی ہو جاتی ہے۔ اور آواز بیٹھ جاتی ہے۔ ناک اور گلے سے بدبو دار رطوبت بہتی رہتی ہے۔ آنکھ کے پپوٹے سوج جاتے ہیں۔ آنکھ کے پردوں میں سوزش ہو جاتی ہے۔ اور کارنیا پر زخم پر بھی زخم ہو جاتے ہیں ان گلٹیوں میں سے اکثر پھوٹ جاتی ہیں۔ جس سے زخم ہو جانے سے ان سے بدبو دار مادہ بہتا رہتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کی گلٹیوں کے پھوٹنے سے ہاتھ ٹیڑھے اور بدنما ہو جاتے ہیں۔ بعضوں کے گلٹیاں جگر میں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ مریض کو بخار ہوتا رہتا ہے۔ اور کمزوری بڑھتی رہتی ہے۔ دس یا بارہ سال کے عرصہ میں بخار ہٹ جاتا ہے۔ لیکن بے خوابی قائم رہتی ہے۔ اگر گلٹی دار کوڑھ کے بیچ میں اعصابی کوڑھ آجاوے۔ تو مریض کی عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

عصبی یا بے حسی کا کوڑھ۔ اس میں علامات عصبی ہوتی ہیں۔ مثلاً جسم کے دھبے بے حس ہو جاتے ہیں۔ اگر وہاں سوئی چبھوئیں یا آگ سے جلائیں۔ تو درد محسوس نہیں ہوتا۔ جسم پر چیونٹیاں رینگتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور دھبوں کے اوپر آبلے نکل کر زخم بن جاتے ہیں۔ ان میں کسی قسم کا درد نہیں ہوتا۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گل کر جھڑ جاتی ہیں۔ عصبی کوڑھ کے داغ زیادہ تر ڈھکے ہوئے جسم کی سطح پر نکلتے ہیں۔ مثل پشت ہاتھ چوتڑوں اور بازوؤں پر۔ لیکن عصبی کوڑھ میں پہلا داغ چہرے پر نمودار ہوتا ہے۔ یہ دھبے زیادہ تر دھڑ سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن بعض وقت شکل کے ہوتے ہیں۔ ان پر سے چھلکا نہیں اترتا آبلے انگلیوں کی گانٹھوں پر نکلتے ہیں۔ یہ عصبی کوڑھ میں شاذ ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ عصبی کوڑھ میں کلائی کا عصب موٹا ہو جاتا ہے۔ (النز نرو) اور کان کا عصب بھی موٹا ہو جاتا ہے۔ اور یہ عصاب ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے دھاگا میں تسبیح کے دانے ہوتے ہیں۔ یہ اعصاب پہلے درد کرتے رہتے ہیں۔ بعد میں

وجہ جاتا رہتا ہے۔ اور ان اعصابوں کا تمام رقبہ بے حس ہو جاتا ہے۔
اور ہاتھ پاؤں کے ناخن ٹیڑھے ہو کر گر جاتے ہیں۔ اور جلد چمکنے لگ جاتی ہے۔ آبلوں کے پھوٹ جانے سے زخم ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گر جاتی ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی ہتھیلیوں میں آر پار زخم ہو جاتے ہیں۔ ٹانگیں اور بازوؤں کے عضلات مفلوج ہو کر پتلے پڑ جاتے ہیں۔ ہاتھوں کے عضلات اور ہاتھوں کی ہڈیوں کے درمیانی عضلات بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ہاتھ کی شکل مثل شکاری پرندے کے پنجے کی سی ہو جاتی ہے۔ لیکن ہاتھ تھوڑا بہت کام دیتا رہتا ہے۔ آنکھ کی بھنویں گر جاتی ہیں اور آنکھ کا نچلا پپوٹا اندر سے باہر کی طرف جھانکنے لگ جاتا ہے۔ جس سے کارنیا میں زخم ہو جاتے ہیں۔

تشخیص کوڑھ:۔ یہ مرض بہت آہستہ آہستہ انسان کے جسم میں قبضہ پکڑتا ہے۔ اور کئی سال اور مہینوں کے بعد معمولی سی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اس کی تشخیص کرتے وقت برص، چنبل، فیل پا اور دوسری چند جلدی امراض کا خیال رکھنا چاہیے۔ مثلاً آتشک میں جلد کا خراب ہو جانا اس کی تشخیص کی بہتر ترکیب یہ ہے۔ کہ مریض کے کپڑے اتروا کر مریض کو ننگا کر دیا جاوے۔ اور اس کو کہیں کہ آنکھیں بند کرو۔ اس کے جسم کے داغوں کو ایک سوئی سے چھو کر دیکھیں۔ کہ آیا ان میں حس موجود ہے۔ اگر حس موجود نہیں تو وہ کوڑھ کی علامت ہے۔ کلائی کے عصب کو کوہنی کے جوڑ کے نزدیک سے ٹٹولو۔ زیادہ رسی کی مانند سخت ہے۔ اسی طرح سے کان کے عصب کو ٹٹولیں۔ عصبوں میں گانٹھیں سی بھی معلوم ہونگی۔ اور کان کی لو موٹی اور کھردری ہوگی۔ ناک کی جھلی میں سوزش ہوگی۔ اور

تھوڑی بہت رطوبت بہتی ہو گی۔ ناک کی رطوبت کا خوردبینی ملاحظہ سے جراثیمہ
جذام اکثر مل جاتے ہیں۔

علاج ڈاکٹری

حفظ ماتقدم:۔ مریض جذام کو تندرست اشخاص سے بالکل علیحدہ کھلی ہوا اور پاک و صاف جگہ پر رکھیں۔ ہر روز غسل دیویں۔ اور صاف کپڑے پہنائیں۔ ہلکی اور زود ہضم غذا دیویں۔ ایسے مریضوں کو آبادی سے دور کوڑھی خانوں میں رکھنا ضروری ہے۔

زخموں وغیرہ پر پٹی باندھیں تاکہ مواد ادھر ادھر نہ لگنے پائے۔ مریض کے بول و براز، تھوک، بلغم اور بالخصوص ان کے زخموں کے مواد کو فینائیل لوشن یا ان بجھا چونا ڈال کر دبوا دینا چاہئے۔ اور زخموں پر کی پٹیاں و دیگر ناقص پارچات جلا دینے چاہئیں۔ مریض کے لباس و ظروف مستعملہ کو بہت اچھی طرح Disinfect کرانا چاہئے۔ جذامی کے کھانے پینے کی اشیاء کو ہاتھ لگانا یا انہیں بیچنا نہ چاہئے۔ اور اسے موچی، حجام اور دھوبی کا پیشہ اختیار نہ کرنا چاہئے۔ تمام جذامیوں کو آبادی سے دور کوڑھی خانوں میں رکھنا چاہئے۔ تاکہ ان کے میل جول سے مرض نہ پھیلے کوڑھیوں کو مانگنے کی غرض سے نہ جانے دینا چاہئے۔ خیرات کرنے والوں کو چاہئے۔ کہ وہ جذامیوں کی ضروریات بہم پہنچاویں۔ روپیہ پیسہ نہ دیویں۔ تاکہ روپیہ پیسہ چھوت دار ہو کر تندرست آدمیوں کے ہاتھوں پہنچ جاتے چونکہ اکثر محققین کی رائے ہے۔ کہ جذام مرض موروثی نہیں۔ بلکہ بچوں کو والدین سے چھوت لگ کر ہو جاتا ہے۔ اسلئے جذامی والدین کے بچوں کو ان سے

علیحدہ رکھیں۔ عموماً تو کوڑھی مریض سے ہی تندرست اشخاص کو اس مرض کی چھوت لگ جایا کرتی ہے۔ لیکن کبھی کوڑھیوں کے پسوؤں، کھٹملوں اور جوؤں وغیرہ کے تندرست اشخاص کو کاٹنے سے یہ مرض ہو جایا کرتی ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے۔ کہ کوڑھیوں کی بستیاں بالکل علیحدہ ہوں۔ اور تندرستوں کو ان سے ملنے جلنے کی اجازت نہ دیویں۔ جب کسی شخص کو جذام ہو جاوے تو اس کی مرض کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے۔ کیونکہ مریضوں کو Social Ricat کا ڈر ہوتا ہے۔

اہل اسلام میں بھی جذامی سے پرہیز کرنے کے متعلق متعدد احادیث موجود ہیں۔

علاج شافی:۔ مریض کو علیحدہ کھلی ہوا میں رکھیں۔ غذا پاک و صاف زود ہضم ہو۔ گائے کا گوشت اور خشک سڑی ہوئی مچھلی سے سخت پرہیز کرانا چاہیئے۔ ہر روز مریض کو پانی میں سوڈا ڈال کر غسل کرائیں۔ نیم کا صابن سرکری سوپ، کاربالک سوپ کا استعمال کرائیں۔

علاج بالادویات:۔ W. IV - eliat mora ail in cafsole
T. i. D. Zuim ereas il up 15 mins with milk

اسی تیل کی مالش جسم پر کرائیں۔ بعض دفعہ یہ روغن مریض کو ہضم نہیں ہوتا۔ تو اس کا جوہر
andu Guda cardeti a cid
Gova cardali — [illegible]

تین گرین کی مقداریں دیں
auli Lephal — well purefued chal:
mogra ail Gr. 15. To eilpha ail
اگر اسکے ساتھ arsenic استعمال کیا جاوے۔ تو بہت فائدہ

ہوتا ہے۔ خارجی طور پر چال موگرا آئل اور نیم آئیل ملا کر استعمال کریں۔ علاج کو زیادہ دیر تک جاری رکھنا پڑتا ہے۔

اگر آتشک کے بعد کا جذام ہو۔ تو آتشک کا علاج کریں neosalvarsan کی پچکاری کریں۔ mistire of Hyp-dermic Injection

یہ ایک قسم کا جذامی مادے سے سیرم تیار کیا ہوا ہے۔ (جذامین) leprolinae اس سے intra Venous infection کیا جاتا ہے

لیکن اگر مریض کے پھیپھڑے اور گردے مبتلا ہوں۔ تو یہ ٹیکہ ناموافق ہوتا ہے۔

کلکتہ میں کوڑھیوں کا ہسپتال ہے۔ جس کا نام گوڈ ہسپتال ہے۔ اس میں قریباً تین صد کے مریض موجود ہیں۔ میں نے اس کو ۱۹۳۰ء میں دیکھا۔ انگریز ڈاکٹر Dr. Mair Incharge تھا۔

1) Good Inner use (Gradigly

2) Has to Keep the Patients well cleaned & clothes

3) Disinfectant Baths with both afreal soap

(۴) مریضوں کو خوش بخوش رکھا جاتا ہے۔ ان کے لئے ایسے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ تاش، ناول، کتابیں اخبار وغیرہ

(۵) کھانے کے لئے پھل، سبزیاں پالک، ٹماٹر، گھیا وغیرہ جسم کو پرورش کرنیوالی سبزیاں بکثرت دی جاتی ہیں۔ چونکہ ٹماٹر میں وٹیمن Vitamin ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا پانی نکال کر مریض کو دیتے ہیں۔ مکھن، بالائی، دودھ بکثرت دیا جاتا ہے۔

(۶) اگر کوئی کوڑھی بیمار ہو جاوے۔ تو اس کا فوراً علاج کیا جاتا ہے اور یہ کوشش کی جاتی ہے۔ کہ مریض کسی اور مرض میں مبتلا نہ ہو جاوے۔ مثلاً موسمی بخار پیچش یا کوئی متعدی مرض۔ تاکہ مریض کی قوت مدافعت میں کمی نہ ہو وے۔ کیونکہ اس سے کم ہونے سے مرض جذام کے کا خطرہ ہے۔ غرض غذا اور پرہیز دونوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔

: 7 Soda salt of Chal mogra oil in eup sules. Ethye Esters introdermal infection in lep rany spots.

: 8 Various massage :- Chalmogra oil - sweet-oil.

9. Tonics - arsenic - Styelmnie alter oil, Iron

علاج جراحی

درد عصب میں ۔ عصب کو کھینچ دی جاتی ہے۔ مختلف آنکھ کے اپریشنوں کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ مثلاً نچلے پپوٹے کی پلک بندی۔ آئرس کا اوپریشن کیا جاتا ہے۔ Perpiating ulcer بعض دفعہ میں ہاتھ یا پاؤں کاٹا جاتا ہے۔ گلا بند ہو جانے سے Tracheday کی جاتی ہے۔ اور اکثر دفعہ جگہ میں پھوڑا ہو جاتا ہے۔ تو اس کا اوپریشن کیا جاتا ہے۔

درسِ حیات یعنی تقریرِ دلپذیر

حضرت مولانا حکیم عبدالحمید صاحب عتیقی سینئر وائس پریذیڈنٹ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت لاہور

قدرتِ خالقہ نے حضرت قبلہ عتیقی صاحب کو ہر کارے و ہر مردے کے مصداق "تخلیق مجالس" کا محیر العقول ملکہ ودیعت کر رکھا ہے۔ آپ کی آغوشِ شفقت میں جہاں ان گنت انجمنیں پروان چڑھیں۔ وہاں جمعیت مجالس اطبا پنجاب بھی اقل مدت میں عہدِ طفولیت سے نکل کر شباب کی سحر طراز رعنائیوں سے روشناس ہو گئی۔ یقیناً آپ کی "مجالس پروریوں" کا یہ شاہکار عارفانِ فن کے قلوب میں اجتماع و عمل کی زندۂ جاوید تڑپ پیدا کر چکا ہے ——!

ہم "شکر و تبریک" کا نذرانہ پیش نہیں کرتے —— کیونکہ شاید یہ حقیر پیشکش ہماری کور ذوقی پر محمول متصوّر ہو ——! "سلمی"

آج جب کہ فضاءِ عالم افتراق و تشتت کی خوفناک کارگزاریوں سے عرصۂ محشر کا نقشہ بنی ہوئی ہے۔ جابر و قہار قوتیں کمزور و ناتواں قوموں کو نگل جانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھی ہیں۔ بے بسوں اور ناتوانوں کے خونِ ناحق سے فراعنۂ دہر کے جبوں پر شجاعت و مردانگی کے نقوش قائم کئے جاتے ہیں۔ جبال و قتال کے جہاں سوز شعلے ایک عالم کو آغوشِ فنا میں سنبھالنے کا منصوبہ گانٹھ چکے ہیں۔ آپ خدا کے لئے ایسے نازک و مہلک دور میں باہمی کدورتوں اور خلفشاروں کو ترک کر دیں۔ محض ذاتی شکر رنجیوں کے نتیجہ میں پیدا شدہ

صورتِ حالات کو جماعتوں کی تخریب کے لئے وجہ جواز نہ بنائیں۔ جو قوم اگر وہ اور ملک ایسے وقت پر اتحاد و یک جہتی سے کام نہیں لے سکتے۔ وہ یقیناً دنیا میں اپنی بقا کے حقوق کھو دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں ایسے طبقہ کو خطاب کر رہا ہوں۔ کہ جنہیں حکماء کہا جاتا ہے۔ ہر حکیم خداداد حکمت و عقل کے طفیل تعاون و اشتراک کی برکات سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ اگر آپ تمام مظاہر زندگی پر نظر دوڑائیں۔ تو نظامِ عالم میں کوئی بھی ایسا مظہر نہیں جو اشتراک و تعاون کا محتاج نہ ہو۔ بلکہ ہر مظہر کا تجزیہ کرنے سے یہ بات پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ متضاد النوع اجزاء سے مرکب ہے۔ اگر متضاد النوع و مختلف القسم اجزا باہمی عنصر و ارتباط سے کارآمد وجود کی حیثیت اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر سائے اور روشنی میں بھی کم از کم دن میں دو بار خوش آیند و دلفریب تعاون و اشتراک ہو سکتا ہے۔ اگر کبھی کبھی چاند اور سورج بھی ربط و قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اجسام میں آب و آتش کی متضاد اخلاط باہمی اشتمال سے القاء روح حیات کر سکتی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ اشرف المخلوقات اور پھر حکیم ہوں۔ آپ کے مقاصد اور مطالب ایک ہوں۔ مگر ذاتی کاوشوں اور انفرادی حاجتوں نے آپ کو اس حد تک مجبور کر رکھا ہو۔ کہ کم از کم ایک جگہ جمع ہونے کی تاب بھی نہ لا سکیں۔ میں مختلف مجالس کے اجتماعات پر رونما ہونے والے اندوہناک افسانوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ مگر افسوس کہ اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ ہر اجتماع نے ایک نئی جنگ کا آغاز کیا۔ ہر دعوتِ اشتراک نے عدم اشتراک کے مواقع پیدا کر دیئے۔ مگر معاف کیجئے گا۔ اس قسم کے نتائج قبیحہ کی ذمہ داری جہد و اشتراک پر عائد نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان بدنصیب انسانوں

پر جو کہ جماعتوں کے مفاد کو ہمیشہ ذاتیات کی نذر کرنے کے عادی ہیں۔ اگر رات کی آخری ساعتیں صبح سے متعاون نہ ہوتیں۔ اور صبح کے آخری لمحات زندگی شام کو دعوتِ عمل نہ دیتے۔ تو شام و سحر کے رد پرور قلدوا فزائیوں کی کوئی وقعت نہ رہتی۔ بلند ترین پہاڑ کی چوٹی پر کے تنگ راستہ پر مقابل سمتوں کو جلنے والی بکریاں باوجود تضاد و تخالف کے باہم متصادم ہو کر کبھی بھی اپنی غارتگری کے سامان پیدا نہیں کرتیں۔ بلکہ پورے ایثار و تدبیر سے کام لے کر ایک سرِ راہ دراز ہو کر دوسری کو گذرنے کا موقع بہم پہنچا دیتی ہے لازماً دونوں خیر و سلامتی سے منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہیں۔ اگر ناعاقبت اندیشی اور ضد سے کام لے کر ہماری طرح باہم آمادۂ پیکار ہو جائیں۔ تو یہ آویزش ان کی ہلاکت کا باعث ہو۔ آہ! اگر بکریاں تک اپنی ضروریات اتحاد و اتفاق سے غافل نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہر آواز جو اتحاد کے نام پر بلند کی جاتی ہے۔ کسی اچھی صدائے بازگشت کو حاصل نہیں کر سکتی۔ بلکہ ایک نیا اختلاف اور ایک اچھوتا ہنگامہ بپا ہو جاتا ہے۔

آج کل رجسٹریشن کا مسئلہ قانون کی صورت اختیار کرنے والا ہے۔ ابھی یہ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ کہ آپ کو کس قدر بھیانک صورت حالات سے مقابلہ ہوگا۔ آپ یو۔پی کے عبرتناک حالات اور اطبا کے سبق آموز انجام پر نظر کیجئے۔ وہاں اطبا کی باہمی نزاعوں اور ہٹ دھرمیوں نے انہیں کسی کام کا نہ چھوڑا۔

اس پارٹی بازی کے زمانہ میں کسی بھی نظام و ادارہ میں جو پارٹی برسرِ اقتدار آیا کرتی ہے۔ وہ اپنی مخالف پارٹیوں کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ

فروگذاشت نہیں کرتی۔ چنانچہ دہلی کی وہ پارٹی جو برسرِ اقتدار آئی۔ اس نے دوسری پارٹیوں اور ان کے معاونین کو یک قلم حق رجسٹریشن سے محروم کر دیا بے شمار فاضل اطباء محض اس واسطے رجسٹرڈ نہ ہو سکے۔ کہ وہ ایک مخالف گروہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جس کی یاداشت میں محرومیٔ رجسٹریشن کی سزا دینا لابدی ہے۔ اور اکثر نااہل لوگ محض اس بناء پر رجسٹرڈ کر لئے گئے ہیں۔ کہ انہیں برسرِ اقتدار جماعت کا قرب حاصل تھا۔ اس غارتگر ناچاقی سے فنِ عزیز قوم اور ملک کو اس قدر نقصان پہنچا۔ کہ جس کی تلافی شاید آئندہ ربع صدی تک نہ ہو سکے۔

طبیبوں کو جب لوکل بورڈز سروس میں لیا گیا۔ تو طبیب انچاس اور وید ایک سو انچاس ملازم ہوئے۔ اس کے خلاف ایک بے ہنگم شور بپا ہوا۔ کسی نے ہندو مسلم تعصب کو اس بے انصافی کا ذمہ دار گردانا۔ کسی نے حکومت کے رجحان کا رونا رویا۔ مگر افسوس کہ اس کا پس منظر ہماری باہمی آویزشوں کے نتائج سے اسقدر بھیانک ہو چکا تھا۔ کہ اب رونا لاحاصل اور چیخ و پکار بے سود تھی۔ اطباء اس قدر کم تعداد میں رجسٹرڈ ہو سکے کہ تناسب کے اعتبار سے صرف انچاس آسامیاں ہی حاصل کر سکتے تھے۔ کیا یہ واقعہ نہیں۔ حادثہ ہے ——— ہماری کوتاہ فہمیوں اور کج رویوں پر متواتر ملامت نہ کرتا رہے گا۔ کیا ہمیں اس کے بعد بھی یہ حق ہے۔ کہ ہمدردِ فن ہونے کا غلط دعوے کریں۔

اب پنجاب کی باری آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یو۔پی کے قانون رجسٹریشن کی روشنی میں ہی اس قانون کو وضع کیا جائے۔ کمیٹی کی سفارشات کے متعلق اس وقت تک جب کہ وہ من وعن ہمارے سامنے نہ ہوں۔ اظہارِ خیال

مناسب نہیں۔ تاہم کہا جاتا ہے۔ کہ عنوانات اچھے نہیں۔ آپ خدا کے لیئے اطباء دہلی کی قابل رحم حالت سے سبق حاصل کریں۔ اس نازک وقت کے لیئے باہم مل بیٹھیں۔ وہ افتراق اچھا جو آپ کو غارتگری وتباہی کے گہرے غار میں دھکیل دے۔ یا وہ اتحاد واتفاق اچھا۔ جو آپ کو کامیابیوں اور آبرومندیوں کے دامن میں تسکین دلائے۔ کون ہے۔ جو زہر ہلاہل کا پیالہ محض اس خیال پر نوش کرنے کی کوشش کرے۔ کہ اس کی موت پر اس کے بدخواہ کو مقدمہ میں گھسیٹا جاسکتا ہے۔ اپنی موت سے کسی کی اذیت کے سامان فراہم کرنا کہاں تک عقلمندی پر مبنی ہے۔ اپنے مکان کو محض اسلیئے گڑھے کی صورت میں منتقل کرنا۔ کہ پڑوسی کی ٹانگ سلامت نہ رہے کسقدر بدترین فطرت کا مظاہرہ ہے۔ طویل کشمکش ہماری اخلاقیات پر کچھ اس بری طرح اثرانداز ہوئی ہے۔ کہ ہم محبت وغیرت فنی سے بھی محروم ہو گئے ہیں۔ چنانچہ رجسٹریشن سب کمیٹی کے اجلاس کی نمائندگی کے سلسلہ میں شو شرما صاحب نے نہائیت فخر وتعلی سے کہا۔ کہ مجھے تمام وئید صاحبان کا حق نمائندگی حاصل ہے ایک وئید بھی ایسا نہیں جسے میری نمائندگی سے اختلاف ہو۔ اس پر ٹھاکر دت شرما، دیگر وئیدوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ وہ فی الحقیقت منظم و متحدہ ہیں۔ میں اپنی طرف سے وئید صاحبان کے تحسین آمیز اتحاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

بخلاف اسکے اطباء کرام سے کسی ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی۔ کہ اپنی نمائندگی کا موثق دعوے باندھ سکتا۔ اور جرأت ہوتی بھی کیسے۔ جبکہ اپنی اندرونی کمزوریوں سے آگاہ تھے۔ جہاں ایک دوسرے کے خلاف محض ذاتی انتقام کی خاطر خوفناک الزام لگانا جائز سمجھا گیا ہو۔ جہاں محض درم ودرم کی حرص دامنہ

میں دوسروں کو گالیاں دینا روا رکھی جا سکتی ہوں۔ جہاں اپنی عزت کا معیار دوسروں کی رسوائی تک سمجھا جاتا ہو۔ وہاں نمائندگی دعوے کرنے کی جرأت کہاں۔ جس گروہ کا ذوق حیات کچھ اسقدر ختم ہو چکا ہو۔ کہ وہ گالی گلوچ کو بھی ایک دلخوش مشغلہ خیال کرے۔ اس کے متعلق کون یقین کر سکتا ہے۔ کہ وہ کسی کی نمائندگی خاموشی سے برداشت کریں گے۔ الغرض ان محشر خیز ساعتوں میں میں پھر ایک بار آپ سے اپیل کروں گا۔ کہ آپ باہم ایک ہو جائیں۔ ذاتی کینوں اور کدورتوں کو خیرباد کہہ دیں۔ آپ کے سامنے مشکلوں کے پہاڑ آئیں۔ تو روئی کے گالوں کی طرح اڑ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ کے پاس قوت اتحاد و عمل موجود ہو۔

اپنے مستقبل کی کا خاکہ ذہن میں اتاریں۔ اور اب سے ہی ایسی روش اختیار کریں۔ جو آپ کو اتحاد و اتفاق کی لڑی میں منسلک کر دے۔

اس وقت صوبہ میں جس قدر طبی جماعتیں مصروف عمل ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ان کا مقصد عظیم ایک ہی ہے۔ اور وہ خدمت فن۔ پھر اسقدر بُعد و افتراق کیوں۔ اسی افتراق نے جہاں ہمارے لئے لرزہ بر اندام کرنے والی پستیاں اور ندامت پسندیاں پیدا کر دی ہیں۔ وہاں ہمارے ذہنوں کو اسدرجہ ماؤف کر رکھا ہے۔ کہ ہم پر آئندہ ترقیوں کے دروازے مسدود ہو چکے ہیں۔

یورپ کی ادویہ فروش فرموں اور دیگر کاروباری لوگوں کے ادنے ملازم باہمی اشتراک و تعاون سے مختصر پیمانے پر کام کرنے کرتے اسے پوری وسعت و رفعت پر لے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ اپنے بنے بنائے کاموں

کو نہایت بے دردی سے باہمی لاگ ڈانٹ کی نذر کر دیتے ہیں۔
آپ کا طریق علاج باوجود کامیاب اور منفعت بخش طریق علاج ہونے کے بدنام ہوئے جا رہا ہے۔ اس بدنامی آپ کی غلط کاریوں اور بداعتدالیوں کی آغوش میں ہے۔ کوئی مریض جب ایک طبیب کے پاس علاج کی غرض سے جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ کس اناڑی سے علاج کرایا تھا۔ ارے میاں نیم حکیم خطرۂ جان، نیم ملا خطرہ ایمان۔ اس بیچارے کو آخر آنا ہی گیا ہے۔ ابھی تمہارا آب و دانہ باقی تھا۔ جو میری طرف رجوع کر لیا۔ ورنہ اور چند دن بعد قصہ ہی تمام ہوتا۔ اب اسکے دل میں طبیبوں کی ایک عجیب بداعتقادی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اس کی قوت ارادی کے لئے باعث ضرر ثابت ہوتی ہے۔ علاج میں کامیابی کے لئے جہاں اچھی تشخیص اور اچھے نسخہ کی تجویز ضروری امور ہیں۔ وہاں معالج کے اخلاق و تقدس کا اثر اور مریض کا اعتماد و شوائش بھی لابدی ہے۔ مگر مریض بھانپ جاتا ہے۔ کہ ایں حضرت نو خیز سے ہی دکھائی دیتے ہیں اسی تذبذب میں وہ ایک دن تو علاج کراتا ہے۔ جس کا لازماً چنداں فائدہ نہیں ہوتا۔ تیسرے دن وہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہی کسی اور طبیب کے مطب کی راہ اختیار کرتا ہے۔ وہ بھی اپنے فنی بھائیوں کے متعلق یہ سوال کرنے میں کہ حضرت علاج کس کا ہوا۔ کچھ کم مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ جہاں مریض نے نام لیا۔ دھڑا دھڑا ناپ شناپ سنانا شروع کر دیں ایسے حالات میں مریض یہاں بھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ پیدا شدہ بدگمانی میں اور اضافہ لے کر جاتا ہے۔ اب اس پر طبیبوں کے اخلاق اور ان کی شرافت کا بھرم کھل جاتا ہے۔ اور وہ ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جہاں ڈاکٹر حضرات نے پوچھا۔ کہ علاج کس کا تھا۔ اسنے بیساختہ کہا۔ کہ کئی ایک حکیم

صاحبان کا۔ ڈاکٹر بھی بگڑ کر بولے آخر حکیموں کو آتا ہی کیا ہے۔ ناحق فریب کا جال پھیلا رکھا ہے۔ لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے پہلے معالج کو ڈاکٹر بتلایا۔ تو جناب ڈاکٹر نے اف تک نہ کی۔ اپنی زبان کو جنبش لانا گناہ سمجھا! اسلئے کہ وہ اپنی جماعت کے فرد اپنے گروہ کے انسان کی توہین کر کے خود باعزت زندگی نہیں گزار سکتا۔ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر کسی ڈاکٹر کے خلاف آج میں نے کچھ کہا۔ تو کل کو میرے خلاف کہا جائے گا۔ جس سے ہمارا طریق علاج خواہ نخواہ بدنام اور ہم بے عزت ہوں گے۔ ایسے واقعات عوام کے دلوں میں جذبات تنفر پیدا کر دیتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ یہ جذبات پروان چڑھ کر جیسا کہ اب چڑھ چکے ہیں۔ ہمارے طریقے علاج کو کچھ اس طرح بدنام کرتے ہیں۔ کہ کوئی قریب تک نہیں بھٹکتا۔ تمام لوگ فن اور اہلِ فن کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کسی فن کی قدر و عزت افزائی اس فن کے پیشہ وروں کے کیرکٹر سے وابستہ ہوتی ہے۔ ہم شکایت کرتے ہیں کہ حکومت نے کبھی بھی ہماری طب کی کماحقہ سرپرستی نہ فرمائی۔ مگر مقام عبرت ہے۔ کہ جو حضرات اپنی عزیز صناع سے اسقدر غافل ہیں کہ آنکھ تک نہیں کھولتے۔ بلکہ رات دن بربادی و تباہی کے نئے نئے فتنہ خیز سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ انہیں حکومت کو یہ کہتے ہوئے کہ وہ طب کی سرپرستی نہیں کرتی ذرا حمیت سے کام لینا چاہیے۔ چنانچہ ایک دفعہ حکیم اجمل خان صاحب مرحوم کے وقت میں کونسل میں ایک سوال کے جواب میں پوچھیے یاد پنڈت مدن موہن لال مالوی نے کہا۔ کہ حکومت کو کیا پڑی کہ وہ کسی ایسی طب کی سرپرستی کرے جس کے حامل اس کی سرپرستی کرتا خود عار خیال کرتے ہیں۔ اطبار کی غیرت کو پیدا کرنے کیلئے اس سے زیادہ کاری ضرب اور کیا ہو سکتی ہے۔

جمعیت مجالس اطباء پنجاب نے جس حسن و اخلاق اور گرمئی عمل سے

اطباء پنجاب کو دعوتِ اشتراک دی، الحمد وللّٰہ کہ اس کے نتائج نہائیت خوشگوار رونما ہوئے۔ بہت سے متحارب مخالف ادارے باہم شیر و شکر ہو گئے۔ اگرچہ ابتداء میں ایسے شاندار نتائج کا پیدا کرنا کوہ شکنی سے زیادہ دشوار معلوم ہوتا تھا۔

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت لاہور نے جمعیت مجالس اطباء پنجاب سے تعاون کر کے بیش از پیش قابل تعریف خدمات سر انجام دیں۔ یہ جماعت اپنی وسعت اثر و رسوخ کے اعتبار سے پنجاب بھر کی تمام مقتدر طبی جماعتوں سے بازی لے گئی ہے۔ جہاں تک اس کے اندرونی نظام و ضبط کا معائنہ کرنے کا موقعہ ملا۔ بے حد قابل تعریف پایا۔ اگر تمام جماعتوں کے اندرونی نظام اسقدر باقاعدہ ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اطباء پنجاب میں پھر سے روحِ حیات عود نہ کر آئے۔ اگرچہ ہم اس جماعت کی تعریف کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ کیونکہ ہم سے بجا طور پر متوازن و متوازی سلوک کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر حقائق کا اظہار معیوب نہیں ہوا کرتا۔ جو احباب اس اجتماع کے اتحاد پرور نظارے بچشم خود مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ وہ یقیناً میری ہمنوائی میں عار محسوس نہیں کر سکتے۔

انجمن خادم الحکمت کے مقتدر ارکان و عہدہ داران کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی خدمت میں تبریک و تہنیت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ نیز ایک بار پھر اطباء کرام سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ خدا کے لئے نزاکت وقت کا احساس فرماتے ہوئے ایک نقطہ پر مجتمع ہو جائیں۔ تاکہ آنے والی آفات و بلیات آپکی متحدہ یلغار سے کانپ اٹھیں۔

ے تقریر کے وقت آپ انجمن خادم الحکمت کے عہدہ دار نہ تھے۔

اجلاس ششم

زیر صدارت حاجی مولوی حکیم ابو تراب محمد عبد الحق خانصاحب امرتسری ایڈیٹر اہل السنت والجماعت

مولینا ممدوح باوجود ہمہ پیرانہ سالی کیف و نشاط کی شباب آور ساعتوں کا بدل معقول ہیں۔ آپ کے "ٹھوس" مزاحات صفِ ماتم سے دیوار قہقہہ قائم کر سکتے ہیں۔ آپ نوجوانوں کی تسخیر قلوب کے اٹل سامان رکھتے ہیں۔ بیک وقت بلند پایہ مزاح گو عمدہ معالج اور شیریں مقال واعظ ہیں جلسہ گاہ آپ کی "نوایجادیوں" سے جشنِ نوروز بن گئی۔ ہم صادق قلب سے شکر گزار ہیں۔

"سلیمی"

خطبۂ صدارت

حضرات بزرگانِ وطن و حامیان فن طب و دیگر اکابر قوم سب سے پہلے میں اللہ رب العزت کا خلوص قلبی سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جس نے مجھے فنی خدمت کرنے کی توفیق بخشی۔ ذالکَ فضلُ اللہِ یؤتیہ من یشاء اسکے بعد میں ممبران اور عہدہ داران آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جنہوں نے مجھ جیسے بے بضاعت علوم و فنون کی عزت افزائی فرماتے ہوئے صدارت اجلاس کا فخر بخشا۔ میں اس چیز کو اپنے احباب و ہم پیشہ اطبا شاہدرہ وغیرہ کی طرف سے ایسے نازک وقت میں مودت و یگانگت کا اعلان سمجھتا ہوں۔ اور ان کی اس خلوصِ قلبی کا مکرر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا

ہوں۔ کہ جب آپ نے اس اہم کام کا بوجھ میرے ضعیف کاندہوں پر ڈال دیا۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری امداد کریں گے۔ واللہ اگر آپ حضرات نے ایسا کیا۔ تو مجھے اذعان واثق ہے۔ کہ طب قدیم کی کشتی بھنور سے نکل کر ساحل مراد تک پہنچ جائے گی۔ اور ڈوبنے سے بچ جائے گی۔ اور گورنمنٹ کے نزدیک قابل قدر سمجھی جائے گی۔

بزرگان و عزیزان من جس فن شریف کو میں اور میرا خاندان اور آپ عرصہ طویل سے اپنا طرہ امتیاز خیال کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے شریف ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ شرافتہ موضوعہ وھو بدن الانسان لان موضوع العلم مایبحث فیہ عن عوارضہ الذاتیۃ و لہذا قال اھل العلم العلم علمان علم الابدان و علم الادیان لیکن میرے دوستو آج طب یونانی اسلامی جس دور سے گزر رہی ہے۔ اس کا اندازہ ہر حال میں فن طب محسوس کر رہا ہے۔ اور آنے والے مصائب کا اندازہ کر رہا ہے۔ حالانکہ اِن فن طب ذرا ٹھنڈے دل سے ہم سب بھائیوں کو متفقہ طور پر اس کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔ اور اس کا مستقبل سوچنا چاہیئے۔ اسلیے آپ کو شاہدرہ تشریف لانے کی تکلیف دی گئی ہے ۔

دو دل یک شوند بشکند کوہ را — پراگندگی آرد انبوہ را

مولانا جامی رح نے کیا ہی اچھا لکھا ہے ۔

چو آید مشکل پیش خردمند — کزاں مشکل فتد در کار او بند

کند عقل دگر با عقل خود یار — کہ تا در حل آں گردد مددگار

دیکھیے ڈاکٹروں کی طرف سے ہم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ طب دیسی ان سائنٹیفک ہے۔ یعنی غیر مدلل اور غیر معقول ہے۔ حضرات یہ اعتراض اس وقت نہیں کیا جاتا تھا۔ جبکہ یورپ کی مہذب جماعتیں اندلس (ہسپانیہ)

میں زہراوی اور قانون شیخ وغیرہ بطور شاگردی کے اطباء سے پڑھتی تھیں۔ اور اسکی تشریح اور سرجری اور قواعد کلیہ و جزئیہ کو قابلقدر سمجھتی تھیں۔ اور انکے علیشان اور مدلل (سائنٹیفک) ہونے کی معترف تھیں۔ اور اسی کے علاج کو پسند کرتی تھیں۔ بلکہ یہ غلط اعتراض ویسی طبیوں پر اس وقت سے چلا آرہا ہے۔ جب سے ایلوپیتھک نے حکومت کے زیر سایہ نشوونما پایا۔ اور ترقی شروع کی ہے۔ ہمارے خیال میں اس لغو اعتراض کو رفع کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ ان اصول مسلمہ کو سامنے رکھ لیا جائے۔ جن کی بنا پر ہم کسی کو ان سائنٹیفک کہنے پر مجبور ہوں۔ چنانچہ ماہرین علوم اور فلسفہ دانوں نے سائنس کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔ جو مسلمہ عند العقلاء ہے۔

پس روشن ضمیر حضرات اور شائقین علوم و فنون پر واضح ہو۔ کہ سائنس کی تعریف کتب فلسفہ میں یہ لکھی ہے۔ علم باحوال اعیان الموجودات علی ماھی علیہ بقدر الطاقۃ البشریۃ یعنے فلسفہ ایک علم ہے۔ جس میں اعیان موجودات کے احوال علی ماھی علیہ بقدر طاقت بشریہ کے معلوم کئے جاتے ہیں۔ یہ تعریف جامع و مانع ہے۔ جو جنس اور فصل پر مشتمل ہے۔ فلسفیوں نے لکھا ہے۔ کہ اس تعریف میں (جو دور اور تسلسل سے مبرا ہے) اگر موجودات کو عام لیا جائے اور موجودات ذہنیہ و خارجیہ اور معقولات ثانیہ کو شامل کیا جائے۔ تو علاوہ علم طبعی کے جو علم طب کو شامل ہے۔ علم ریاضی و علم الٰہی و علم تہذیب الاخلاق و علم سیاست مدن و علم تدبیر منزل کے یعنی علاوہ علم حکمت نظری و حکمت عملی کے علم منطق کو بھی یہ تعریف شامل ہے۔ لان المنطق آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتھا الذھن عن الخطاء فی الفکر (ملاحظہ ہو قطبی و شرح تہذیب و میر زاہد ملا جلال و شرح ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ) یعنی منطق ایک آلہ قانونیہ ہے۔ جس کے

نگاہ رکھنے سے ذہن خطائی الفکر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور معلومات تصوری اور تصدیقی سے مجہول تصوری اور مجہول تصدیقی کے معلوم کرنے میں اور ترتیب امور معلومتہ للتادی الی مجہول میں غلطی واقعہ نہیں ہوتی۔ خلاصہ یہ کہ موجودات کو عام رکھنے سے علم منطق علم فلسفہ و سائنس میں شامل رہے گا۔ اور اگر موجودات کو عام نہ رکھا جائے۔ بلکہ موجودات خارجیہ سے مختص کیا جائے۔ تو پھر علم منطق کو یہ تعریف شامل نہیں ہوگی۔ کیونکہ منطق میں موجودات ذہنیہ سے بحث کی جاتی ہے۔ نہ موجودات خارجیہ سے کما بین فی کتب علم المیزان کشرح المطالع وغیرہ اور حق یہ ہے۔ کہ تعریف سائنس میں موجودات کو عام ہی رکھنا چاہیے۔ لہذا تعریف مذکور میں علم منطق بھی شامل ہے۔ وکلامنا ختم فیہ میری اس تقریر سے جناب سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ جس طرح علم ریاضی اور علم الہی سائنٹیفک اور معقول ہے۔ ویسے ہی علم طب بھی۔ کہ جس کا موضوع بدن انسان ہے اور احوال صحت اور مرض اور حالت ثالثہ سے اس میں بحث کی جاتی بجمیع اقسامہ سائنٹیفک ہے۔ کیونکہ وہ ایک حصہ ہے۔ علم طبعی کا کہ جس میں جسم طبعی کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو صدرے صدری شمس بازغہ وغیرہ) اور فلسفہ جدیدہ میں سائینس وفلسفہ کی تعریف یہ ہے۔ سائنس انسانی معلومات کے اس حصہ کا نام ہے جس کے اجزاء دوسرے معلومات کے اجزاء سے ممتاز ہونے کے علاوہ اصول وقواعد پر مبنی ہوں۔ اور ان کو اس طرح مرتب و منضبط کیا گیا ہے۔ کہ ان کے اجزاء و مسائل کا باہمی طور پر ایک دوسرے کی توضیح کرتا ہے یہ ہر دو تعریفیں جامع ومانع ہیں۔ یعنے اپنے افراد کو جامع اور دخول غیر کو مانع ہیں۔ لہذا دونوں صحیح ہیں۔ مذکورہ بالا تعریفوں کے مطابق آپ طب یونانی کو دیکھئے۔ کہ گیا اس کے اجزاء ایک دوسرے سے ممتاز ہونے کے علاوہ اصول وقواعد

پر مبنی نہیں ہیں۔ اور کیا اس میں بعض اعیان موجودات خارجیہ یعنے بدن انسانی کے احوال کا علم بقدر طاقت بشریہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور کیا اس کو اس طرح مرتب و منضبط نہیں کیا گیا۔ کہ اس کے اجزاء کا باہمی تعلق ایک دوسرے کیساتھ وابستہ ہو۔ طب اسلامی کے ماہر اور طب جدید کے عالم اچھی طرح سے واقف ہیں۔ کہ اس کے شعبہ کلیات سے لے کر علم الادویہ معالجات، قرابادین، حفظان صحت میں ان اصول پر سختی سے پابندی کی گئی ہے۔ مثلاً اصول کلیہ، شعبہ کلیات میں طے کر دیئے گئے ہیں۔ ان اصول کو۔ کہ علاج کل مرض بالضد و تنقیۃ المادۃ و تعدیل الاخلاط جزیات میں اس شدت سے برتا گیا ہے۔ کہ کہیں بھی ان کے خلاف عملدر آمد نہیں ہوا۔ اور اگر کسی طبیب نے ان اصول کے استعمال میں لغزش کی ہے۔ تو دوسرے طبیب نے فوراً اس طرف توجہ دلادی ہے۔ اور اس طریق عمل کو ناواجب اور نادرست قرار دیتے ہوئے اس کی اصلاح کی ہے۔ میں اس مسئلہ کو جو اجلے بدیہات سے ہے۔ زیادہ واضح کرتا۔ مگر چونکہ مجھے اور بھی چند ضروری مسائل بیان کرنے ہیں۔ اور رجسٹریشن اطباء پر روشنی ڈالنی ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ دوسرا طریقہ ان سائنٹیفک کہلانے کا یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ان شعبوں پر غور کریں۔ جو مدلل و غیر مدلل طبیبوں میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں سب سے پہلے اس طب کے اجزاء ان کے سامنے رکھتا ہوں۔ جس کو ایلوپیتھک والے ان سائنٹیفک کہتے ہیں۔ اور آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ ان میں کون سا حصہ طب یونانی اسلامی میں نہیں ہے دیکھیئے اسکے شعبے حسب ذیل ہیں۔

کلیات، منافع الاعضاء، تشریح، علم الامراض، علم الجراحت، علم المعالجات قرابادین، علم الادویہ، حفظانِ صحت وغیرہ اور سائنٹیفک طب کے شعبے حسب ذیل

ہیں۔ تفصیر ین کیمسٹری، فزیالوجی، اناٹومی، پیتھالوجی، سرجری، میڈیسن فارماکوپیا میٹریا میڈیکا، ہائی جین، بیکٹیریالوجی مذکورہ بالا فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ جملہ شعبہ جات مذکورہ میں سوائے علم الجراثیم (بیکٹیریالوجی) کے باقی سب شعبے طب یونانی میں (جس کو یہ لوگ ان سائنٹیفک کہتے ہیں) موجود ہیں۔ اور دونوں طبوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو قانون شیخ و کامل الصناعت و شرح اسباب و نفیسی و گیلانی شرح قانون و طب اکبر و مفرح القلوب و زہراوی و ذخیرہ خوارزم شاہی و اکبر اعظم و مخزن الادویہ و محیط اعظم وغیرہ یہ ہی وجہ ہے کہ جس مرض کو طب قدیم نے لاعلاج لکھا ہے جیسے تپ دق، سل، ذیابیطس برص، جذام، سرطان وغیرہ۔ اس کو ایلوپیتھک (ڈاکٹروں) نے اب تک باعلاج ثابت نہیں کیا۔ اور ان امراض مہلک کے لئے یورپ و امریکہ نے کوئی مجرب دوا ایجاد نہیں کی۔ دیکھئے علامہ سمرقندی اور علامہ نفیس شارح اسباب وغیرہ نے لکھا ہے۔ کہ سرطان (کارنیکل) کا علاج ادویہ کے ذریعہ سے ناممکن ہے اور جراحی کے ذریعہ سے بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ اس میں رگیں اور شاخیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو مواد فاسدہ کو ہر طرف جاذب کرتی رہتی ہیں۔ ان کو جڑ سے نکالنا محال ہے۔ اس کی اکثر رگوں پر (جو جوہر عضو میں پوشیدہ رہتے ہیں) اگر عمل جراحی (اپریشن) کے بعد کوئی رگ باقی رہ جائے۔ تو اس میں خبیث مادہ ردیہ، متعفنہ کی وجہ سے دوسرا سرطان پیدا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا مریض کو ناحق عذاب میں مبتلا نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ (ملاحظہ ہو شرح اسباب بحث سرطان) اس مرض کے متعلق یہ تو یونانی طبیبوں کا قول ہے۔ اب ایلوپیتھک والوں کا حال سنیئے۔ کہ انہوں نے سرطان میں بے شمار اپریشن کئے۔ مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ صرف وہی کامیاب ہوا۔ جس کا مادہ رگوں میں

کافی نہ رہا۔ اور جس کا مادہ متعفنہ باقی رہا۔ اس کا اپریشن کرنا ایسا مہلک ثابت ہوا۔ کہ مریض داعی اجل کو لبیک کہہ کر اعزہ و اقارب سے دائمی مفارقت کر گیا۔ جس طرح آج کل انجیکشن کرنے سے جس کی حرارت غریزی کم ہو بچ نہیں سکتا۔ ویسے ہی سرطان کا حال سمجھیئے۔

اب بتلائے ان معترضین کے پاس ڈاکٹری کو معقول بتلانے اور طب کو غیر معقول (ان سائنٹیفک) بتلانے کی کیا وجہ ہے۔ اور ترجیح کا کیا سبب ہے۔ اسی واسطے ڈاکٹر فزل صاحب نے ۱۸۹۲ء میں کہا تھا۔ کہ یہ طب ترقی یافتہ سائنس ہے۔ جس پر دنیا عمل کر کے فوائد حاصل کر رہی ہے۔ اور مسٹر دبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ دیسی طب کی کتابوں اور مصنفوں کی تعداد بڑی ہوئی ہے۔ اور ہندوستان کی سرجری میں پرانے ویدوں کو کمال حاصل تھا۔ اگر یورپین سرجن اب بھی اس طرف متوجہ ہوں تو ان سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طرح مسٹر ڈبلیو ڈبلیو منٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حکماء کی سرجری نہایت اعلیٰ تھی۔ وہ لواسیر، سنگ مثانہ، امراض رحم اور حمل کے نہایت کامیاب اپریشن کرتے تھے۔ اس میں ان کو یدطولیٰ حاصل تھا۔

علیٰ ہذالقیاس سر ہارڈے لوکس نے ۱۹۱۶ء کی کونسل میں کہا تھا۔ کہ ہندوستان میں بہت سے حکیموں اور ویدوں نے ایسے طریق علاج اختیار کئے ہیں جو بہت ہی قابلقدر اور کامیاب ہیں۔ اسی طرح سر چارلس پارڈے لیوکس سرجن جنرل گورنمنٹ آف انڈیا اور مسٹر الفسٹن اور مسٹر اینی بیسنٹ بھی لکھتے ہیں کہ ہندوستانی طبیب اب بھی علاج میں بہت ترقی یافتہ ہیں۔ اور طب ہندوستانی و یونانی مغربی طب سے بدرجہا بہتر ہے۔ حضرات میں نے مختصر طور پر ایسے

ڈاکٹروں اور مؤرخوں کے اقوال آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔ جو ہندوستان اور یورپ میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ان کے مندرجہ اقوال سے آپ کو بخوبی روشن کی طرح معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ جو ڈاکٹر دیسی طبوں کو ان سائنٹیفک کہہ کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا قول مبنی بر صداقت نہیں ہے، بالآخر تمام مخالفت کے باوجود دیسی طبوں کے اصول سائنس گزشتہ و حاضرہ کی کسوٹی پر صحیح اور درست تسلیم کیے گئے۔ اور گزشتہ سال حکومت پنجاب کی طرف سے دیسی معالجین کے حقوق اور مفاد کے سوال پر غور و فکر کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی حکومت اور طب قدیم (یونانی اور ویدک) کے نمائندگان پر مشتمل مرتب کی گئی۔ جن میں عالی ہمت دوست جناب صاحب علم و فضل شفاء الملک حکیم دلبر حسن خانصاحب دہلوی اور ہمارے کرم فرما و قابل ستائش دوست جناب حکیم سید ظفر یاب علی صاحب لاہوری و قابل فخر صاحب علم و عمل دوست جناب حکیم محمد حسن صاحب قرشی و جناب مشہور حکیم محمد افضل صاحب لاہور لئے گئے۔ اور امرتسر و دیگر شہروں سے

حسبِ کارروائی مکمل کر کے گورنمنٹ کی خدمت میں رپورٹ پہنچ چکی ہے۔ دیکھئے آئندہ اس پر کارروائی کیا ہوتی ہے۔ اور فن طب کی بہتری ہوتی ہے۔ یا نقصان ہوتا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ بہتری ہو گی۔ اس کمیٹی نے ۳۴ سوالات دیسی طب کے حقوق و معالجین کے رجسٹریشن، طبی درسگاہوں کی اصلاح اور ان کی سرپرستی کے متعلق تیار کئے تھے۔ اور بعض انگریزی میں اور بعض کو اردو میں شائع کر کے حکومت نے اطباء سے اس بارے میں استصواب رائے کیا تھا۔ تاکہ اس اہم مسئلہ کا صحیح اور مناسب حل تجویز کیا جا سکے۔ اور ۱۵ اپریل ۳۹ء تک ان سوالات کے جوابات دفتر جناب کرنل جی۔ جالی صاحب انسپکٹر جنرل ہسپتالات لاہور میں پہنچ جانے کی تاریخ مقرر کی تھی۔ جو بہت کم تھی۔ اور زیادتی تاریخ کے لئے خطوط روانہ کئے

گئے۔ جو منظور ہو کر تاریخ بڑھائی گئی۔ الغرض حکومت کے سوالات مندرجہ ذیل قسم کے تھے۔ کیا دیسی طبوں کے معالجین کی نگرانی کے لئے ایک صوبجاتی مجلس کی تشکیل کی جائے۔ کیا غیر رجسٹرڈ معالجین کو علاج کرنے سے روک دینا چاہیئے۔ کیا ان معالجین کو بھی رجسٹرڈ کر لیا جائے۔ جو ایک عرصہ سے علاج کر رہے ہیں۔ کیا رجسٹرڈ کرنے سے کسی امتحان کی ضرورت ہے۔ رجسٹریشن کے لئے کم از کم قابلیت کیا ہونی چاہیئے۔ کیا دیسی طبوں کی جو درسگاہیں اسوقت قائم ہیں۔ ان کی تعلیم وسعتِ معلومات اس مہارت فن کے لئے کافی وافی ہے۔ کیا دیسی طبوں کے معالجین کی تعلیم کے لئے حکومت کی طرف سے معیاری درسگاہیں قائم ہوں۔ یا حکومت کو چاہیئے کہ موجودہ درسگاہوں کی امداد اور نگرانی کرے۔ اسی طرح حصہ جو میں قوانین بنائے جانے کے لئے استفسار کیا گیا تھا۔ ان سوالات کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ یہ ایک اہم ترین مسئلے اور طب دیسی کے لئے زندگی اور موت کے سوالات ہیں۔ عرصہ کی بے ضابطگیوں کو دور کرنے کے لئے اور اس قدیم میڈیکل سائنس کو منظم طریق پر رواج دینے کے لئے کچھ محنت اور ایثار کی ضرورت ہے۔ اب وقت ہے۔ کہ ہم طب قدیم کو ترقی دینے کے لئے ایسے وسائل اختیار کریں۔ کہ اس کا وقار ہمعصر ڈاکٹروں میں نہ صرف قائم ہو جائے۔ بلکہ بڑھتا جائے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ اب متفقہ طور پر کوشش کریں۔ اور باہمی اختلافات کو مٹا کر ایک لائحہ عمل پیش کریں۔ جو جوابات ہم نے ویدک اینڈ یونانی پنجاب طبی کانفرنس امرتسر کی طرف سے دیئے تھے۔ وہ بہت معقول تھے۔ جو اخبار اہلسنت والجماعت امرتسر مورخہ ۸ اپریل ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں اور علیحدہ بھی اردو میں چھاپ کر بھیجے گئے تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر کرنل جی جالی صاحب کے دفتر والوں نے ہم سے کہا تھا کہ آپ اپنے جوابات دفتر میں بھیج دیویں۔ ہم انگریزی میں ترجمہ کرائیں گے۔ اگرچہ ہم نے ان

کے جوابات کو بعد غور کثیر کے طبع کرا کر گورنمنٹ کے دفتر میں ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء سے
پہلے بھیج چکے تھے۔ مگر آپ حضرات کی خدمت میں گوش گزار کرتے ہوئے اسوقت
بطور خلاصہ کے لکھتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے۔

اگر دیسی طبیبوں کو بہ نظر بہبودی و ترقی فن رجسٹر کرنا ضروری خیال کیا جائے
اور ان کو وہی حقوق دیئے جائیں۔ جو ڈاکٹروں کو دیئے جاتے ہیں۔ تو ان کو مستحق
رجسٹریشن قرار دیا جاوے۔ اور ان کو وہی حقوق دیئے جائیں۔ جو زیر قانون متذکرہ
رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹس کرنے والوں کو حاصل ہیں۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو پھر دیسی طبیبوں
کو رجسٹرڈ کرنے کی تکلیف نہ کی جائے۔ اور دیسی طبیبوں کی نگرانی یعنی سرپرستی
صوبجاتی مجلس کی تشکیل میں ظہور میں آنی چاہیئے۔ جو اپنے ماتحت دیسی طبیبوں کی
ڈسپنسریاں ہر ایک ضلع کے ضروری مقامات پر کھلوائے۔ اور حکومت کی طرف سے
طبی تعلیم گاہوں کا معقول انتظام کرائے۔ اور دیسی معالجین کو زیادہ حقوق دلوے
اور ان کو ڈاکٹروں کے مساوی سمجھے۔ اور تعلیم یافتہ وغیر تعلیم یافتہ ویدوں اور طبیبوں
میں امتیاز قائم کرے۔ اور غیر رجسٹرڈ معالجین کو ڈاکٹروں کی طرح علاج سے نہ
روکا جائے۔ اور ہر ایک طبیب اور وید کو رجسٹرڈ کر لیا جائے۔ خواہ وہ کتنے عرصہ
سے علاج معالجہ کر رہے ہوں۔ یعنی نئے ہوں یا پرانے اور ایک سال سے مطب
کر رہے ہوں یا کم و بیش۔ اور رجسٹرڈ کرنے سے پہلے کسی امتحان کی ضرورت نہیں
ہے۔ قانون مرتب ہونے اور سرکاری تعلیم گاہوں کے بننے سے پہلے جو تعلیم گاہیں
صوبۂ پنجاب میں قائم ہیں۔ جیسے ویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج امرتسر اور اجمل طبیہ کالج
امرتسر اور بھوپ اندر طبیہ کالج پٹیالہ اور دار العلوم طبیہ کالج شاہدرہ جو جناب حکیم مختار احمد
صاحب برادر زادہ جناب حکیم احمد الدین صاحب موجد طب جدید و جناب حکیم صادق
صاحب سلیمی جنرل سیکرٹری و جناب حکیم فتح محمد صاحب جبال صدر مجلس استقبالیہ

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور وغیرہ احباب کے زیر اہتمام چل رہا ہے اور فن طب کی خدمات ادا کر رہا ہے۔ اور عملی طور پر اپنی ہستی کا ثبوت دے رہا ہے۔ امید کامل ہے۔ کہ آپ حضرت حکیم احمد الدین صاحب کے فنی باغ لگائے ہوئے کی آبیاری اعلیٰ پیمانہ پر کریں گے۔ اور ان کی روح کو خوش رکھیں گے اور فن طب کی حفاظت ضرور کریں گے۔ یہ بات سچ ہے۔ کہ اگر حکیم احمد الدین صاحب اسوقت زندہ ہوتے تو مسئلہ رجسٹریشن میں بہت دلچسپی لیتے۔ اور اس کام کو اچھی طرح سے سرانجام دیتے۔ حکیم احمد الدین صاحب نے اگرچہ بعض مسائل طب قدیم (ویدک و یونانی) سے اختلاف کیا تھا۔ مگر وہ طب یونانی کو بحیثیت مجموعی موافق مزاج اہل ہند جانتے تھے۔ اور وہ اپنی کتابوں میں اس کی توصیف بھی بیان کرتے تھے۔ اس لئے ہمیں یقین ہے۔ کہ اگر وہ اب زندہ ہوتے۔ تو رجسٹریشن اطباء کے موقعہ پر طب یونانی و ویدک کی ضرور حمایت کرتے۔ لہٰذا اب ان کے تمام جائے نشینوں کو چاہیئے۔ کہ وہ طب جدید کے ساتھ طب قدیم کی بھی ضرور حمایت و تائید کریں۔ اور اس کی کامیابی کو اپنی کامیابی سمجھیں۔ کیونکہ طب قدیم ہی ہمیشہ کارگر اور مفید ثابت ہوتی رہی ہے۔ اور دوسری دیسی طبوں کی جو درسگاہیں اسوقت قائم ہیں۔ اور جن میں باقاعدہ تعلیم ہوتی ہے۔ ان کو تسلیم کیا جائے۔ اور جس منتظمہ کمیٹی کے ماتحت ان کا انتظام چل رہا ہے۔ ان کے نزدیک ان کی تعلیم مہارت فن کے لئے کافی ہے۔ اور جب تک حکومت اپنی طرف سے طبی معیاری درسگاہ قائم نہ کرے تب تک موجودہ دیسی کالجوں کو امداد دے کر ان کی عزت افزائی اور سرپرستی قبول فرمائے۔

ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ حکومت ہماری طبی درسگاہوں کے معیار کو تسلیم کرے۔ برادران فن اس اہم مسئلے پر غور کرنے کے لئے آپ کو شاہدرہ میں

جمع ہونے کی تکلیف دی گئی۔ امید ہے کہ جناب والا بموجب حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکل شئی آلۃ وعدۃ وآلۃ المومن وعدتہ عقلہ الحدیث یعنی ہر شئے کا آلہ ہے۔ اور مومن کا آلہ اسکی عقل خداداد ہے۔ متفقہ طور پر اس کے متعلق زیادہ غور کریں گے۔ جس چیز کا ہم نہایت بے تابی کے ساتھ ایک عرصہ سے انتظار کر رہے تھے۔ وہ عنقریب ہی آپ کے سامنے آنے والی ہے۔ یعنی دیسی طبوں کے لئے حکومت کی سرپرستی قبول ہونے والی ہے۔ اگر اس میں ہم اپنی خواہش کے مطابق کامیاب ہو گئے۔ تو یقین جانئے کہ طب کی کایا پلٹ ہو کر از سر نو اس پر عالم شباب کا نقشہ ظاہر ہو جائے گا۔ میں آپ حضرات کی توجہ اس امر کی طرف مکرر منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ کہ حکومت پنجاب نے یہ سوالات ہمارے پاس اور بعض اطباء کے پاس روانہ کئے ہیں۔ وہ چونکہ نہایت اہم ہیں۔ جس پر ہماری آنے والی زندگی کا دار ومدار ہے۔ اور طب کی ترقی کا انحصار ہے۔ اس لئے اس پر غور وخوض کرنے کے لئے لاہور دار الخلافہ پنجاب میں ایک مجلس جمعیت مجالس اطباء کا انعقاد ہوا جس کے سرپرست ومربی جناب حکیم الامت جالینوس زماں حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی وجناب حکیم عبد المجید صاحب عتیقی وجناب حکیم مختار احمد صاحب صدر آل انڈیا انجمن خادم الحکمت شاہدرہ اور راقم حکیم ابو تراب محمد عبد الحق پریذیڈنٹ ویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج امرتسر وحکیم شمس الحق خان صاحب پرنسپل کالج مذکور وحکیم احسان الحق صاحب پروفیسر طبیہ کالج امرتسر اور دوسرے نامی گرامی اطباء بھی اس میں شامل ہیں۔ امید ہے کہ اب کشتی طب کی ساحل مراد تک پہنچ جائے گی۔ اور جو طبیب اس میں شامل نہیں ہوئے۔ ان کی خدمت میں ادب سے گزارش ہے۔ کہ اس میں شامل ہو کر اپنی آواز متفقہ طور پر گورنمنٹ کی خدمت میں پہنچانی چاہئے۔ اور جو آئندہ کام ہونے والے ہیں۔ اس میں فن کو نقصان نہ پہنچے۔ میں جناب حکیم مختار احمد

صاحب وجناب حکیم صادق صاحب سلیمی و جناب حکیم فتح محمد صاحب و دیگر ممبران انجمن آل انڈیا خادم الحکمت شاہدرہ کا جذب قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جن کے حسن انتظام سے یہ اجلاس منعقد ہوا۔ اور طبی نمائش کا بندوبست ہوا۔ اور گورنمنٹ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ جس کے زیر سایہ یہ طبی اجلاس کامیابی سے ختم ہوا اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔ اب میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہمیں اپنے نیک ارادوں میں کامیاب کرے اور ہماری دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو۔ آخیر میں میں آپ حضرات کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اس اجلاس کا صدر منتخب فرمایا ہے

کشتی شکست گانیم اے بادِ شرطہ برخیز باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

اے صاحبِ کرامت شکرانۂ سلامت روزے تفقدے کن درویش بے نوا را

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

بقائے صحت

(از جناب حکیم محمد یوسف صاحب قریشی لاہور)

حکیم محمد یوسف صاحب قریشی نوجوان ہمدرد فن ہیں۔ جنہیں مولانا عبد المجید صاحب عتیقی کے ایثارِ مخصوص سے وافر حصہ ملا ہے۔ ہم آپ کے جذبات عمل کے مداح ہیں۔ "سلیمی"

بقائے حیات کے لئے صحت جزوِ زندگی ہے۔ نظام دنیا کو قائم رکھنے کے لئے صحت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ ورنہ دنیا کا کوئی شعبہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دینی اور دنیوی امور سب ہی اتمام پذیر ہو سکتے ہیں۔ کہ انسان صحت جیسی نعمت غیر مترقبہ

سے فیضیاب رہیں۔ اسقدر اہم اور ضروری مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بہت ہی کم توجہ دی جاتی ہے۔ اطبار اور ڈاکٹر صاحبان جن کا فرضی منصب ہے۔ وہ بھی اسطرف اسی طور پر توجہ مبذول کرتے ہیں۔

کاغذی گھوڑے دوڑا دینا تو کوئی ٹھوس کام نہیں۔ جب تک پوری پوری کوشش اور آئینی جدوجہد نہ کی جائے۔ اس ضروری اور لازمی حصۂ زندگی کو بانیانِ مذاہب نے جزوِ مذہب ہی قرار دیدیا۔ تاکہ انسان مذہبی فریضہ سمجھ کر ہی انجام دیتے رہیں اور محظوظاتِ دینی اور دنیوی سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔ مگر انسان جس کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہ اور ضعیف ثابت ہوا۔

شیطنت کے جنگل میں پھنس کر دنیا میں انتشار پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ اگر میں ان پیچیدگیوں کو بیان کرنے لگوں تو بہت وقت درکار ہے۔ میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ کہ دنیا میں اختلافات کی خلیج بہت زیادہ حائل ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ مذاہب بھی ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ راعی اور رعایا میں اختلاف باپ بیٹے سے ناراض، بیوی شوہر سے مختلف۔ اس دورِ ہلاکت میں ایک بڑا فتنہ جو باعثِ مصیبت تھا۔ وہ یہ کہ ملک دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک طبقہ سرمایہ داروں کا اور دوسرا غریب اور مزدور شمار کیا جاتا ہے۔ بالآخر اگر اجتماع ہو بھی سکتا ہے۔ تو یہی ایک نقطہ ہے۔ کہ انسان انسان کا صحیح معنوں میں مونس و ہمدرد ہو۔ مساوات قائم کی جائے۔ سرمایہ دار اپنے مال سے مزدور کی پرورش کریں ان سے سلوک اچھا ہو۔ ان سے برتاؤ اپنوں جیسا ہو۔ جس قدر وہ اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہے۔ اس سے زیادہ یہ درہم کی عزیز جانیں۔ تو پھر دیکھئے ان بیماریوں کا جو عذاب الٰہی کی صورت میں نازل ہیں کس طرح استیصال ہوتا ہے۔

سرمایہ دار ہر کام دولت کے زور پر چلاتا ہے۔ بستر راحت پر بیٹھے حکم دیتے رہنا ہر چیز کو وہیں مہیا کرنا۔ مرغن و مجرب غذائیں کھانا اور کوئی ریاضت نہ کرنا۔ زیادہ سے زیادہ گاڑی پر سوار ہو کر سیر کے لئے جانا۔ واپسی پر اگر پیدل آنا بھی پڑے۔ تو ہانپ ہانپ کر بستر پر دراز ہو جانا۔ ان حالات میں صحت کیونکر بحال رہ سکتی ہے شروع شروع میں آغازِ جوانی ہوتا ہے۔ دولت کے ہوتے ہوئے سامانِ عیش بہم پہنچتے ہیں۔ خوب رنگ رلیاں منائی جاتی ہیں۔ بلا عتدالیاں اسوقت تک جاری رہتی ہیں۔ جب تک کہ قویٰ میں اضمحلال پیدا نہ ہو جائے۔ اب قوتِ باہ کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر قبل از وقت بڑھاپا چھا جاتا ہے۔ دوسری طرف مزدور ہے۔ بیچارا اقتصادی مشکلات میں مبتلا، رنج و اندوہوں کے سمندر میں غرق دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اگر کہیں کوئی ملازمت مل بھی جائے۔ تو سرمایہ دار جب تک اس کا خون چوس نہیں لیتا خوش نہیں ہوتا۔ مزدور بارہ گھنٹے نوکری دینے کے بعد بھی جب آقا کے حضور میں حاضر ہو۔ صلواۃ ہی سنائے جاتے ہیں۔ دیکھا جائے تو مزدور کی زندگی نہائت کشمکش کی زندگی ہے۔ تلخ زندگی ہے غریب موت کو ترجیح دیتا ہے ایسی زندگی پر۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے آپ ہی بتائیں کہ اسے صحت کا کیونکر خیال آسکتا ہے۔

حفظانِ صحت کے سنہری اصولوں سے مستفید ہو سکتا ہے۔ تو سرمایہ دار۔ اس دورِ ابتلا میں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ حفظانِ صحت کے اجارہ دار کس حد تک اپنے فرائض کو انجام دے رہے ہیں۔ آپ مقابلہ کیجئے حال اور عہدِ ماضی کا کہ کس قدر صحتیں بگڑ چکی ہیں۔ میں اپنے معزز اطبار صاحبان سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ حکومت وقت جو بہت زیادہ ذمہ دار ہے ہندوستانیوں کی صحت وری کی سے مطالبہ کیا جائے، مناسب انتظامات کئے جائیں۔ ایسے قوانین مرتب کئے جائیں جسمیں مزدوروں

کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ حکومت کل ملازموں کے لئے وقت کا تعین کرے۔ سرمایہ دار مزدوروں کو آسائش پہنچائیں۔ صحت بگڑ جانے کی صورت میں انہیں ضروریاتِ زندگی پیدا کرنے کے علاوہ صحت کو بحال کرنے کے لئے مالی خرچ کا انتظام کریں۔

اشیاءِ خوردونوش کا مناسب انتظام کیا جائے۔ شہروں میں دودھ، گھی، کھانڈ وغیرہ اشیاءِ خوردنی جو فروخت ہو رہی ہیں۔ ان کو ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لئے پوری روک تھام کی جائے۔ آپ حضرات پر مجھ سے زیادہ یہ امر روشن ہوگا کہ بناسپتی گھی (جسنے حقیقت کو عدم تک پہنچا دیا) جس کثرت سے فروخت ہو رہا ہے اس سے جسم پر کیا ظہور ہو رہا ہوگا۔ دودھ جس سے مکھن علیحدہ کر لیا گیا ہو۔ قوئی جسمانی اس سے کیا فوائد مرتب کریں گے۔

کھانڈ جو ہر چیز میں مستعمل ہے۔ یہ کھانڈ فارم کماد سے بنائی جاتی ہے۔ دیسی کماد کاشتکاروں نے بونا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اسلئے کہ یہ فارم کماد تجارتی نقطہ نگاہ سے بہت زیادہ نفع رساں ہے۔

اب ذرا اسکے تاثرات بھی ملاحظہ ہوں۔ زمینداروں کا بیان ہے۔ کہ یہ کماد جس وقت ہم اپنے مویشیوں کو ڈالتے ہیں۔ ان کی کمریں سوکھ جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مویشیوں میں مادہ تولید ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ ہی کھانڈ بدقسمت ہندوستانیوں کے نصیب ہوتی ہے۔ غور فرمائیے۔ کہ ایسی کھانڈ انسانی جسموں پر کیا اثر انداز ہوتی ہوگی۔

پچھلے دنوں میونسپل شفاخانہ جات کا معائنہ کرنے کے بعد وزیر تعلیم نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ انسان صرف لاہور میں مرض دق میں مبتلا ہیں۔ اس کے علاوہ جس قدر امراض ہیں۔ ان کا تو ذکر ہی چھوڑ دیجئے۔

نزلہ زکام کھانسی ایسی بیماریاں ہیں جن سے کوئی گھر یا کوئی فرد ایسا نہیں

جو محفوظ ہو۔ مجھے پوری امید ہے۔ میرے بزرگ اس طرف ضرور توجہ دیں گے اور حکومت سے مطالبہ کریں گے۔ کہ وہ ہندوستانیوں کی صحت کو بحال رکھنے کے لئے وسیع سے وسیع انتظامات کرے خصوصاً خورد و نوش کے سامان میں جس قدر ملاوٹ کی جا رہی ہے۔ اس کی سختی سے روک تھام کیجائے

انتخاب عہدہ داران

سال آئندہ کے لئے حسب ذیل عہدہ داران کا بالاتفاق انتخاب عمل میں آیا۔

پریذیڈنٹ۔ سراج الاطبار حکیم مختار احمد صاحب جانشین حضرت موجد طب جدید ر؟

سینئر وائس پریذیڈنٹ۔ مولانا حکیم عبد المجید صاحب عتیقی۔

وائس پریذیڈنٹ۔ حکیم الیف۔ ایم صاحب جیوال حکیم حاذق حکیم ڈاکٹر مہتہ جسونت سنگھ صاحب ⁂

جنرل سیکرٹری۔ حضرت مولانا حکیم چوہدری صادق سلیمی صاحب جلالپوری

سکرٹری۔ امیر الاطبار حکیم آر۔ اننت رام صاحب شرما چنڈیداس ورد

افتخار الاطبار حکیم ست پال صاحب جالی حکیم الیف۔ ایم صاحب بطرس

پروپیگنڈا سیکرٹری۔ حکیم چوہدری رحمت خان صاحب تارڑ

ارکان مجلس عاملہ

علاوہ عہدہ داران مندرجہ ذیل ارکان مجلس عاملہ منتخب ہوئے۔

(۱) حضرت مولانا حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی لاہور (۲) حافظ حکیم عبد الرحمن صاحب حکیم حاذق کوٹلہ مغلاں۔ (۳) ممتاز الاطبار حکیم عبد الرشید صاحب انبالہ (۴) جناب حکیم ملک عبد الرؤف صاحب بی۔ اے لاہور (۵) تاج الاطبار حکیم زین العابدین صاحب خالقی آوان لائلپوری (۶) ممتاز الاطبار حکیم شیخ عبد الغنی صاحب راولپنڈی (۷)

⁂ فخرالاطبار حکیم ملک محمد اکبر صاحب آف ڈیرہ غازیخان

عالیجناب علامہ حکیم شیخ غلام محمد صاحب راولپنڈی (۸) شمس الاطباء حکیم سید محمود الحسن صاحب آف درہ خان (۹) ممتاز الاطباء جناب حکیم محمد شریف صاحب ڈھوبن وال (۱۰) افسر الاطباء حکیم محمد شریف صاحب آف عمروالہ (۱۱) امیر الاطباء حکیم پیر حسن دین صاحب فیضپوری (۱۲) جناب حکیم درگا داس صاحب لاہور (۱۳) ممتاز الاطباء حکیم محمد بشیر صاحب لاہور (۱۴) ممتاز الاطباء حکیم محمد افضل صاحب لاہور (۱۵) افتخار الاطباء حکیم محمد نذیر الدین صاحب آف منٹگمری (۱۶) تاج الاطباء حکیم غلام نبی صاحب مشتاق آف لیلیاں (۱۷) حکیم قریشی حبیب اللہ صاحب فاروقی لاہور (۱۸) حکیم ملک علی محمد صاحب لاہور (۱۹) امیر الاطباء حکیم علم الدین صاحب لاہور (۲۰) حکیم چوہدری غلام رسول صاحب آف پنڈیاں (۲۱) ممتاز الاطباء حکیم سید محمود صاحب گیلانی پہارا جکے (۲۲) افتخار الاطباء حکیم جان ڈیوڈ صاحب شاہدرہ (۲۳) جناب حکیم فضل احمد صاحب لاہور (۲۴) جناب حکیم کلب علی صاحب شاہد امروہی (۲۵) جناب حکیم محمد مہدی صاحب تقوی امروہی (۲۶) حضرت فیض ہمدانی صاحب بی۔اے لاہور (۲۷) حکیم مولوی عبد الرحیم صاحب مولوی فاضل لاہور۔

قراردادیں

جو آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کے سالانہ اجلاس میں بالاتفاق منظور ہوئیں

آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کا یہ سالانہ اجتماع جمعیت مجالس اطباء پنجاب پر اپنے دلی اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔ کہ جمعیت ہذا صوبہ مجالس اطباء کی نمائندہ جماعت ہے۔ لہٰذا یہ اجلاس حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ انڈین میڈیسن بورڈ پنجاب کی تشکیل کے موقع پر جمعیت کو پورا پورا حق نمائندگی دیا جائے۔ محرک حکیم صادق سلیمی صاحب۔ تائید حکیم شمس الحق خان صاحب

تائید مزید چوہدری رحمت خان صاحب تارڑ۔

۲:۔ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کا یہ سالانہ اجتماع جس میں مختلف مقتدر طبی جماعتوں کے نمائندے شریک ہیں اس امر کا اعلان کر دینا چاہتا ہے۔ کہ طب جدید مشرقی کا طریق علاج یونانی طریق علاج کی ایک مرغوب و معقول مندوبہ صورت ہے۔ محرک حکیم عبدالرشید صاحب۔ تائید حکیم صادق سلیمی صاحب۔ تائید مزید ڈاکٹر جسونت سنگھ صاحب بہتہ۔

۳:۔ یہ اجتماع عظیم گورنمنٹ پنجاب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ محکمہ اصلاح دیہات میں دیسی اطباء کو بھی ملازم رکھ کر خدمت خلق کے بہترین مواقع بہم پہنچائے جائیں محرک حکیم احسان الحق صاحب۔ تائید حکیم ست پال صاحب جالی۔ تائید مزید حکیم آنند رام صاحب شرما چنڈیداس۔

۴:۔ یہ اجلاس حکیم عبدالعزیز صاحب سنگرالوی نابھ سٹیٹ کے بے وقت حادثہ انتقال پر قلبی رنج و الم اظہار کرتا ہے۔ نیز طب کے لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہے۔ مرحوم کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعاء مغفرت کرتا ہے۔ تحریک حکیم عبدالرشید صاحب۔ تائید حکیم شمس الحق خان صاحب تائید مزید حکیم عبدالرحیم صاحب۔

۵:۔ یہ اجلاس پنجاب ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس امرتسر کی دیرینہ طبی خدمات کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے مولانا حکیم ابو تراب محمد عبدالحق خان صاحب صدر کانفرنس اور حکیم شمس الحق خان صاحب سیکرٹری کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتا ہے تحریک حکیم رحمت خان صاحب تارڑ۔ تائید حکیم ڈاکٹر جسونت سنگھ صاحب بہتہ تائید مزید حکیم قریشی حبیب اللہ صاحب۔

۶:۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے۔ کہ پنجاب کے صدر مقام لاہور میں طبی کتب خانہ

قائم کیا جائے۔ جس میں دیسی طب کی کتب کا کافی ذخیرہ فراہم ہو۔ نیز غیر مطبوعہ فنی کتب کی نشر و اشاعت کے وسائل بھی پیدا کئے جائیں۔ تحریک حکیم محمد حسین صاحب۔ تائید حکیم احسان الحق خان صاحب۔ تائید مزید حکیم غلام رسول صاحب۔

۷:۔ یہ اہم اجلاس عوام سے درخواست کرتا ہے۔ کہ موجودہ کساد بازاری کے زمانہ میں بدیشی پیٹنٹ ادویات کے استعمال سے اجتناب برتیں۔ تاکہ علاج میں کفائیت اور طب دیسی میں ترقی ہو۔ تحریک حکیم عبدالرحیم صاحب۔ تائید حکیم عبدالرحمن صاحب۔ تائید مزید حکیم نور الہی صاحب۔

۸:۔ یہ اجلاس بلدیہ لاہور سے درخواست کرتا ہے۔ کہ شہر لاہور میں از کار رفتہ و بوسیدہ ادویات کی فروخت کا سد باب کیا جائے۔ تاکہ مرضاء کو اچھی ادویات میسر آسکیں

تحریک حکیم ست پال صاحب جالی۔ تائید حکیم الیف ایم صاحب جسوال۔ تائید مزید حکیم برکت علی صاحب

۹:۔ یہ اجلاس بلدیہ لاہور سے درخواست کرتا ہے۔ کہ وہ طب یونانی کے شفاخانہ جات کا شہر لاہور میں اجراء کرے۔ تاکہ عوام دیسی طریق علاج سے مستفید ہو سکیں۔ تحریک علامہ حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی۔ تائید حکیم عبدالمجید صاحب عتیقی مزید تائید حکیم الیف۔ ایم صاحب پطرس۔

۱۰:۔ یہ اجلاس ڈسٹرکٹ بورڈ لاہور سے اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ ضروری مقامات پر دیسی شفاخانہ جات کا افتتاح کر کے دیہاتیوں کے حفظ صحت کے مواقع بہم پہنچائے تحریک حکیم مختار احمد صاحب۔ تائید حکیم ابو تراب محمد عبدالحق صاحب تائید مزید حکیم احسان الحق خان صاحب

۱۱:۔ آل انڈیا انجمن خادم الحکمت کا یہ شاندار اجتماع جس میں تقریباً پنجاب کی اکثر

ذمہ وار جماعتوں کے نمائندے شریک ہیں۔ جناب سراج الاطبا حکیم مختار احمد صاحب ممتاز کو حضرت استاذ الاطبا حکیم احمد الدین صاحب مرحوم موجد طب جدید کا صحیح و جائز جانشین تسلیم کرتا ہے۔ نیز عوام کو باخبر کر دینا چاہتا ہے۔ کہ اگر کسی دوسرے فرد کو جانشین ہونے کا دعوےٰ ہے۔ تو وہ کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا۔ بلکہ محض ایک ایسی تعلی ہے۔ جسے غلط بیانی اور فریب کاری کہا جا سکتا ہے۔ نیز اصل آل انڈیا انجمن خادم الحکمت محض وہی جماعت ہے۔ جو کہ جناب ممتاز صاحب کی زیر صدارت اپنے اصلی مرکز بمقام شاہدرہ پر سرگرم عمل ہے۔ تحریک حکیم حافظ محمد عبد الرحمن صاحب کوٹلہ مغلاں۔ تائید حکیم عبد الرشید صاحب اجنالہ۔ تائید مزید حکیم شیخ عبد الغنی صاحب راولپنڈی۔

۱۱۲:- یہ اجلاس پنجاب کی طبی درسگاہوں کی طبی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ خصوصاً طبیہ کالج انجمن خادم الحکمت شاہدرہ، ویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج امرتسر کی بہترین تعلیم کو منظر استحسان دیکھتا ہے۔ اور نوجوانوں سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ان مفید درسگاہوں میں داخل ہو کر طبی تعلیم حاصل کریں۔ تحریک حکیم ست پال صاحب جالی۔ تائید حکیم غلام رسول صاحب۔ تائید مزید حکیم تہتہ جسونت سنگھ صاحب آف مندرہ

اجلاس ہفتم

زیر صدارت جناب مولانا حکیم محمد حسین صاحب موجد مرہم عیسےٰ لاہور

اگرچہ دم عیسےٰ کی مرہم سے بے نیازیاں مسلم ہیں۔ تاہم کرسئی صدارت کے احترام میں مرہم عیسےٰ کا قائل ہونا ہی پڑا۔ حضرت صدر اپنی طب نوازیوں اور مناظرہ پسندیوں کی طفیل غیر فانی شہرت حاصل کرچکے ہیں ـــــ آپ نے اپنے حسن قبول سے پر ایک بہت بڑا احسان کیا ـــــ شکر گذار ہیں

"سلیمی"

آپ کے زیر صدارت ایک ہنگامہ پرور اجلاس ہوا۔ جس میں مختلف اطباء نے تیر بہدف مجربات پیش کر کے اپنے بخل شکن مذاق کا قابل قدر ثبوت پیش کیا۔ مجربات کے بعد حضرت قبلہ نیرؔ صاحب نے اپنے ان تاثرات کا اظہار فرمایا۔ جو جلسہ کے متعلق آپ کے قلب سلیم میں سیل رواں کی طرح موجزن تھے بعدازاں افتخار الاطباء حکیم ست پال صاحب جالی سیکرٹری مجلس استقبالیہ نے انجمن کی طرف سے معزز حاضرین و اکابر فن کا شکریہ ادا کیا۔ پھر جناب حکیم صادق سلیمی صاحب جنرل سیکرٹری نے قبلہ نیرؔ صاحب کی فراخدلانہ دعوتِ طعام کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور علامہ نیرؔ صاحب نے فاضلانہ تقریر فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

مجربات مختلف اصحاب

از امیر الاطباء حکیم و ڈاکٹر آر اننت رام شرما چنڈیداس ور دھنون ضلع جہلم پنجاب

(۱)۔ میرے بزرگوار حکیم ایشرداس صاحب بھی خواہ طب جدید کی قلمی بیاض کا نسخہ ہے۔ اور

قابل بھروسہ اور تعریف، میری کئی بار کی آزمودہ دوا ہے۔ موچرس عمدہ حسب ضرورت لیں اور اسے ہموزن برٹھ کے دودھ میں کھرل کریں۔ کہ دودھ جذب ہو جاوے۔ بعدہٗ کو کن بیر کے برابر حبوب بنا کر محفوظ کرلیں۔ پرلے سرے کا مقوی باہ، نافع جریان اور سرعت انزال۔ امساک کے لئے بھی بہترین ہے۔ شرطیہ دوا ہے۔ آزمائش کنندہ ہی تعریف کریگا۔ عطر آنست کہ خود ببوید نہ عطار بگوید والا معاملہ ہے۔ البتہ سہل الحصول ہے۔ آسان ہے۔ بس اسکی یہی ایک خوبی ہے۔ مقویات سے بے نیاز کردے گا۔

۲:- **سرمہ عینک گداز**:- بورک ایسڈ ۲ ماشہ، زنک سلفاس ۴ ماشہ، پوٹاسی آئیوڈائیڈ ۸ گرین، نوشادر ۲ ماشہ، سرمہ سیاہ تین تولہ ۲ ماشہ سب کو علیحدہ علیحدہ کھرل کر کے آمیز کرلیں۔ پھر سرمہ میں ملا کر کھرل کریں۔ غرضیکہ کوئی موٹائی نہ رہے۔ بلکہ ریشم ہو جاوے سلائی سے لگاویں۔ نظر باز کی طرح تیز ہوگی مجرب ہے۔ باقی پھر کبھی پیش خدمت کرونگا اگر خواہش شائقینوں نے ظاہر کی۔ چونکہ یہ موتی یوں ہی بکھیرنے کے واسطے نہیں ہیں البتہ بخل شکن شیوہ ہے پیشرو صاحب مغفور و مرحوم استاذ الاطبا صاحب کا۔ اسلئے ہم نام لیوا بھی بخل سے کام نہیں لے سکتے۔ اب یہ دونوں نسخے ہدیۃً پیش خدمت کرتا ہوں

از جناب حکیم محمد اسمٰعیل شاہ صاحب گیلانی آف شاریاں

میں ایک ادنیٰ خادم فن ہوں اور مجھے خادمیت انجمن مذکور کا افتخار حاصل ہے عرصہ سے مطب کر رہا ہوں۔ اور خاص کر مجھے ۲ سال سے سرکاری طور پر "حکیم" کے عہدہ پر ممتاز فرمایا گیا ہے۔ اسلئے مجھے "طب جدید" کے نسخہ ہائے و مضامین سے خاص دلچسپی ہے۔ چند نسخہ جات پیش خدمت ہیں:-

سفوف سورنجاں! سورنجان شیریں ۲ تولہ، بادیان تولہ، زنجبیل تولہ، برگ سنائے مکی ۵ تولہ، کھانڈ دیسی ۴ تولہ علیحدہ علیحدہ کوٹ چھان کر باہم ملا کر محفوظ رکھیں۔

فوائد:- دائمی قبض۔ وجع الاعضاء، وجع المفاصل، درد بطن، قبض بواسیری

ذات الریہ، نفاخ شکم۔ امراض معدہ میں ازحد مفید ہے۔ خوراک ۴ ماشہ سے ۶ ماشہ تک بعد از طعام بوقت خواب ہمراہ آب نیم گرم۔

۱۲:۔ سفوف مقوی باہ:۔ لک مغسول ۵ ماشہ، صمغ سہجنہ ۵ ماشہ، پوست سنگدانہ مرغ ۵ ماشہ، دانہ الائچی خورد ۵ ماشہ، مازو ۵ ماشہ، صمغ عربی ۵ ماشہ کپورکچری بریاں ۵ ماشہ، پوست بیرون پستہ ۵ ماشہ، کاکڑاسنگی ۵ ماشہ۔ کلونجی ۵ ماشہ باریک کر کے سفوف بنا دیں۔ خوراک ۳ ماشہ ہمراہ آب تازہ

۱۳:۔ حبوب مقوی معدہ۔ نمک لاہوری، نمک طعام، نمک ہندی، نمک سیاہ سہاگہ چوکیہ، شورہ قلمی، رائی بنارسی، فلفل سیاہ، فلفل سفید، نوشادر، مصطگی رومی زیرہ سیاہ، دانہ الائچی خورد، پودینہ خشک، نانخواہ، صعتر فارسی ہر ایک ایک ماشہ باریک کر کے آب انار (ترش انار) تولہ۔ آب لیموں کاغذی تولہ، آب پودینہ سبز تولہ میں کھرل کریں اور حبوب کنار دستی بنا کر کام میں لائیں۔ ایک گولی بعد از طعام ہر دو وقت تناول فرمائیں۔ خرابی معدہ و سوء الہضم میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔

ازامیر الاطباء حکیم علم الدین صاحب لاہور

۱:۔ طلسم ربی:۔ پتھر کا جلا ہوا کوئلہ جو سفید رنگ ہو جاتا ہے۔ کپڑ چھان کر کے شیشی میں محفوظ رکھیں۔ دمہ اور سل کے لئے عجیب چیز ہے۔ شہد میں ایک رتی سے دو رتی تک صبح و شام دیں۔

۲:۔ تریاق بچھو۔ درد دانت:۔ کلورل ہائیڈریٹ ۳ ماشہ، کافور ۳ ماشہ سب کو باہم ملالیں۔ بوقت ضرور استعمال کریں۔

ازجناب حکیم ابوتراب حاجی محمد عبدالحق صاحب امرتسری

شیر برگد ۶ تولہ۔ کشتہ فولاد ۱ تولہ (ہاتھی سونڈی بوٹی والا) تالمکھانہ ۴ تولہ۔ جندبیدستر ۶ ماشہ۔ گوگل بھینسیہ ۳ تولہ، فادزہر حیوانی ۱ تولہ، عنبر ۱ ماشہ۔ کستوری

۶ ماشہ (بدل ساذج ہندی یا تیمال پتر ۱½ تولہ) ہاون دستہ میں ڈال کر چار ہزار چوٹ لگاویں۔ اگر افیون ۳ ماشہ و زعفران ۱½ ماشہ بھی داخل کر کے تیار کریں تو نہایت مفید ہو جائے گی۔ حد درجہ کی مقوی و ممسک ہے۔

مقدار خوراک:۔ حبوب بمقدار دانہ ماش بنائیں۔ ایک گولی ہمراہ شیر مادہ گاؤ

جناب حکیم عبد الرشید صاحب اجنالہ

سفوف رحمانی:۔ تالمکھانہ، موچرس، کمرکس، الک مفتول، گوکھرو کلاں ہر ایک ایک تولہ۔ مصری کوزہ دس تولہ۔ یہ پندرہ خوراک ہیں۔

ہر روز صبح کے وقت ہمراہ شیر بز ایک خوراک

فوائد:۔ جریان، احتلام، سرعت انزال، رقت منی۔ تین ہفتہ کے استعمال سے جن کے ہاں لڑکیاں ہی ہوتی ہوں۔ لڑکا ہو گا۔ اگر قبض ہو تو مطبوخ لقاح یا مطبوخ افتیمون دیں۔

از جناب حکیم غلام نبی صاحب مشتاق لبلیاں ضلع سیالکوٹ

۱۔ نفس الدم۔ کہنہ چرم سوختہ (بکا یا مشک کا چرم ہو) بمقدار ایک ماشہ دو ماشہ تک ہمراہ پانی۔ تین خوراک میں دورہ نفس الدم کو صحت ہو جاتی ہے۔

۲۔ کشتہ سیماب:۔ سیماب ۱ تولہ۔ شیر مدار ۱۰ تولہ۔ وسمہ ۲۰ تولہ

ترکیب:۔ پہلے سیماب کو شیر مدار میں اچھی طرح کھرل کر کے یکجان کر لیں بعدہٗ وسمہ کے نغدہ میں رکھ کر سمیٹ کر کے چار سیر کی آگ دیں۔ لاجواب کشتہ ملے گا۔

۳۔ کشتہ ابرک:۔ ابرک سفید ۵ تولہ۔ آب ترشک (کھٹی بوٹی) ۲۰ تولہ۔ ابرک کو اس پانی میں کھرل کر کے قرص تیار کر لیں۔ اور اسی نغدہ بوٹی جس سے پانی خارج کیا گیا ہے۔ رکھ کر گل حکمت کر کے صرف دو اپلہ کی آگ دیں نایاب

کشتہ تیار ہے۔

فوائد:- تپ نیا ہو یا پرانا۔ جریان اور دق کے لئے مفید ہے۔

برائے برص:- گندھک آملہ سار، باکچی، تخم ترب ہموزن خوب باریک سفوف کرلیں۔ بقدر ضرورت دہی میں ملاکر بدن پر مالش کریں۔ اگر تین یوم میں سفید داغ دور نہ ہوں تو علاج معالجہ چھوڑ دیں۔

نباتاتی اکسیر:- حلتیت ا تولہ، سرکہ خالص ۲۴ تولہ۔ نمک سونچر ۲ تولہ۔ نوشادر ا تولہ ملاکر روئی سے چھان لیں۔ مقدار خوراک نصف تا ایک اونس۔ قولنج، قبض، اپھارہ۔ وجع الفوائد، درد گردہ کو مجرب ہے۔ ہسٹریا کیلئے بھی مفید ہے۔

ازامیر الاطبار حکیم جسونت سنگھ صاحب مندرہ جنکشن

انجکشن سے بھی زیادہ موثر و مفید لبوٹی مندورا۔

اسی کے متعلق عالیجناب حکیم حاجی مولوی محمد عبداللہ صاحب آف روڑی نے فرمایا ہے۔ کہ:-

(۱) کڑکڑاتے جاڑوں میں سادھو مہاتما یخ پانی سے کس طرح اشنان کرتے ہیں

(۲) یہ بوٹی مقوی باہ بے مثل ہے۔ سات یوم میں قابل قدر اثر ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) دمہ، کھانسی، نزلہ، زکام کو پہلی خوراک افاقہ دلاتی ہے۔

(۴) نمونیہ، ذات الجنب کو پہلی خوراک صحت دلاتی ہے۔

(۵) گنٹھیا، نقرس، وجع المفاصل کیلئے تریاق مجربہ ہے۔

(۶) سانپ کاٹے کا فوری تریاق ہے پہلی حد دوسری خوراک سے زہر پانی ہو جاتا ہے

(۷) افیون کا بہترین بدل ہے۔ لیکن افیون کے عیوب سے مبرا ہے۔

مقدار خوراک:- نصف چاول تا دو چاول۔ مکھن، بالائی، شہد وغیرہ میں اس بوٹی کی جائے پیدائش گلگت ہے۔ اور اس کا نام مندورا بوٹی ہے۔

از جناب ممتاز الاطباء حکیم محمد بخش صاحب آف ڈہرکی

۱:۔ حب ذات الجنب :۔ حلتیت (ہینگ) ۳ ماشہ، فلفل سیاہ ۱ تولہ، نوشادر ۴ ماشہ زنجبیل ۱ تولہ، اجوائن خراسانی ۱ تولہ، نمک سونچر ۱۲ ماشہ، فلفل دراز ۶ ماشہ، گل مدار ۲ تولہ، آب برگ سہانجنہ بقدر ضرورت۔ جملہ ادویہ کو باریک کوٹ پیس کر آب برگ سہانجنہ سے حب بقدر نخودی تیار کریں۔ ترکیب استعمال :۔ دو حب صبح دو حب شام تازہ پانی کے ساتھ۔ انشاء اللہ تعالیٰ درد پہلی ہی خوراک سے موقوف ہو جاتا ہے۔

۲:۔ دافع نکسیر :۔ خرمہرہ زرد ۲ تولہ سوختہ بقدر یک ماشہ در مسکہ گاوی ہر روز بخواند۔ ہفت روز بگیرد۔ مجرب است

دیگر

اسہال و پیچش غیر سدہ میں ایک ماشہ چھاچھ کے ساتھ استعمال کرنے سے آرام آجاتا ہے۔

۳:۔ سفوف نمر پھلا :۔ سونف ۱ تولہ، سناءمکی مصفا ۱ تولہ، نمک سونچر ۱ تولہ۔

فہرست مرکبات دواخانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

تمام اطباء و معالجین کا فرض ہے۔ کہ اپنے زیر علاج مریضوں پران تجربات کو استعمال کیا کریں۔ کیونکہ یہ مجرب وہ چوٹی کے مجربات ہیں۔ جو انجمن کے وسیع احاطہ میں ہزاروں اور لاکھوں مرتبہ تجربہ کی کسوٹی پر گھسے جاکر نہایت اعلیٰ درجہ کے مفید مجرب اور سریع التاثیر ثابت ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مرکبات کوئی مجہول الکیفیت نہیں یہ سب کے سب نسخے بمعہ صحیح ترکیب ساخت اور ترکیب استعمال کے شائع ہو کر تمام ذی علم و ذی تجربہ بزرگوں سے داد حاصل کر چکے ہیں ان میں سے چالیس نسخہ جات بمعہ مفصل طریقہ ہائے ساخت اور مختلف ترکیبوں سے استعمال کرنیکی تفصیلی ہدایات رسالہ اربعین میں درج ہیں۔ جو صرف ایک روپیہ قیمت سے ہر ایک صاحب طلب فرما سکتے ہیں۔ باقی نسخہ کتاب مکشوفات طب جدید میں درج ہیں۔ جس کی قیمت صرف دو روپیہ بارہ آنہ (۱۲/ عہ) ہے۔

---

۱ **اکسیر شفاء** قروحات و اورام لثہ وحلق کے زخموں کو مفید ہونے کے علاوہ قروحات باطنیہ معدہ و امعاء اور اسہال وغیرہ میں بھی اکسیر ہے۔ اور مصفی خون ہے۔ قیمت فی تولہ ۶ ر فی چھٹانک ۱۲ عہ

۲ **انفرودیا** برص، بہق، تہبج، خارش، سعال کہنہ، دمہ، نزلہ، زکام مزمن، فربہی، مفرط، ضعف باہ اور شیب غیر طبعی کے لئے نہایت مفید ہے۔ خوراک ۱ ماشہ سے ۲ ماشہ تک۔ قیمت فی چھٹانک ۱۲ ار

۳ **بخور دمہ** دمہ اور ضیق النفس میں دورہ کے وقت اس دوائی کی دھونی لینے سے پانچ منٹ کے اندر آرام آجاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ (عہ) ایک دھونی کے لئے ایک ماشہ دوا کافی ہے۔

۴ **تریاق وجع الفواد** فم معدہ کے درد کے لئے نہایت زود اثر ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ عہ فی پاؤ تین روپیہ (سے ر) خوراک ایک ماشہ ہمراہ آب

۵ **جوارش مفرح** مقوی اعضاء رئیسہ، ہاضم، مقوی باہ، مقوی رحم دافع اسہال وقے، مفرح دل۔ قیمت فی چھٹانک ڈیڑھ روپیہ عہ۔ خوراک ۲ ماشہ سے ۴ ماشہ تک

۶ **حب منقی** تھوڑے وزن میں قبض کشا اور زیادہ وزن میں عمدہ مسہل ہے۔ جو غلیظ مواد کو خارج کرتا ہے۔ بہت سی امراض اور پرانی امراض میں ضروری چیز ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک عہ ایک روپیہ خوراک مداومت کے لئے ایک گولی سے دو گولی اور مسہل کیلئے ۴ سے ۶ گولی تک

۷ **حب مفید النساء** ایام ماہواری کی بیقاعدگی کو دور کر کے ان تمام تکلیفوں سے بچاتی ہے جو عورتوں کو بندش حیض سے پیدا ہوتی ہیں۔ قیمت فی تولہ ۸ر فی چھٹانک (عار) دو روپیہ خوراک ایک گولی صبح و شام ہمراہ شیر۔

۸ **حب عنصل** دافع و مخرج بلغم ہے۔ پرانی کھانسی و زکام مزمن اور دمہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ (عہ) خوراک ایک گولی سے ۲ گولی بقدر نخود

۹ حب سبکراں :- کھانسی اور نزلہ کے لئے مفید ہے - پیچش،
جریان اور سرعت کو بھی فائدہ دیتی ہے - قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک
روپیہ (عہ) خوراک ا گولی سے ۲ گولی تک

۱۰ حب مراق :- یہ دوا مالیخولیا مراقی کے لئے فائدہ مند ہے - قیمت فی تولہ
۶ر فی چھٹانک عہ ر خوراک ۲ گولی صبح و شام بعد از خوراک

۱۱ حب لبواسیر :- اس دوا کے استعمال سے بلا تکلیف خون بند ہو
جاتا ہے - اور مسّے مرجھا کر بیضرر بن جاتے ہیں - ایک ہفتہ کی خوراک قیمت
ایک روپیہ (عہ) دو ہفتہ کی عہ ر خوراک صبح و شام ہمراہ آب تازہ

۱۲ حب مقوی :- ضعف باہ اور جلق کے نقائص کو دور کرتی ہیں - علاوہ
اسکے ہر قسم کی کمزوری بدن مثلاً ضعف دماغ اور ضعف جگر میں ایک مسلمہ دوا
۱۳ ہے - قیمت ۴۰ عدد عہ ر ۸۰ عدد عا ر خوراک ۲ گولی صبح و شام ہمراہ دودھ

حب ممسک :- صفت نام سے ظاہر ہے - زیادہ تعریف فضول
قیمت فی تولہ عہ ر فی چھٹانک ستے ر خوراک ایک گولی سے دو گولی -

۱۴ حب حمّی :- ہر قسم کے نوبتی تپوں میں جو دائمی اور لازمی نہ ہوں اکسیر
ہے - اس طرح سے ہر قسم کے دردوں میں جیسے شقیقہ، عصابہ میں مفید ہے نوبت
سے پہلے دی جاتی ہے - قیمت فی تولہ جو قریباً سو گولی کے ہوتی ہے عہ ر
فی چھٹانک للعہ ر خوراک ۴ گولی سے ۶ گولی

۱۵ دوا سوزاک :- خواہ نیا سوزاک ہو - یا مزمنہ ہر درجہ میں مفید
ہے - قیمت فی چھٹانک عہ ر فی پاؤ صہ ر

۱۶ دوا حلزون :- ہر قسم کے اسہال خصوصاً ذرب و خلفہ و سنگرہنی کے
لئے اعلیٰ درجہ کی دوا ہے - علاوہ ازیں مقوی معدہ و امعاء اور بھوک لگانے

والی ہے۔ قیمت فی چھٹانک عہ خوراک ۱ ماشہ

۱۷ **دوائے ہاضوم** :۔ ضعف ہضم، نفخ شکم، کمی بھوک، کثرت ریاح وغیرہ امراض معدہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۳ر فی چھٹانک ۱۲ار خوراک ایک ماشہ

۱۸ **دوائے مستورات** :۔ سیلان الرحم، اختناق الرحم، خفقان، سوزش بول۔ کثرت بول، اور خون حیض ونفاس کی زیادتی میں نہائیت سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک عار خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ

۱۹ **دوائے الکبد** :۔ یہ دوائے جگر کے بڑھ جانے اور جگر کے کمزور ہو جانے کے لئے نہائیت مفید ہے۔ قیمت فی چھٹانک عہر خوراک ایک ماشہ سے ۲ ماشہ تک

۲۰ **دوائے الطحال** :۔ یہ دوائے تلی کے بڑھ جانے اور اس کی کمزوری کے لئے اکسیر صفت ہے۔ قیمت فی چھٹانک ۱۲ار خوراک ۴ ماشہ صبح وشام

۲۱ **دوائے گلہڑ** :۔ یہ دوا بڑھتے ہوئے گلہڑ پہ مالش کی جاتی ہے۔ ایک دو ہفتے کے استعمال سے پورا فائدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر فی چھٹانک عار

۲۲ **دوائے خارش** :۔ ہر قسم کی خارش میں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ر فی چھٹانک دو روپے (عار)

۲۳ **دوائے ذیابیطس حادہ** :۔ نوجوان مریضوں اور مرض کی ابتداء اور تزائد کی حالت میں مفید ہے۔ خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ) فی چھٹانک للعہ ر

۲۴ **روغن اسراری** :۔ نہائیت خراب قسم کے زخم جو ترچھے یا گہرے ہوں۔ یا اندر سے کھلے اور باہر سے منہ تنگ ہو جیسے گمبھیر، بھگندر، کنٹھ مالا اور ناسور وغیرہ ان کے واسطے اکسیر ہے۔ صرف روئی بھگو کر زخم پر رکھیں۔ فوراً نیچے چلا جائے گا۔ اور دنوں میں زخم بھر دیگا۔ خوراک کے طور پر ہاضم شیر، مقوی باہ اور مصفی خون ہے قیمت فی تولہ

ایک روپیہ (عہ) فی چھٹانک للعہ خوراک ۵ سے ۸ قطرہ تک۔

۲۵ **روح دفلی** :- ریگ اور پتھری خواہ پتہ وغیرہ میں ہو۔ خواہ گردہ اور مثانہ میں ہو۔ اس دوا کے کھانے اور مقام ماؤف پر مالش کرنے سے بکلی رفع ہو جاتی ہے۔ قیمت فی تولہ ۸ر فی چھٹانک تے خوراک ۲ رتی۔

۲۶ **روغن دفلی** :- فالج، لقوہ، استرخاء اعصاب اور تشنج عضلات پر مالش کی جاتی ہے۔ اور سینکڑوں امراض میں اندرونی طور پر کھلایا جاتا ہے۔ دردوں کو رفع کرتا ہے۔ بہت عجیب دوا ہے۔ خوراک ۲ قطرہ سے ۴ قطرہ تک قیمت فی تولہ ۶ر فی چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

۲۷ **روغن شفا** :- بہت سی امراض میں مفید ہے۔ اور روزانہ استعمال کی چیز ہے۔ اور بہت سریع التاثیر ہے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ر فی چھٹانک تے خوراک ۴ قطرہ سے ۶ قطرہ تک۔

۲۸ **روغن محمر** :- اعصابی دردوں کے واسطے جن کو ریحی دردیں بھی کہتے ہیں۔ نہایت مفید چیز ہے۔ صرف بیرونی طور پر مالش کی جاتی ہے۔ نیز ذات الریہ، ذات الجنب وغیرہ اندرونی دردوں میں بھی اسکی مالش بہت ہی مفید اور زود اثر ہے۔ اسی طرح جوڑوں کے پرانے درد اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی چھٹانک عہ

۲۹ **سفوف مبارک** :- نہایت نفیس اور امیرانہ مسہل ہے۔ جس قدر صفات اور فوائد کسی اعلیٰ مسہل میں ہو سکتے ہیں۔ سب اس میں پائے جاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ ۶ر فی چھٹانک ہہ خوراک ۳ ماشہ سے ۴ ماشہ

۳۰ **سفوف شمسی** :- اکثر پرانی اور سیلی امراض میں مفید ہے۔ ایک عام محرک اور مقوی چیز ہے۔ قیمت نمبر ۱ فی تولہ ۶ر فی چھٹانک ۸ر اور قیمت نمبر ۲ فی تولہ ۴ر فی چھٹانک ایک روپیہ۔ نمبر ۳ فی تولہ ۴ر خوراک ایک رتی۔

سفوف بہشتی:۔ بہت سی قسم کی تیز اور حاد امراض مثل اقسام حمیات اور قسم قسم کے درد اور اندرونی اعضاء کے اورام وغیرہ وغیرہ امراض میں نہائت سریع التاثیر دوا ہے۔ قیمت نمبرا فی تولہ ۶/ فی چھٹانک ۱۲/ قیمت نمبر ۲ و ۳ فی تولہ ۴/ فی چھٹانک ۸/ خوراک ۱ رتی

سفوف لفاحی:۔ بعض قسم کے تپوں سر گردن و منہ کے اورام اور ہذیان وغیرہ کو نہائت مفید ہے۔ درد سر، سرسامی حالت میں سریع التاثیر ہے تفصیل کیلئے دیکھو رسالہ طبی رہنما قیمت نمبرا فی تولہ ۶/ چھٹانک ۱۲/ اور نمبر ۲ و ۳ فی تولہ ۴/ فی چھٹانک ۸/ خوراک ارتی

سفوف مفرح:۔ مقوی دل و دماغ معدہ و جگر ہر قسم کے اسہال اور قے کے واسطے تیر بہدف ہے۔ اور خون خواہ کہیں سے جاری ہو روک دیتی ہے۔ بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو یکساں مفید، حمیات میں گھبراہٹ و بیچینی پیاس اور گرمی کو دور کرتی ہے۔ اور ہر مطب میں روزانہ استعمال کی سریع الاثر دوا ہے۔ قیمت فی تولہ ۶/ فی چھٹانک ۱۲/ خوراک اماشہ سے ۳ ماشہ تک ہمراہ رب انار وغیرہ بدرقہ مناسب۔

سفوف مدر:۔ ریگ اور پتھری ہر قسم کو خارج کرتا ہے۔ پیشاب بکثرت لاتا ہے اور بخار میں مسکن اور مطفی حرارت ہے۔ قیمت فی تولہ ۶/ فی چھٹانک ۱۲/ خوراک ۲ رتی سے ۶ رتی

سفوف مطیب:۔ مرض اسہال و پیچش کے واسطے نہائت مفید ہے۔ ہر عمر کے مریضوں پر استعمال کی جاتی ہے۔ قیمت فی چھٹانک ۱۲/ خوراک اماشہ سے ۲ ماشہ تک

سفوف مغلظ:۔ جریان احتلام اور سرعت کیلئے یقینی مفید اور مخصوص ہے قیمت فی تولہ ۴/ فی چھٹانک ایک روپیہ ۸/

سفوف مسکن:۔ یہ دوا بھی نوبتی تپوں اور دردوں میں اکسیر ہے۔ لیکن جب اور اس میں فرق یہ ہے۔ کہ یہ دوا نوبت کے وقت دینے سے تپ اور درد کافور ہو جاتا ہے۔ اور حب حمی نوبت سے پہلے دینے سے پھر بخار یا درد کی نوبت نہیں آتی۔ قیمت فی تولہ۔ فی چھٹانک ۸/ خوراک ۲ رتی سے ۴ رتی تک

سفوف برش کافوری:- بے شمار امراض میں تیر بہدف ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوائی ہوگا۔ قیمت فی تولہ ۶ ر فی چھٹانک عہ ر خوراک دو رتی سے ایک ماشہ تک۔ ۳۸

سفوف زیبقی:- بہت سی امراض میں روزانہ مستعمل ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ طبی رہنما۔ خوراک ایک رتی سے ۱ ماشہ تک۔ قیمت نمبر ۱ فی تولہ ۶ ر فی چھٹانک ۱۲ ر اور نمبر ۲ و ۳ فی تولہ ۴ ر فی چھٹانک عا ر ۳۹

ضماد مفجر:- ورموں کو بغیر نشتر کے یہ دوا پھاڑ دیتی ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ ر چھٹانک عہ ر ۴۰

طلاء شباب:- مقوی و مسمن عضو ہے۔ آبلہ وغیرہ نہیں ڈالتا۔ قیمت فی تولہ ۱۲ ار فی چھٹانک ۳ ر ۴۱

کحل بیاض:- سفیدی آنکھ اور پھولا کیلئے مفید ہے۔ قیمت فی ماشہ ۴ ر فی تولہ عا ر ۴۲

محلل اعظم:- بیرونی طور پر پھوڑے، پھنسیاں، گلٹیاں اور خنازیر وغیرہ اورام کو تحلیل کرنے میں ٹنکچر آیوڈین اور مرہم داخلیون وغیرہ سے زیادہ مفید ہے۔ دردوں کو رفع کرتا ہے۔ اور زخموں کو مندمل اور صاف کرتا ہے۔ اور اندرونی طور پر بھی بہت سی امراض کو دور کرنے کے لئے مؤثر ہے۔ قیمت فی تولہ ۴ ر فی چھٹانک عہ ر خوراک ۲ رتی سے ۴ رتی تک ۴۳ ۴۴

مفرح یاقوتی:- مقوی اعضاء رئیسہ، مقوی باہ، مقوی اعصاب نہایت اعلیٰ درجہ کی دوا ہے۔ قیمت فی چھٹانک للعہ ر فی پاؤ ۱۲ خوراک ۳ ماشہ سے ۶ ماشہ تک۔

مفید الصبیان:- بچوں کی اکثر امراض مثل ڈبہ، صرع، قبض، کھانسی وغیرہ میں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ عہ ر چھٹانک للعہ ر ۴۵

روغن سمع:- وجع الاذن، ثقل سمع بہرہ پن کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ ترکیب استعمال ذرا گرم کر کے بوزن ایک ماشہ کان میں ڈالیں۔ قیمت فی چھٹانک ایک روپیہ (عا ر) ۴۶

۴۷ **سفوف ذکاوت** :- جریان، احتلام، سرعت انزال وغیرہ میں نہایت مفید چیز ہے۔ خواہ مرض کیسی ہی دیرینہ کیوں نہ ہو۔ چند دنوں کے استعمال سے نیست و نابود کر دیتا ہے۔

ترکیب استعمال :- ۴ رتی صبح و شام ہمراہ مکھن قیمت فی تولہ ڈیڑھ روپیہ ۱۲ فی ماشہ ۸؍

۴۸ **سورنجانی** :- عرق النساء اعصابی درد، وجع المفاصل نقرس وغیرہ کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے۔ علاوہ قبض کشا ہونے کے مذکورہ بالا امراض میں بھی مفید ہے۔

ترکیب استعمال :- ۱ ماشہ صبح و شام ہمراہ بدرقہ مناسب۔ قیمت فی چھٹانک عہ؍

۴۹ **سفوف عشرہ ۲** :- سفوف عشرہ ۲ ایک ماشہ یا اس سے زیادہ مقدار میں منقی ہے۔ اور ضیق النفس ہے۔ بلغمی دمہ وغیرہ میں مفید ہے۔ دوسری مقدار ۲ رتی سے ۴ رتی تک ہے۔ جو بخار چڑھنے سے پہلے اگر دی جائے۔ تو مثل کونین کے بخار کو روک دیتی ہے

۵۰ **سفوف عشرہ ۳** :- یہ سعال بلغمی میں بہت مفید ہے۔ اور قے اور دست خواہ خونی ہوں یا سادے بہت ہی مفید ہے۔ بلکہ اکسیر صفت ہے۔ قدر خوراک ایک رتی۔ قیمت فی چھٹانک عہ؍

۵۱ **سفوف ویجتال** :- یہ سفوف نہایت اعلیٰ درجہ کا مقوی قلب ہے۔ دل کی دھڑکن، ضعف قلب، غشی وغیرہ تمام امراض قلب میں اس کا استعمال بہت مفید اثر رکھتا ہے۔ قدر خوراک ایک رتی صبح و شام ہمراہ آب تازہ قیمت ایک روپیہ دعہ؍

۵۲ **سرمہ نور** :- یہ سرمہ نہایت اعلیٰ درجہ کے اجزاء کا مرکب ہے۔ بہت سی امراض چشم میں مفید ہے۔ آشوب چشم، سرخی ککرے، ضعف بصر، آنکھوں سے پانی بہنا۔ خارش وغیرہ میں اکسیر ہے۔ اگرچہ مرض ککرے بہت ہی غیر الشیر مرض ہے۔ مگر اس کے استعمال سے نئے ککرے دو تین روز میں اور پرانے ایک ہفتہ میں رفع ہو جاتے ہیں۔ **ترکیب استعمال** :- روزانہ صبح و شام

سلائی سے لگایا کریں - ایک روز میں اپنا اثر دیکھاتا ہے - گکروں کے لئے آنکھ کے
چھپر کو اٹھا کر دھویا کریں - قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

۵۳ **محلول کاسنی** :- یہ دوا جگر اور معدہ دونوں اعضاء کے لئے جو
آلات انہضام میں اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں - مقوی اور محرک ہے - جس کے استعمال
سے اکثر مریض صحتیاب اور طاقتور ہو گئے ہیں - ہر مطب میں روزانہ استعمال
کی چیز ہے - اور فوائد و تاثیرات کے لحاظ سے ایک مسلمہ زود اثر چیز ہے - جگر کے
تمام امراض مثل ضعف کبد، عظم الکبد - وجع الکبد، ورم الکبد وغیرہ امراض حادہ
اور مزمنہ دونوں صورتوں میں مفید و مجرب ہے - اسی طرح ضعف معدہ بدہضمی
مزمن اور ضعف اشتہار وغیرہ امراض میں بھی نہایت مفید و مجرب ہے - اور ان
لوگوں کیلئے جن کو کھایا پیا جسم کو نہیں لگتا - اس دوا کو استعمال کر کے فائدہ
اٹھا سکتے ہیں - خصوصاً مالیخولیا مراقی کے لئے یہ دوا ایک خاص چیز ہے - جس کے
استعمال سے آلاتِ انہضام کے درست ہو جانے سے وہ تمام شکایات و توہمات
جو تبخیر کی وجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں دور ہو کر انسان چنگا بھلا ہو جاتا ہے -
قیمت فی چھٹانک جو ۱۲ خوراک دوا ہے - صرف ایک روپیہ

۵۴ **خمیرہ روغن ماہی** :- دواخانہ طب جدید کی ایک خاص ایجاد ہے - بڑی بڑی مقوی
ادویات اسکے سامنے ہیچ ہیں - مندرجہ ذیل امراض میں تیر بہدف ہے - کھانسی - دمہ، ضیق النفس
دق، تپدق، سل، بچوں کا کمزور دبلا ہو جانا - نفث الدم وغیرہ وغیرہ امراض میں بہت ہی مفید ہے - کئی
سال سے تجربہ کیا جا رہا ہے جب تک مرض میں پوری صحت نہ ہو جائے استعمال جاری رکھنا چاہئے
ترکیب استعمال :- ایک چمچہ غذا کے بعد صبح و شام بچوں کو ½ چمچہ دن میں دو دفعہ دیں - نہایت اعلیٰ
درجہ کی چیز ہے - بچوں، بوڑھوں جوانوں اور عورتوں میں یکساں مفید ہے - قیمت فی بوتل عہ

ملنے کا پتہ :- دواخانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

بہترین طبی کتابیں

رہنمائے انجکشن

۱ یہ کتاب انجکشن یعنی دوا بذریعہ ٹیکہ بدن میں داخل کرنے کی ترکیب سکھاتی ہے۔ اور اسقدر آسان اردو زبان میں لکھی گئی ہے۔ کہ معمولی لکھا پڑھا آدمی اسکے مطالعہ سے پورا انجکشن اکسپرٹ بن سکتا ہے۔ اس کتاب میں انجکشن کے تمام مواقع طریق اور آلات وادویات کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔ اکثر ادویات کو مختلف امراض میں استعمال کرنا لکھا گیا ہے۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں نے اس پر زبردست ریویو فرمائے ہیں۔ قیمت صرف بارہ آنے ۱۲؍

۱۔ ذوقِ شباب مجلد سنہری

یہ کتاب مرد و عورت کے جنسی تعلقات کی معلومات کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے ضعفِ باہ کے اسباب و علاج پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ اور علاج میں ایسے ایسے نادر نسخہ جات لکھے گئے ہیں۔ جو بنانے میں بالکل آسان اور سو فیصدی مجرب ہیں۔ مجلوقوں کے علاج کا ایک خاص حصہ دیا گیا ہے۔ ہر ایک نوجوان کو اس کا مطالعہ شباب کا حقیقی لطف بخشتا ہے۔ قیمت مجلد سنہری ۱؍

۲ رہنمائے بائیو کیمک یا بارہ اکسیر

اس کتاب میں بائیو کیمک جو (ہومیو پیتھک کی شاخ ہے) طریقہ علاج پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ دوسرے حصہ میں تمام بائیو کیمک ادویات کو علیحدہ علیحدہ تمام امراض میں استعمال کرنے کے مواقع درج ہیں۔ تیسرے حصہ میں تمام امراض کے تحت بارہ اکسیر]

استعمال کرنیکو لکھا گیا ہے۔ گویا کتاب بہترین بائیو کیمک تصنیف ہے۔ قیمت ایک روپیہ عہ

طبّی اربعین

یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر فروخت ہو چکی ہے۔ اب اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ جس میں طب جدید کے خاص الخاص چالیس نسخہ جات کا اندراج ہے۔ یہ چالیس نسخہ جات وہ چوٹی کے نسخے ہیں۔ جو تیس سال سے ممبران انجمن خادم الحکمت کے زیر استعمال ہیں۔ ان میں ایک نسخہ بھی ایسا نہیں جو تجربہ میں غلط نکلے۔ تمام کے تمام سو فیصدی مجرب ہیں۔ ہر ایک نسخہ کے ساتھ اسکے مواقعہ استعمال نہائیت تفصیل کے ساتھ درج ہیں اور تیاری نسخہ کی ترکیب نہائیت آسان اور صاف الفاظ میں درج ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

مکشوفات طب جدید

اس کتاب میں علاوہ ان مرکبات کے جو دواخانہ طب جدید لاہور میں تیار ہوتے ہیں۔ دیگر سینکڑوں مجرب نسخہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اور تمام نسخہ ایسے ہیں۔ جنہیں ممبران انجمن نے بارہا تجربہ کرنے پر مفید پایا ہے۔ ہر ایک نسخہ کی ترکیب ساخت و مواقع استعمال مفصل تحریر ہیں۔ قیمت (عـ۱۲ـہ)

کلیات طب جدید

یہ کتاب عالیجناب حضرت استاذالاطباء موجد طب جدید کی خاص علمی تصنیف ہے۔ جس میں تمام مروّجہ طبوں پر تنقید کرنے کے بعد طب جدید مشرقی کو تمام مروّجہ طبوں کے مقابلہ پر اعلیٰ یا اصول اور عالمگیر طب ثابت کیا گیا ہے۔ اور آخر میں حفظان صحت کا نہائیت صحیح اور اعلیٰ باب درج ہے۔ اگر آپ صحیح معنوں میں طبیب بننا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ قیمت مجلد ۳ﷲ (تین روپیہ)

ملنے کا پتہ:۔ کتب خانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

قندِ مکنون

یہ کتاب انجمن خادم الحکمت ۱۹۲۴ء کے سالانہ جلسہ کی مکمل روئداد ہے
جس میں علاوہ علمی مضامین کے ممبران کے بہترین نسخہ جات درج ہیں۔ قیمت صرف عہ

اسرار المخفی

یہ کتاب انجمن خادم الحکمت ۱۹۲۵ء کے سالانہ جلسہ کی مکمل روئداد ہے اس
میں ایسے ایسے علمی مضامین درج ہیں۔ جنہوں نے کلیات طب قدیم کی کایا پلٹ
دی ہے۔ اور سینکڑوں مجربات نسخہ جات درج ہیں۔ جو ممبران نے برموقعہ
جلسہ ظاہر فرمائے۔ قیمت بارہ آنے (۱۲)

رموزِ طب

یہ کتاب بھی انجمن خادم الحکمت کے سالانہ جلسہ ۱۹۲۶ء کی پوری رپورٹ ہے
اس میں وہ پر لطف مضامین درج ہیں۔ جو مجمع کثیر میں لائق اور فاضل ممبران انجمن
اور خصوصاً حضرت موجد طب جدید جیسے فاضل کامل نے ارشاد فرمائے۔ گویا
طبی رموزوں کا دریا بہا ہے۔ نیز ممبران کے بہترین سونیصدی مجربات درج ہیں ۸ر

روئداد جلسہ ۱۹۲۸ء

یہ کتاب کیا بلحاظ عمدگی مضامین اور کیا بلحاظ بہترین مفید نسخہ جات کے
ایک اہم اور قابلقدر تحفہ ہے۔ علم النباتات پر نہایت وضاحت اور صراحت سے
روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور جس بوٹی کو لیا اسپر شرح و بسط سے محققانہ رنگ میں
مضمون کو بیان کیا ہے۔ کتاب ہر رنگ میں قابلدید ہے۔ اور ممبران انجمن کے اظہار
کردہ سونیصدی مجربات کو درج کیا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ/)

گنجینۂ طبیب

یہ کتاب منشی غلام نبی صاحب کی تصنیف ہے۔ جو اطبا کے لئے نہایت کارآمد

کتاب ہے۔ جس میں تمام طبی اصطلاحات، مفردات کی تعریف ہزاروں بلحاظ تجارتی نسخہ جات، شربت، معجونیں بنانے کی تراکیب طبی اوزان وغیرہ کی تشریح گویا طبی معلومات کا خزانہ ہے۔ حجم ۳۰۰ صفحات قیمت ڈیڑھ روپیہ (عہ۱)

مجربات طبی

جس میں تمام امراض کے حالات و معالجات مفصل طور پر درج ہیں یہ کتاب یونانی حکمت کے موجدوں اور گزشتہ زمانہ کے نامور اطبار مثلاً ارسطو، افلاطون حکیم زکریا رازی، بوعلی سینا اور دھونتری جی جیسے طب اور ویدک کے فاضل استادوں کے مجربات درج ہیں۔ یقیناً یہ کتاب دانا اور قابل معالج کا کام دیگی۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے (عہ۲/۸)

استاد روزگار

اس کتاب میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کے صنعت و حرفت کے کام نہایت ایمانداری سے صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کردیے ہیں۔ معمولی سے معمولی آدمی بھی اس کتاب کی مدد سے کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکتا ہے۔ بلکہ کوشش کرے تو ہزاروں روپیہ کا مالک بن سکتا ہے۔

حرز جان جدید

اس کتاب کے چار حصے ہیں۔ جو ایسے نایاب مجربات کا مجموعہ ہے جس کی نظیر نہیں مل سکتی

حصہ اول و دوم مشترکہ قیمت عہ۲۔ حصہ سوم قیمت عہ۱

حصہ چہارم قیمت عہ

ملنے کا پتہ: کتب خانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

کشتہ جات و روغنیات اور ست وغیرہ تیار کردہ دواخانہ طب جدید لاہور

نام کشتہ	قیمت فی ماشہ	قیمت فی تولہ	قیمت فی چھٹانک	نام کشتہ	قیمت فی ماشہ	قیمت فی تولہ	قیمت فی چھٹانک
کشتہ فولاد سادہ	۲ر	عہ ر	-	کشتہ بارہ سنگا	ار	۸ر	•
کشتہ فولاد اعلیٰ	۴ر	عاؔر	•	" ابرک سفید	۲ر	عہ ر	•
" فولاد سیمی	۳ر	عہ۸ر	•	" ہڑتال ورقی	۸ر	صہ ر	•
" فولاد شنگرفی	۶ر	سہ ر	•	" ابرک سیاہ	۲ر	عہ ر	•
کشتہ منور	ار	۸ر	•	" جست	ار	۸ر	•
" عقیق	۲ر	عہ ر	•	" سیسہ	۲ر	عہ ر	•
" مرجان	ار	۸ر	•	" قلعی	۲ر	عہ ر	•
" صدف	ار	۸ر	•	" سہ دھاتہ	۲ر	عہ۸ر	•
" صدف مروارید ی	۲ر	عہ ر	•	" طلا (سونا)	ہے	ہنشہ	•
" سنگ یشب	۴ر	عاؔر	•	" مرقشیشا	ار	۸ر	•
" " جراح	ار	۶ر	•	" چاندی	۸ر	اعہ ر	•
" کوڑی زرد	ار	۶ر	•	" شنگرف سادہ	۸ر	للعہ ر	•
" سرمہ سفید	ار	۶ر	•	" سم الفار	۸ر	للعہ ر	•
" پوست بیضہ مرغ	۲ر	۱۲ر	•	" شنگرف اعلیٰ	عاؔ۸ر	عہ۵	•
" سنگ یہود	ار	۸ر	•	" ہڑتال گئودنتی	ار	۶ر	•
" سنکھ	ار	۸ر	•	کشتہ ہڑتال ورقی	۸ر	صہ	•

ملنے کا پتہ:- دواخانہ طب جدید اندرون دہلی گیٹ لاہور

باہتمام سراج الاطباء حکیم مختار احمد صاحب ممتاز پرنٹر و پبلشر تعلیمی پریس میں طبع ہو کر دفتر رسالہ طب جدید
اندرون دہلی گیٹ لاہور سے شائع ہوا